U32381. Date 29-12-03

Title - CHAMAN BENAZEER.

Creator - Mohd. Ibraheem.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1927.

Pages - 358.

Subjects - Urdu Shayari - Intikhab; Ghazal
Qaseedah; Qataat.

مجموعۂ خیالات شاعران و سخنوران جادو تقریر موسوم بہ
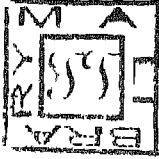
مولفۂ صاحب ذہن سلیم جناب منشی محمد ابراہیم صاحب

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

سنہ ۱۹۲۷ء

بار سوم

اطلاع

مطبع ہذا مین ہر علم و فن کی کتابون کا ذخیرہ ہروقت موجود رہتا ہے جسکی فہرست ہر شایق کو ایک فرنایشی کارڈ بھیجنے پر روانہ ہو سکتی ہے۔ یہانپر چند اُسی فن کی کتابونکی ایک مختصر فہرست اس غرض سے لکھی جاتی ہے کہ شائقین کو اس فن کی دیگر کتابون سے بھی آگاہی کا ذریعہ ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان میر حسن۔ مصنف بدر منیر و بےنظیر	۶ ر	بہارستان اشعار۔ دیوان رائے کشن	
دیوان مردان صفی۔ در تصوف	۵ ر	کمار صاحب	۴ ر
اکسیر سخن۔ ترجمہ رتو سنگھار ہندی	۵ ر	کلیات صفدر۔ نواب صفدر علیخان کا کلام	[illegible]
کلیات ظفر۔ ہر چہار جلد دہلی کے آخری تاجدار		کلیات وہبی۔ کاغذ دو قسم سفید چکنا	۱۲ ر
بہادر شاہ ظفر کا کلام۔	[illegible]	ایضاً کاغذ سفید رسمی	۱۰ ر
انتخاب کلیات ظفر۔	۸ ر	دیوان غافل۔ منور خانصاحب غافل	۵ ر
کلیات مومن۔ معہ مثنویات	عہ ر	دیوان داغ۔ غیر مطبع	[illegible]
دیوان ناسخ۔ از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی	[illegible]	دیوان رند۔ از سید محمد خان رند	۹ ر
کلیات آتش۔ لکھنؤ کے مشہور استاد آتش کا کلام	زیر طبع	دیوان غالب۔ باضافہ جدید	۴ ر
کلیات میر تقی میر۔ اردو کے شعرا کے		دیوان ذوق۔ باضافہ جدید	۱۲ ر
پیشوا اور رہبر مانے گئے ہین اُنکے کلام کی		کلیات اسمٰعیل۔ میرٹھی بلا جلد	[illegible]
تعریف فضول ہے سب واقف ہین	[illegible]	ایضاً مجلد	[illegible]
کلیات سودا۔ ہجوگوئی کے بادشاہ اور		دیوان امیر۔ موسوم بمرآۃ الغیب	عہ ر
قصیدے کے مسلم الثبوت استاد ہین۔	[illegible]	کلیات رعب۔ از حکیم حنیف علی صاحب	
کلیات صنعت صنایع بدایع کا ذخیرہ ہے	۱۲ ر	رعب۔ اسمین مصنف کا فوٹو بھی شامل ہے	[illegible]
کلیات نظیر اکبر آبادی شکسپیر ہند نظیر کا کلام		دیوان بہار عرب۔ نعتیہ دیوان ہے	۲ ر
بلاغت نظام۔ عجیب طرز کلام ہے۔	عہ ر	بہارستان سخن۔ ناسخ اور آتش	
دیوان وقار۔ مصنفہ رائے کشن کمار صاحب		و آباد کی غزلین ہمطرح	۹ ر
رئیس بلاری	۱۰ ر	دیوان نیاز۔ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی	۳ ر

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
گلدستۂ ریاحین جہاں و دیباچۂ بہار یعنی مجموعۂ خیالات شاعران و سخنوران نامدار جادو تقریر کہ مسمیٰ ہے
چمن بے نظیر
بآراستگی تمغۂ ترتیب و تالیف و طبع گلستان ہند فرخندہ کا مولوی محمد ابراہیم صاحب بہاء الدین معہ سے
مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مطبوع ہوا

گلبنِ توحید زِ باغِ قدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس و شکر ایزد آفتاب مطلع دیوان ہی
برنگ مشرق نور جلوہ خوبی سی اسکے اوج عنوان ہے

عجب ہی بے نظیر و بیمثال و بیچگون بے کیف ذات اسکی
وہ مالک ہی وہ خالق ہی وہ رازق ہی وہ ہادی اور رحمن ہے

جدا اگانہ ہین اسماے مظہر مظہر اشیاے کل یعنی
تجلی اسکی ہر اک جز و موجودات مین بے کیف پنہان ہے

کبھو حسن ازل ہی محمل آرا در سواد قامت لیلے
کبھو عشق ابد پیوند برق خرمن قیس بیابان ہے

بہر جا حسن و عشق اسکا خم صہباے بزم مے پرستان ہے
بیک آہنگ آواز الست و قلقل مینا سے مستان ہے

وہی مونس وہی یاد رمحنت خانہ شام غریبان ہے
دوا ے درد اہل عشق و تیمار قلوب دردمندان ہے

نہو جبتک نم سرچشمہ انعام سے سیراب تر اسکے
صدف تشنہ گہر ہے آب دریا خشک لب بیرنگ مرجان ہے

تنور آتشین اسکی بہار لطف و جوش قہرمانی سے
چمن ہی مہد طفل بے زبان ہی موج دریاے طوفان ہے

تجلی گاہ مین اسکی کرے کیا حوصلہ ہی کام موسےٰ کا
ہر اک ذرہ برنگ طور اسکے لمعہ قدرت سے حیران ہے

منزہ ذات پاک اسکی ہی سب سے اور سب مین ہی نمود اسکا
یہان ہر خضر غرق بحر حیوان در سراغ آب حیوان ہے

سوا اسکے شناسا ہو وہ ہے کون اسکی ذات کبریائی سے
تعالےٰ اللہ وہی اپنا شناسا اور وہی اپنا ثنا خوان ہے

ثنا در ہو زبان خامہ کس صورت سے اسکے بحر عظمت مین
دو عالم خشک لب حیرت سے مثل ساحل دریا عمان ہے

مڑ ڈالی باگ میدان ثنا سے اسکے اس شاہ رسالت نے
کہ مرکب لامکان تک جسکے جاہ و قرب کا سرگرم جولان ہے

نعت رسول الکونین و سید الثقلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

محمد نورایزد سرور لولاک دُرّ درج اکوان ہے
فروغ قلزم زخار اعطیناک مہر برج ایمان ہے

معلی تارک عرش برین نقش قدم سے اسکے تابان ہے
لعمرک تاج اوج تخت ادنیٰ قاب قوسین اُسکا ایوان ہے

جمال عالم آرا اُسکا ہے لامع چراغ خلوت اسرے
منور لمعۂ انوار سے جسکے قصور کشور جان ہے

ہنگام ولادت طاق کسریٰ صدمۂ اجلال سے اُسکے
زبان شمع ریزان رنگ تخجلت بر بساط خاک یزدان ہے

ہین انگشت مبارک اسکی بیاض رگ سر چشمۂ تسنیم
بھری تخجلت سے جسکے خون بچشم تیرہ ناک آب حیوان ہے

مجسم نور سے بے سایہ جسم مصطفیٰ اور اسکی خلعت کا
ازل چاک گریبان رخشان اور ابد تحریر دامان ہے

بیان کس سے ہو کیا عظمت و رفعت اُسکے ایوان رسالت کی
ہے وہ کا جسکے اک جاروب کش رضوان و جبریلؑ دربان ہے

ادا مدح و ثنا ہووے ہے اُسکی غیر ذات کبریا کس سے
کہ لامع نام سے جسکے بیاض لوح محفوظ اور قرآن ہے

تحیت اور صلوٰۃ اُسپر اور اُسکی روح پر اور جسم و مرقد پر
کہ جس سے عالم ارواح و اجسام اور برزخ نور افشان ہے

غلام کمترین ہوں اسکی اہل بیت و اصحاب مکرم کا
جناب کبریا سے جن پہ نازل رحمت و انواع رضوان ہے

بعد حمد و صلوٰۃ کے طوطیان شکرستان سخن و عندلیبان بہارستان علم و فن کے ضمائر قدسی نظائر پر مبرہن اور روشن ہووے کہ یہ خاکسار ہیچمدان خوشہ چین خرمن دانش و ارباب ذکا محمد ابراہیم بن شہاب الدین موسیٰ ایک وقت بتقریب ملاقات اس قدردان خجستہ سیرت و گوہر شناس عالی طبیعت کے محفل عشرت منازل میں وارد ہوا الحق اُسکی ذکاوت فہم و مضامین اشعار و نکات چیدہ سے مبین ہے اور حسن خلق اُسکا بیاض منظومات و مثنویات پسندیدہ سے رنگین ہے

بیت

گوہر بحر عطا منبع فیض عمیم ہے یعنے محمد حسین ابن محمد سلیم ہے سلمہ اللہ تعالےٰ از اتفاق حسنہ ایک نسخہ مجمع الاشعار قدیم کا مدت سے بہ اہتمام فدوی مشفقت اساس چھپکر صاحبان قدر شناس کی نظروں سے گذرا ہے اس مجمع الاشفاق و منبع الاخلاق کی پیش نظر بالاے طاق دھرا ہوا تھا

تب آپ نے اُنگلی سے طرف اُسکے اشارہ فرماکر کہا کہ کوئی بنا نسخہ اِس قدیم نسخے سے مجوب اور مرغوب چند دیوان و بیاض جدید و قدیم سے بخامۂ محبت و مشقت تحریر ہو اور بقالب ندرت و حکمت انطباع پذیر ہو حقیقت مین ایک بیاض عجیب و غریب منتخب پسند خاطر ارباب علم و ادب ہوگی غرض اُنکی رغبت و استعانت و حسن رفاقت سے یہ نسخہ خاطر خواہ مرتب ہوا فی الحقیقت مملو بانواع لطائف و ظرائف اشعار آبدار ہے و مقرون باصناف صنائع و بدائع منظومات تابدار ہے

رباعی

اِس چمن کے ہے آگے گلدستہ	ہر رگِ گل بریسمان بستہ
نام اُسکا ہے اور ہے تاریخ	چمنِ بے نظیر برجستہ

۱۲۶۱ھ

ہر کیف اگرچہ یہ نسخہ مسمی بہ **چمن بے نظیر** نہ از روے حسن معنی بلندی صفات ہے بلکہ بدیدۂ انصاف ساغر دعوی خود فروشی لبریز بادہ کنایہ و نکات ہے یعنے بعضے اشعار آبدار فصحاے امصار و بلغاے اعصار غیرت سواد چمن و رشک گلدستۂ یاسمن رونق افزاے صفحۂ کتاب و زینت بخش بیاض انتخاب ہین

مصرع

صحبت نکتہ کرم فراموش ۔ بہر کیف یہ بیت مناسب حال و شاہد مقال ہے۔

بیت

نہ گلگشت چمن کسنے کبھی بیجا ر دیکھا ہے	نہ گلدستہ تہی از برگ ہر اشجار دیکھا ہے

نکتہ نوازان بیاض معنی و معنی طرازان گلدستۂ سخندانی سے التماس یہ ہے کہ ہر گاہ و بیگاہ بقدوم بصارت و نظارت جلوہ افروز بیاض عشرت قرین و سواد چمن رنگین ہون دراثناے سیر و تفرج نظر بمشت گیاہ سہو و خطا نفرمادین بلکہ ہر گل و برگ اشعار سے کہ شبنم آلودہ معنے تازہ ہین حظ و طراوت اوٹھادین

مرات العاشقین

قصيدة في حمد الباري عز اسمه

الحمد لمن قدّر خيرا وخبالا ۔ والشكر لمن صوّر حسنا وجمالا

فرد صمد عن صفة الخلق بريّ ۔ رب ازليّ خلق الخلق كما لا

ذو المجد وبالجود وبالجد تجالا ۔ ما مال عن العدل ولا نال ملالا

ذو القوة ذو الفضل ذو الطول مليك ۔ سادوّح للارض جنوبا وشمالا

لا شبه ولا مثل ولا كفو لمولى ۔ لا ولد ولا والد لا عم وخالا

لا ضد ولا ند ولا حدّ لربّي ۔ الآن كما كان ولم يلق زوالا

لا مثل لمن صوّر مثلا ونظيرا ۔ سن قال سوى ذاك فقد قال محالا

لا قبل ولا بعد ولا وقت زمانا ۔ لا مانع لا حاجة لله تعالى

ارسلت الينا لنبيّا عربيا ۔ للخلق هداة وللشرك ازالا

يا ربّ انلنا وانلهم برهاني ۔ سا دام سقيما وبها حلّ حلالا

اياك طلبنا ولنعماك سألنا ۔ تالله وبالله لمن خاب سوالا

قصيدة في نعت النبي الكريم عليه الف صلوة و تسليم

ولد الحبيب و مثله لا يولد ... ولد الحبيب و خده يتورد
ولد الذي لولاه ما ذكر النقا ... كلا و لو كان المحصب يقصد
جبريل نادى في منصة حسنه ... هذا مليح الكون هذا احمد
هذا الجميل الوجه هذا المرتضى ... هذا كريم النعت هذا الاوحد
هذا الذي خلقت عليه ملابس ... و نفائس نظيره لا يوجد
هذا الذي جاءت اليه غزالة ... و الضب حقا قال انت محمد
هذا الذي جاء البعير مسلما ... و الظبي جاء لنحوه يستنجد
هذا امام المرسلين حقيقة ... لا شك في هذا الحديث موحد
هذا الذي نبع الزلال بكفه ... و الجذع جاء لاجله يتردد
ولد الذي سمي احمد ... و النور من وجناته يتوقد
لم يات في اولاد ادم مثله ... فيمن تقضى هذا الحديث مسند

قالت ملئكة السماء باسرها
ولد الحبيب و مثله لا يولد

رب یسر و تمم بالخیر

نورس بستان کلام قدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدائے تعالیٰ عز اسمہ جل ذکرہ

خداوندا کریما بادشاہا — ہمہ شاہان عالم را پناہا

بحمد اللہ ہمہ حمدے بگوییم — بصد زاری ترا خوانم الہا

شدہ وصف جلالت قل ہو اللہ — بہ پیش و الضحیٰ یٰس و طہٰ

الم نشرح و گر انا فتحنا — بخوانم روز و شب اندر دعا ہا

پریشانی قوی استغفر اللہ — پشیمانی چگوییم ماجراہا

زنادانی ندانستم ہمہ عمر — بہ نادانی بسی کردم خطاہا

تو سلطانی ترا بس گشت حجت — تو سلطانی ترا گوییم شاہا

مسلم مر ترا شد بادشاہی

گدا را اے شود چندین عطاہا

غزل

محمد کہ آمد سراجاً منیرا — بمومن و کافر بشیراً نذیرا
از و مومنان را دہد در قیامت — خداوند جنت و ملکاً کبیرا
ز انکار او کافران را رساند — خداوند دوزخ و ساءت مصیرا
محمد بر احوال اُمت نمودہ — خدا ایش ہمیشہ سمیعاً بصیرا
محمد کہ دارد خدا ایش بزرگی — نمودہ ہمیشہ بشیراً نظیرا
محمد محمد بگو اے برادر — کہ ذکرش خدا کردہ ذکراً کثیرا
کرامات احمد نبی کس نداند — ولو کان بعضُ لبعض ظہیرا
ہر آنکس کہ بر مصطفے البغض ورزد — فسَیَدعُوا ثبوراً و یَصلیٰ سعیرا
بہ فضل نبی اُمتِ او نہ بیند — پس از مرگ شمساً و لا زمہریرا
محمد زبان شفاعت کشاید — چو مرسل نساید بانگ نفیرا

غزل خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا — کہ عشق آسان نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا
بہ بوے نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید — ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا
بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید — کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا
مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم — جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا
شب تاریک بیم موج و گردابے چنین ہائل — کجا دانند حال ما سبکباران ساحلہا
ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر — نہان کے ماند آن رازی کزان سازند محفلہا
حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ — متے ما تلق من تہویٰ دع الدنیا و اہملہا

غزل رافت علیہ الرحمۃ

کان عرفان جان احسان در درج اصطفا — تخت رفعت بخت دولت مہر برج اجتبا

شاہِ عالم ماہ اعظم نور انوار قدم
سراجِ ابراسنی شمع جمع انبیا

بدر ایمان صدر احسان صاحب فضل و کرم
روح رحمت رُوحِ راحت نوح ملک ابتدا

آیۂ حق فیض مطلق پیشوائے انس و جان
خلق پرور خلق گستر شافع روز جزا

شاہ اسریٰ ماہ اقصیٰ آفتاب چرخ قرب
عیش منزل عیش حاصل محفل آرائے دنا

نور رحمان سر یزدان راحت فرح جہان
شان شوکت آن رفعت منبع جود و عطا

شمس رافت مہر رحمت نیر برج شرف
نجم عرفان رجم شیطان دافع شرک بلا

غزل سلیم

ششدرم در حال خود حیران منم یا مصطفےٰ
بہر خود ہم آل خود فریاد رس یا مصطفےٰ

از بہر صدق صادقی وز بہر عدل عادلی
وز بہر ذی النورین خود از سوے حیدر مرتضیٰ

ہم بہر پیر پیر من کان پیر پیران جہان است
جملہ زو شد مقتدی و ہست از تو مقتدا

آوردہ ام پشت شفیع نام بزرگان از یقین
از نام شان اسمل لنا و اشفع لنا یا مصطفےٰ

آمد سلیم بر در رت دریوزہ خواہان چون گدا
یعطے لنا من وصلکا ای مالک ملک ہدا

غزل جامی علیہ الرحمۃ

سیمین ذقنا سنگید لالہ عذارا
نوشش کن نگاہی دل غمدیدۂ مارا

این قالب فرسودہ کہ از کوئے تو درست
القلب علے بابک لیسلا و نہارا

آزردہ مبادا کہ شود این تن نازک
از بہر خدا چیست مکن بند قبارا

من چون گذرم از سر کوے تو کہ آنجا
یارا ے گذشتن نبود باد صبارا

خوش آنکہ زمی مست سوے من بخرامی
پنہان زتو من بوسہ زنم آن کف پارا

گر ہست چو مجمر نفسم گرم عجب نیست
عن حبک قد اوقد فی قلبی نار

جامی نکند جز ہوس بزم تو لیکن
در حضرت سلطان کہ دہد بار گدارا

غزل نظامی علیہ الرحمۃ

شدم بر صورتے عاشق کہ بر مہ میکند غوغا
چہ صورت صورتِ دلبر چہ دلبر دلبرِ زیبا

اگر رویش نمی بینم دو چشمم چشمہ گردد
چہ چشمہ چشمہ لولو چہ لولو لولوے لالا

اگر در باغ بجز ایدد و صد غلغل برانگیزد
چہ غلغل غلغلِ بلبل چہ بلبل بلبلِ شیدا

خیلے راکہ میدارم غمم را ہمدمی باشد
چہ ہمدم ہمدم محرم چہ محرم محرم دلہا

نگارِ من بصد خوبی دو زلفش نکہتے دارد
چہ نکہت نکہتِ عنبر چہ عنبر عنبر سارا

مرا از ہجر جانانی نظامی شربتی باید
چہ شربت شربت قابل چہ قابل قابلِ جانا

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

تا جدا گشتہ ز ما صنما
لبت العین فی ہواک دما

آن مکن گر غمِ تو کشتہ شوم
لیس لے القلب ینفع الندما

گر تو لیلے الحسن در عربی
انا مجنون فی الہوا عجما

اجلم گر بدست تو باشد
قد رضینا بما جرے القلما

انچہ کردی بما ز نیک و زبد
خالق الخلق بیننا حکما

خوش بگفتی تو این غزل سعدی
بارک اللہ ایہا العلما

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

دل می رود ز دستم صاحبدلان خدا را
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

دہ روزہ مہر گردون افسانہ الیست افسون
نیکی بجاے یاران فرصت شمار یارا

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز
باشد کہ باز بینم دیدار آشنارا

در حلقہ گل و مل خوش خواند دوش بلبل
ہات الصبوح ہبوا یا ایہا السکارا

اے صاحب کرامت شکرانہ سلامت
روزے تفقدی کن درویش بینوا را

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

در کوے نیکنامی ما را گذر ندادند
گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

آئینہ سکندر جام جم است بنگر — تا بر تو عرضہ دارد احوال ملک دارا

سرکش مشو کہ چون شمع از غیرتت بسوزد — دلبر کہ در کف او موم است سنگ خارا

گر مطرب حریفان این پارسی بخواند — در رقص و حالت آرد پیران پارسا را

آن تلخ وش کہ صوفی ام الخبائثش خواند — اشہی لنا و احلی من قبلة العذارا

ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کین کیمیای ہستی قارون کند گدا را

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند — ساقی بدہ بشارت پیران پارسا را

حافظ بخود نپوشید این خرقہ می آلود — اے شیخ پاکدامن معذور دار ما را

غزل مولانا جامی علیہ الرحمة

احن شوقا الی دیار لقیت فیہا جمال سلمیٰ — کہ می رساند ازان نواحی نوید وصلت بجانب ما

بوادی غم منم فتادہ زمام فکرت ز دست دادہ — نہ بخت یاور نہ عقل رہبر نہ تن توانا نہ دل شکیبا

زہی جمال تو قبلۂ جان حریم کوی تو کعبۂ دل — فان سجدنا الیک نسجد وان سعینا الیک نسعی

نیاز گفتی کہ ای کجائی چہ بود حالت درین جدائی — مرضت شوقا و مت ہجرا فکیف اشکو الیک شکوا

ز سر عشقت کہ بود ساکن تمام ارباب شوق لیکن — زبی زبانی ز غم نہانی چنانکہ دانی شد آشکارا

بر آستانت کمینہ جامی مجال بودن ندیدہ زان رو — بکنج فرقت نشستہ محزون بکوی محنت گزیدہ مار

غزل صائب

گر نبودی بہ بسم اللہ تاج فرق عنوانہا — نگشتی تا قیامت نو خط شیرازہ دیوانہا

سر شوریدہ آوردہ ام از وادی مجنون — تہی سازند از سنگ ملامت جیب دامانہا

بفکر نیستی ہرگز نمی افتند معذوران — اگرچہ صورت مقراض لا دارد گریبانہا

نمیدانی ز استغنا بزیر پا نمی بینی — کہ آخر می شود خار سر دیوار مژگانہا

گلستان سخن را تازہ رو دارد لب خشکم — کہ جز من می رساند در سفال خشک ریحانہا

حیات جاودان خواہی بصحرای قناعت رو — کہ دارد ناز ہر موری در آن وادی سلیمانہا

چنان از فکر صائب تنگ افتادست در عالم ۔۔۔ کہ مرغان این سخن وارند باہم در گلستانہا

غزل غنی

جنونی کو کہ از قید خرد بیرون کشم پارا ۔۔۔ کنم زنجیر پاے خویشتن دامان صحرارا

بہ بزم می پرستان محتسب خوش عزتی دارد ۔۔۔ کہ چون آید بمجلس شیشہ خالی می کند جارا

اگر شہرت طلب داری اسیر دام عزلت شو ۔۔۔ کہ در پرواز دارد گوشہ گیری نام عنقارا

شکست از ہر در و دیوار می بارد مگر گردون ۔۔۔ برنگ چہرۂ ما ریخت رنگ خانۂ مارا

بہ بزم می پرستان سرکشی بر طاق نہ زاہد ۔۔۔ کہ می ریزند مستان بے محابا خون مینارا

ندارد رہ بگردون روح تا باشد نفس در تن ۔۔۔ رسائی نیست در پرواز مرغ رشتہ برپارا

غنی روز سیاہ پیر کنعان را تماشا کن ۔۔۔ کہ روشن کرد نور دیدہ اش چشم زلیخارا

غزل امید

نصیحت بہ نسازد درد لم زخم جدائی را ۔۔۔ بناشد در شکست شیشہ دستی مومیائی را

بخاک و خون نشاندی ہمچو گل مارا درین گلشن ۔۔۔ شعار خویش کردی تا چو شبنم بے وفائی را

حیات خویش را چون شمع صرف دیگران کردم ۔۔۔ کسی چو من ندارد پاس رسم آشنائی را

بہر صورت برویت چہرہ ہمچون عکس می گردد ۔۔۔ بلے ناکس نمی داند طریق آشنائی را

امید از دست مردم چارۂ دل بر نمی آید ۔۔۔ ز مرہم بہ نمی سازد کسی داغ جدائی را

غزل قدسی

برائے سوختن یک شعلہ کافی نیست داغم را ۔۔۔ صد آتش خانہ باید تا کند روشن چراغم را

نیم سر گشتۂ شوق چراغ آرزوے گل ۔۔۔ چرا از بلبل و پروانہ می جوئی سراغم را

ز چشم چند چو شد خون دل چون بادہ ساقی ۔۔۔ بہ غم دیدۂ پر خون بیا پر کن ایاغم را

پریشان شد دماغم اے نسیم صبحدم برخیز ۔۔۔ ز بوے سنبل زلفش معطر کن دماغم را

دلم را طاقت محرومی غم کے بود قدسی ۔۔۔ فراق صحبت پروانہ می سوزد چراغم را

غزل اشرف

بر افروزان دگر در بزم جانان شمع را ۔۔۔ ہم آتش حسرت مزن در رشتۂ جان شمع را

چون نسیمی آید از کویش دل از جا می رود   یاد می سازد بلے خاطر پریشان شمع را
داغ دل را وصل رودیت مرہم کافور یست   بہ شود در صبحدم زخم نمایان شمع را
عشق او در سینۂ پر شور می گیرد قرار   در نمک باشد مکان وقت چراغان شمع را
نالۂ دل می فزاید گریہ کردن بیشتر   آری اشرف آب می آرد بافغان شمع را

غزل حافظ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را   بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت   کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلا را
فغان کین لولیان شوخ شیرین کار شہر آشوب   چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست   بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را
من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم   کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را
حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو   کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت این معما را
نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند   جوانان سعادت مند پند پیر دانا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی   جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ   کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

غزل

بے حجابانہ در آ از در کاشانۂ ما   کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما
فتنہ انگیز مشو کاکل مشکین بکشاے   تاب زنجیر ندارد دل دیوانۂ ما
مہربانی ز خیال مہ رویت آموز   کہ بپاید ز در گوشۂ ویرانۂ ما
آنکہ از درد دلان باشد و رحمی ننمود   جان ما سوخت ز بیرحمی جانانۂ ما
گر بیاید بسر تربت ویرانۂ من   بنہید از خون جگر پر شدہ پیمانۂ ما

غزل حافظ

لطف باشد گر نیوشی از گدا هاروت را
تا بکام دل به بیند دیده ماروت را

همچو هاروتیم دائم در بلاے عشق زار
کاشکے هرگز ندیدی دیده ماروت را

کے شدی هاروت در چاه زنخدانت اسیر
تا نه گفتی شمهٔ از حسن او ماروت را

بوے گل بر خاست گوئی در چمن هاروت بود
بلبلان مستند گوئی دیده چون ماروت را

می کشم جور و جفا هایت ز هجران اے صنم
روے نما تا به بیند حافظ ماروت را

غزل جامی علیه الرحمة

روحی فداک اے صنمے مطلبی لقب
آشوب ترک شور عجم فتنهٔ عرب

کس نیست در جهان که ز حسنت عجب نماند
اے در کمال حسن عجب تر ز هر عجب

هر کس نیافت جرعهٔ از جام وصل تو
زین بزم گاه تشنه جگر رفت و خشک لب

تا زلف تو شب ست و رخت آفتاب حسن
واللیل والضحی ست برآور در روز و شب

کامی ز لب به بخش که عشاق خسته را
صد خار خار در جگر افتاد زان طلب

رفتن بسر طریق ادب نیست در رهت
ما عاشقیم و مست نیاید ز ما ادب

دل یاد منزلے غم و سر خاک مقدمت
کین موجب شرف بود آن مایهٔ طرب

مطلوب جامی از طلبم گفته که چیست
مطلوب او همین که دهد جان درین طلب

غزل حافظ

تعالی الله چه دولت دارم امشب
که آمد ناگهان دلدارم امشب

چو دیدم روے خویش سجده کردم
بحمد الله نکو کردارم امشب

نهال عیش از وصلش برآورد
ز بخت خویش برخوردارم امشب

بران عزمم اگر خود می برد سر
که سر پوش از طبق بردارم امشب

کشند نقش انا الحق بر زمین خون
چو منصور از کشی بر دارم امشب

برات لیلة القدرے بدستم
رسید از طالع بیدارم امشب

تو صاحب نعمتے من مستحقم
زکوٰۃ حسن دہ حق دارم امشب
ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد
ازین شوری کہ درسر دارم امشب

غزل ہلالی

سر نمی تابم ز شمشیر حبیب
ہر چہ آید بر سرمن یا نصیب
ایکہ گوئی چون نہ وحالِ تو چیست
من غریبم حالِ ما باشد غریب
تا رقیبے ہست ما را نیست قدر
نیستم پیشِ تو مقدار رقیب
زار مے نالد ہلالی بے رخت
ہمچنان کز فرقتِ گل عندلیب

غزل علی حزین

عاشقِ مہجور وصل دلستان بیند بخواب
دیدۂ محتاج گنج شایگان بیند بخواب
بعد از نیم چشم آن سرو روان بیند بخواب
دیدۂ عاشق مگر بختِ جوان بیند بخواب
دل کجا و طرۂ نازک نہالان از کجا
مرغ بے بال و پر من آشیان بیند بخواب
دولت بیدار در دیدہ بر بزم خاک اشک
گر جبینم سجدۂ آن آستان بیند بخواب
مرگ ہر کس در حقیقت نقش حال زندگیست
ہر چہ کس بیند بہ بیداری ہمان بیند بخواب
صبح محشر سرگران برخیز از خواب لحد
گر شبے زاہد خراباتِ مغان بیند بخواب
وصل از کف رفتہ را دیگر کجا یابی حزین
در خزان بلبل بہار بےخزان بیند بخواب

ہر رگ گل رشتۂ باشد بپاے عندلیب
دام دیگر نیست حاجت از براے عندلیب
ہست بر شاخ گل عشرت سراے عندلیب
بر زمین کی می رسد در باغ پاے عندلیب
تا وزید از گلشن روے تو یادی در چمن
ہست ہر گل آتشی در زیر پاے عندلیب
نوعروسانِ چمن مشتاق دیدار تو اند
ہست در گلزار رویت گل بجاے عندلیب
ہیچ تخمی نیست ضائع در زمین پاک عشق
خندہ ہاے گل دمید از گریہ ہاے عندلیب
شد زمین شعر از گلہاے مضمون گلشنے
ہست ہر بیت غنی عشرت سراے عندلیب

ردیف بائے فارسی

بگردد ہر ساقی پیالہ گاہ راس وگاہ چپ
از شراب دیر سالہ گاہ راس و گاہ چپ

پند ناصح می کند از بادہ ام اما چہ سود
می کند ساقی حوالہ گاہ راس و گاہ چپ

پیش دگر لاف خوبی گل زند یا د افگند
از خجالت این رسالہ گاہ راس و گاہ چپ

پاکبازان راست چپ استادہ اندر عشق تو
رونمائی ہمچو لالہ گاہ راس و گاہ چپ

پرتو حسن تو ما را مزرع امید ہست
لیک ہجرت ہمچو ژالہ گاہ راس و گاہ چپ

پیر برنا بر سر روے تو عاشق شد بجان
صف زدہ گردت چو ہالہ گاہ راس و گاہ چپ

پارسائی تا کجے محمود رامی چون دہد
ساقی مسکین کلالہ گاہ راس و گاہ چپ

غزل صائب

درون گنبد گردون فتنہ باز مخسپ
بزیر سایۂ گل موسم بہار مخسپ

صفائی چہرۂ شبنم گل سحر خیز است
ز یکدگر بگشا چشم اعتبار مخسپ

ز چشم دام بذوق شکار خوابی رفت
اگر تو یافتۂ لذت شکار مخسپ

باین امید کہ سررشتہ بدست افتد
شو د چو سوزن اگر پیکر ہزار مخسپ

ز حرف تلخ دریغا زبان خویش نگر
بخواب گاہ لحد در دہان مار مخسپ

جواب این غزل مولوی است اے صائب
ز عمر یک شبہ کم گیر و زندہ دار مخسپ

غزل بہلول

الف اندر غم عشق تو قد لام شدہ است
ب بروی تو روزم ز غمت شام شدہ ہست

ت ترا دیدم و از ہر دو جہان بگذشتم
ث ثنا خوان تو گر خاص گر عام شدہ ہست

ج در جملہ جہان کردہ جمال تو ظہور
ح جنبش جملہ جہان از تو انعام شدہ ہست

خ بجال من دل سوختہ انداز نظر
د خیالم بوصالت طمع خام شدہ ہست

ذ دال درویست دلم را کہ دو انش نہ بود
ذال ذوق و فتنت لذت ہر گام شدہ ہست

ر ربودست دل و صبر و قرار و ہوشم
ز بزلف تو دلم بستہ اندام شدہ ہست

ردیف تائے فوقانی

س سعادت بود آنذم که نهم پاے تو سر — ش شرابم ز غم ساقی انجام شده است
ص صبرم بدهی تا بغت صبر کنم — ض صنایع نکنی چون کرمت عام شده است
ط طلبگار وصال تو دل من همه وقت — ظ ظهور تو بهر ذرهٔ اعلام شده است
ع عقل دو جهان در صفتت حیران است — غ غمخواری واز غم دلم ابرام شده است
ف فراق ست که جز وصل تو درمانش نیست — ق قبله تو رخ کعبهٔ اسلام شده است
ک کفرست همه قهر جلالیت از دست — ل لبیک ابد جانب اسلام شده است
م ملک همه عالم ز ملک تا ملکوت — ن پیش انسان مکمل بیکی گام شده است
ن نهایت بنود حسن جهانگیر ترا — ماه و خورشید ز حسن تو برین بام شده است
و واویل کنان خلق جهان در عرصات — ه همه هیبت و حیران که چه الهام شده است
لام الف دار به بهلول به پیچید ست عشق — ی یکی بین و یکی دان چو الف لام شده است

غزل شمس الدین

دلم از بادهٔ جبار شد مست — تنم از صحبت دلدار شد مست
نه من تنها درین میخانه مستم — ازین می همچو من بسیار شد مست
به میخانه گذر کردم چو دیدم — خطیب و قاضی و خمار شد مست
ازین می جرعهٔ پاکان چشیدند — جنید و شبلی و عطار شد مست
ترا با حسن و جمال خویش مستی — علی با تیغ ذوالفقار شد مست
گلستان ارم را سیر کردم — چو دیدم سر بسر گلزار شد مست
ازین می جرعهٔ دادند به منصور — انا الحق می زد و بردار شد مست
بروح پاک شمس الدین تبریز — که ملا بر سر بازار شد مست

غزل جامی

باز هواے چمنم آرزوست — جلوه سرو و سمنم آرزوست

نکہتِ گل را چکنم اے نسیم	بوے ازان پیرہنم آرزوست

از در دندان تو اے نازنین	ہمچو عقیق یمنم آرزوست

گرمی ہندم دل و جانم بسوخت	جنت کابل وطنم آرزوست

شیشۂ بر دست شب ماہتاب	در بغلم گلبدنم آرزوست

توبہ زمے کردم و آمد بہار	ساقی توبہ شکنم آرزوست

باز نگر جامی ازان لبِ سخن	کین سخن زان دہنم آرزوست

غزل خاقانی

رخ تو رونق قمر بشکست	لب تو قیمت شکر بشکست

من زا دل شکستہ پا بودم	عشقت آمد مرا بسر بشکست

ترک چشمت مرا بہ نیزہ بزد	نوک آن نیزہ در جگر بشکست

بر در دل رسید و حلقہ بزد	پاسبان خفتہ بود در بشکست

غزلے این نوشت خاقانی	قلم اینجا رسید و سر بشکست

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

اے کہ میگوئی بجو بان آشنائی مشکلست	آشنائی میتوان کردن جدائی مشکلست

پیش بید روان گریبان پارہ کردن مشکلست	دل کہ شد بیچارہ اورا چارہ کردن مشکلست

دل کہ رنجد از کسی خرسند کردن مشکلست	شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکلست

زندگانی در جہان بے یار کردن مشکلست	راز دل باہر کسی اظہار کردن مشکلست

سعدیا سہل ست باہر کس گرفتن دوستی	لیک چون پیوند کردی پارہ کردن مشکلست

غزل خسرو

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست	ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب	دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

شاد باش ای دل کہ فردا بر سر بازار عشق
وعدۂ قتل ست گرچہ وعدہ دیدار نیست

با غریبان را تماشاے چمن در کار نیست
داغہاے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست

ناخداے کشتی ما گر نباشد گو مباش
ما خدا داریم ما را ناخدا در کار نیست

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے می کنم با خلق و عالم کار نیست

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

خوش بدیدم صوفیان را صحبت خمار مست
عاشقان با صدق ماندہ وعدۂ دیدار مست

مست عاشق مست معشوق ہم بازار راز خود
پیر مست و میر مست و شیخ در اسرار مست

محتسب را مست دیدم در میانِ میکدہ
صحن مست و خلق مست و جملگی بازار مست

ہر کرا در باغ دیدم مست بود و بے خبر
زاغ مست باغ مست و غنچہ و گلزار مست

بادشاہان مال مست و ما غریبان حال مست
خوبرویان ناز مست و طرۂ طرار مست

یار من بد مست آمد خون زلیخا می چکید
زلف مست و خال مست و عاشقان دیدار مست

سعدیا باقی نماندہ از شراب عشق فصل
سال مست ماہ مست و روز و شب ہموار مست

غزل نعمت خان عالی

آن بیوفا کہ آمد یکدم نشست و رفت
پرسید دل کجاست بگفتم شکست و رفت

تا چشم او فتاد بمن کرد رو بغیر
گویا غزال بود کہ فی الحال جست و رفت

ہر ذی حیات موجۂ دریاے نیستی ست
نقش وجود خویش برین آب بست و رفت

ہمیان پر فلوس درین عہد بے ثبات
مانند ماہی ایست کہ آمد بدست و رفت

خوش شد حلال شد عوض بادۂ حرام
یعنی کہ محتسب خم سے را شکست و رفت

شوخی چنانکہ یاد توام در دلم نماند
از خاطرم خیال کہ چون برق جست و رفت

دل بستگی حلقۂ زنجیرِ زندگی
عالی خوش آن کسیکہ ازین قید جست و رفت

غزل والہ

دوست را گر دل ز تنگی دست ما دانیم دوست
در برنگ شیشهٔ نازک خوست ما دانیم دوست

نیست ناصح عاشقان را از جفاے دوست باک
الله الله این چه گفت و گوست ما دانیم دوست

خون ما را گر بہ تیغ ناز ریزد ہر نفس
اختیار ما بدست اوست ما دانیم دوست

منصب ما عاشقان نبود بجز پروانگی
شمع سان گرد دست آتش روست ما دانیم دوست

زاہدان والہ اگر عشاق را گو نید بد
وہ چہ غم ار گفتنم بدگوست ما دانیم دوست

غزل بیدل

باز سرگرمی نظاره بسامان شده است
شعلهٔ آتش دیدار گل افشان شده است

زین چراغے کہ طرب جوشیے انجمن دارد
آفتاب دگر از آب نمایان شده است

صلح گل نذر حریفان کہ درین عشرتگاه
آتش و آب بہم دست و گریبان شده است

آب را این ہمہ کیفیت رعنائی نیست
گہر از پیر توفیض قدم جا ن شده است

بیدل آن شعلہ کہ در بزم چراغان گرم است
یک حقیقت بہزار آئینہ تابان شده است

غزل حافظ

ساقیا آمدن عید مبارک بادت
وان مواعید کہ کردی نرود از یادت

در شگفتم کہ درین مدت ایام فراق
برگرفتی ز حریفان دل و دل میدادت

برسان بندگی دختر رز گو بدر آے
کہ دم ہمت ما کرد ز بند آزادت

شکر ایزد کہ ازین باد خزان رخنہ نیافت
بوستان سمن و سرو گل و شمشادت

شادی مجلسیان در قدم و مقدم تست
جاے غم باد ہر آن دل کہ نخواہد شادت

چشم بد دور کزین تفرقہ خوش باز آورد
طالع نامور و دولت مادر زادت

حافظ از دست مدہ صحبت آن کشتی نوح
ورنہ طوفان حوادث ببرد بنیادت

غزل حافظ

درد ما را نیست درمان الغیاث
ہجر ما را نیست پایان الغیاث

دین و دل بردند قصدِ جان کنند — الغیاث از جورِ خوبان الغیاث
در بہاے بوسہ جانی طلب — می کنند این دلستانان الغیاث
داد مسکینان بدہ اے روزِ وصل — از شبِ یلدا اے ہجران الغیاث
خون ما خوردند این کافر دلان — اے مسلمانان چہ درمان الغیاث
ہر زمانم درد دیگر می رسد — زین حریفان بر دل و جان الغیاث
ہمچو حافظ روز و شب بیخویشتن — گشتہ ام سوزان و گریان الغیاث

غزل محمود

ثابت نشد بوعدہ خود یارا الغیاث — زین گشت رنج جان و دلم زار الغیاث
ثورست و شیر جان من و محنت فراق — با شیر و گاو در شدہ پیکار الغیاث
ثالث میان ما و تو پیدا شدہ رقیب — این از کجا رسید دگر بار الغیاث
ثمن می ستانہ دہم نقد جان اگر — مردم بدور چشم تو بیمار الغیاث
ثالث پیالہ ساقی اگر بخشدم تمام — اگر دم زبار درد سبکسار الغیاث
ثوب از تن ایاز چو بگرفت کام دل — محمود شد بغصہ گرفتار الغیاث

غزل حافظ

سر و زفرق ہمہ دلبران ستانی باج — چرا کہ بر سر خوبان عالمے چون تاج
دو چشم مست تو برہم زدہ ختا و ختن — بچین زلف تو ماچین و ہند دادہ خراج
بیاض روے تو روشن چو عارض خورشید — سواد زلف تو تاریک تر ز ظلمت داج
لب تو خضر و دہان تو آب حیوان ست — قد تو سرو و میان تو موے و گردن عاج
از این مرض بہ حقیقت کجا شفا یابم — کہ از تو درد دل من نمی رسد بعلاج
دہان تنگ تو دادہ بآب خضر بقا — لب چو قند تو بردہ از نبات مصر رواج
چرا ہمی شکنی جان من بسنگ دلے — دلے ضعیف کہ ہست او بنازکی چو زجاج

فتادہ در سر حافظ ہوائے چون تو شہی | کمینہ بندۂ خاک در تو بودی کاج

غزل محمود

جمالت را ہزاران صاحبِ تاج | بیک دیدن بجان ہستند محتاج
چنان ہجر تو بار اکرو گستاخ | کہ درماند بچنگِ باز دُرّاج
چو جابر بام وصلت یافت عاشق | شد او را گوئیا برچرخ معراج
جہان شد تیرہ بر من چون نہفتی | ز من آن ساعدِ صافی تر از عاج
جگر خون کرد زلفِ مشک چین را | گرفت از قند مصری شکرت باج
جدا از آفتابِ عارض تو | سیہ شد روز بر من چون شبِ داج
جمالِ خود ایاز از دی نہان داشت | باہی جیندسش محمود ای کاج

ایضاً

چو می بینم ترا اے مہ دہان ہیچ | ز وصفت می بیارم بر زبان ہیچ
چہ گویم وصف آن موئے میان را | کہ عقل آگہ نشد زان میان ہیچ
چرا یارب ندارد مہربانی | بعاشق آن مہ نامہربان ہیچ
چگونہ گل بود چون روئے آن ماہ | کہ بود گل چو او در بوستان ہیچ
چنان مائل شدم در حسن جانان | کہ جز ذکرش ندارم بر زبان ہیچ
چہ دانستی از ان دلبر تو چندان | نشانِ شوخیِ دیگر از ان ہیچ
چمن گل گل شدہ محمود آما | دلم بشگفت بے رویش از ان ہیچ

غزل آصفی

بگذر آن غیرے و میکدہ در خاطر ہیچ | سالہا منظر و جا ساختہ در خاطر ہیچ
آنکہ بہان می مست شدی ہچو شراب | خاطرے می طلبی نیست مرا خاطر ہیچ
گفتگوے در میخانہ سببے ہست و لے | مصلحتہا ست درین باب بکس ظاہر ہیچ

پیش من از ہمہ حرفی سخن جام بہ است — سحر پرورختہ باشد سخن ساحر ہیچ
مے خور امروز بفرد اغم فردا بگذار — غم فردائے قیامت نخورد کافر ہیچ

غزل نظیری

اے کعبہ کہ گرد در نشیند بہ صفا ہیچ — جائیکہ عطائے تو بود کفر خطا ہیچ
با مہر تو علت نہ و با قہر بہانہ — آنرا کہ مراد تو بلا خواست دعا ہیچ
کونین چہ کار آیدم ار با تو نباشم — بیدولت وصل تو نعیم دو سرا ہیچ
کم حوصلگی از ظرف ماست وگرنہ — از بحر تو علت نشود کم بعطا ہیچ
از لست کہ این زمزمہ با طبع نظیری — بانگے کہ نباشد نکند کوہ صدا ہیچ

غزل حافظ

اگر بمذہب تو خون عاشق ست مباح — صلاح ما ہمہ آنست کان تراست صلاح
سواد زلف تو تفسیر جاعل الظلمات — بیاض روے تو بتیان فالق الاصباح
ز دیدہ ام شدہ صد چشمہ در کنار روان — کہ خود شنا نکند در میان آن ملاح
لب چو آبحیات تو ہست قوت روح — وجود خاکی ما راز دست قوت رواح
ز چنگ زلف کمندت کسی نیافت خلاص — نہ از کمانچہ ابرو و تیر غمزہ نجاح
بیا کہ خون دل خویشتن بحل کردم — اگر بمذہب تو خون عاشق ست مباح
ندا و لعل لبش بوسۂ بصد تلبیس — نیافت کام دل من ازو بصد الحاح
صلاح و توبہ و تقوے ز ما مجو د احفظ — ز رند و عاشق و مجنون کسے نیافت صلاح
پیالہ چیست کہ بر یاد تو کشیم مدام — و نحن نشرب شربا کذالک از اقداح
دعاے جان تو ورد زبان حافظ باد — مدام تا کہ بود گردش مساو صباح

غزل محمود

حرام باد بجز یار گلعذار قدح — فدائے بادۂ لعلش کنم ہزار قدح

حبیب من چه شود ساقی و قدح گیرد — روان بچرخ در آید هزار بار قدح
حسود را چه خون دل بجوش آید — چو پر زباده بدستم دهد نگار قدح
حلال نیست مے لعل بے لب ساقی — بود حرام چو نوشند خوشگوار قدح
حکایت از جم و جام گذشته دارو یا — میان خلق از آن دارد اعتبار قدح
حریف باده کشانست آنکه از ره شوق — بنقد جان بستاند ز دست یار قدح
حدیث توبه و تقوی مپرس از محمود — دهد ار یار ز چوا در اول دم دو چار قدح

غزل حافظ

ردیف خای معجمه

دل من در هوای روی فرخ — شده آشفته همچون موی فرخ
بجز هندوی زلفش هیچکس نیست — که برخوردار شد از روی فرخ
همانا نیکبخت ست آنکه دائم — بود همراز و همزانوی فرخ
شود چون بید لرزان سرو آزاد — اگر بیند قد دلجوی فرخ
بده ساقی شراب ارغوانی — بیاد نرگس جادوی فرخ
دوتا شد قامتم همچون کمانے — ز غم پیوسته چون ابروی فرخ
نسیم مشک تاتاری خجل کرد — شمیم زلف عنبر بوی فرخ
اگر میل دل هرکس بجائیست — بود میل دل من سوی فرخ
غلام خاطر آنم که باشد — چو حافظ چاکر هندوی فرخ

غزل محمود

خبر از حال ما نگرفت آن شوخ — چو او دیگر ندیدم دلستان شوخ
خروش از دست او دارند پیران — کسے کم دید مثل آن جوان شوخ
خرابی کرد در هر گوشه چشمش — نباشد کس سیه دل تر از آن شوخ
خدا پاینده دارد خوبی او — اگرچه نیست چون او در جهان شوخ

خدارا چند خواہی کرد شوخی ‏ نہ باید بود زنیسان جاودان شوخ
خرد حیران کان شوخ ست کامد ‏ بعاشق آشکارا و نہان شوخ
خراب عشق او محمود شد زانکہ ‏ ایاز اوست لبس نامہربان شوخ

غزل ولی

سر سلسلۂ اہلِ جنون موے محمد ‏ محراب عبادت خم ابروے محمد
خورشید سپہر احدی روے محمد ‏ سرچشمہ صفاے صمدی روے محمد
خورشید بزیر زمین از شرم رود زود ‏ چون جلوہ دہد روشنی روے محمد
ہرگز نہ ہراسیم زخورشید قیامت ‏ چون سایۂ داریم زگیسوے محمد
والشمس کنایہ بود از روے محمد ‏ واللیل اشارت کند از موے محمد
بر باد دہد خرمن صد طبلۂ عنبر ‏ یک نفحہ رسد گر ز دو گیسوے محمد
تا گل بچکد از عرق روے محمد ‏ شد بلبل جان شیفتۂ روے محمد
صد شوکت جمشید و سلیمانے و داؤد ‏ آنکس کہ بجان گشتہ سگ کوے محمد
در عالم لاہوت تماشاے جمالش ‏ در کشور ناسوت ہیا ہوے محمد
بیچارہ ولی کیست کہ مدح تو گوید ‏ چون ہست خدا مدح و ثنا گوے محمد

غزل حسن

اے طالب فردوس برو سوے محمد ‏ چون خلد برین آمدہ در کوے محمد
اے کعبہ طلب چند کنی قطع بیابان ‏ چون کعبہ عشاق بود روے محمد
طرز صفتش آمدہ از حضرت باری ‏ یٰسین بخدا گشتہ کند سوے محمد
والشمس چہ باشد صفت وجہ شریفش ‏ واللیل چہ باشد صفت موے محمد
نٓ والقلم از فضل خداوند تعالے ‏ معلوم نمودہ ہمہ خوے محمد
طٰسٓ و حٰمٓ معماے قرآنے ‏ رمزیست عیان بر دل حق جوے محمد

ای کعبۂ عشاق خداوند تعالے — می باش بہر حال ثنا گوے محمد
پند حسن انیست اگر گوش بداری — ای طالب فردوس برو سوے محمد

غزل حافظ

غلام نرگس مست تو تاجدارانند — خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند
ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز — وگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند
بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر — کہ از یمین و یسارت چہ بیقرارانند
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین — کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند
رقیب درگذر و بیش ازین مکن نخوت — کہ ساکنان در دوست خاکسارانند
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو — کہ مستحق کرامت گناہگارانند
نہ من بران گل عارض سخن سرایم و بس — غزل کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند
تو دستگیر شو ای خضر پی خجستہ کہ من — پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند
برو بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہکارانند
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد — کہ بستگان کمند تو رستگارانند

غزل عشرتی

از پنجۂ من چاک گریبان گلہ دارد — از گریۂ من گوشۂ دامان گلہ دارد
گر بت شکنم گاہ بسجد ز غم آتش — از مذہب من گبر و مسلمان گلہ دارد
ازبسکہ بزندان غمت دیر بماندم — زنجیر بہ تنگ آمدہ زندان گلہ دارد
دامان نگہ تنگ گل حسن تو بسیار — گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد
در بزم وصال تو بہنگام تماشا — نظارہ ز جنبیدن مژگان گلہ دارد
[illegible] آہ جگر سوز — ای عشرتی از وضع تو جانان گلہ دارد

غزل حافظ

حسب حال نہ نوشتیم و شد ایامے چند
قاصدے کو کہ فرستم بتو پیغامے چند

ما بدان مقصدِ عالی نتوانیم رسید
ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

چون مے از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب
فرصت عیش نگہدار و بزن جامے چند

قند آمیختہ با گل نہ علاج دلِ ماست
بوسۂ چند بیامیز بدشنامے چند

اے گدایان خرابات خدا یار شماست
چشم انعام مدارید ز انعامے چند

زاہد از کوچۂ رندان بسلامت بگذر
تا خرابت نکند صحبت بدنامے چند

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو
نفیِ حکمت مکن از بہر دل عامے چند

پیر میخانہ چہ خوش گفت بدردی کش خویش
کہ مگو حال دلِ سوختہ با خامے چند

حافظ از تاب رخ مہر فروغ تو بسوخت
کامگارا نظرے کن سوی ناکامے چند

غزل محمود

امروز دیگرم بفراق تو شام شد
در آرزوے وصل تو عمرم تمام شد

آمد نماز شام و نیامد نگار من
اے دیدہ پاس دار کہ خوابم حرام شد

بستم بسے خیال کہ بینم جمال دوست
آنہم نشد میسر و سوداے خام شد

خال تو دانہ دانہ و زلفِ تو دام دام
مرغے کہ دانہ دید گرفتار دام شد

محمود غزنوی کہ ہزاران غلام داشت
عشقش چنان گرفت غلامان غلام شد

غزل حافظ

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند
گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

ساکنان حرمِ سترِ عفاف ملکوت
با منِ راہ نشین بادۂ مستانہ زدند

شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

نقطهٔ عشق دل گوشه نشینان خون کرد — همچو آن خال که بر عارض جانانه زدند
ما بصد خرمن پندار ز ره چون نرویم — چون ره آدم پندار بیک دانه زدند
آتش آن نیست که بر شعلهٔ او خندد شمع — آتش آنست که در خرمن پروانه زدند
کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب — تا سر زلف عروسان سخن شانه زدند

غزل مغربی

ز دریا موج گوناگون بر آمد — ز بیچونی برنگ چون بر آمد
چو نیل از بهر قومی آب گردید — برای دیگران چون خون بر آمد
چو این دریای بیچون موج زن شد — حباب آسمان بیرون بر آمد
گهی در کسوت لیلے فرو شد — گهی از صورت مجنون بر آمد
چو باز آمد ز خلوت گاه بیرون — همان نقش درون بیرون بر آمد
ازین دریای بے امواج هر دم — هزاران گوهر مکنون بر آمد
اگر انسان نگر دے آشکارا — کلام کنت کنزاً چون بر آمد
چو شعر مغربی در هر لباسے — بغایت دلبر و موزون بر آمد

غزل حافظ

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود که گوشهٔ چشمے بما کنند
دردم نهفته به ز طبیبان مدعی — باشد که از خزانهٔ غیبم دوا کنند
معشوق چون نقاب ز رخ بر نمی کشد — هر کس حکایتے بتصور چرا کنند
چون حسن عاقبت نه برندے و زاهدیست — آن به که کار خود بعنایت رها کنند
حالی درون پرده بسی فتنه می رود — تا آن زمان که پرده بر افتد چها کنند
پنهان ز حاسدان بخودم خوان که منعمان — خیر نهان ز بهر رضاے خدا کنند
بے معرفت مباش که در من یزید عشق — اهل نظر معامله با آشنا کنند

گر سنگ زین حدیث بنالد عجب مدار
صاحبدلان حکایت دل خوش ادا کنند

پیراهنی که آید ازو بوی یوسفم
ترسم برادران غیورش قبا کنند

می خور که صد گناه ز اغیار در حجاب
بهتر ز طاعتی که بروی و ریا کنند

بگذر بکوی میکده تا زمرهٔ حضور
اوقات خود ز بهر تصرف دعا کنند

حافظ مدام وصل میسر نمی شود
شاهان کم التفات بحال گدا کنند

غزل عرفی

در چمن حوروشان انجمنی ساخته اند
چشم بد دور بهشتی چمنی ساخته اند

نه نشیند دل این طائفه در قصر بهشت
که بمعموری دلها وطنی ساخته اند

تیر آن غمزه حلال است دلی جمعی را
که دلی جامهٔ از جان بدنی ساخته اند

لذت شعر تو عرفی بهمه عالم رفت
که ترا بلبل شیرین دهنی ساخته اند

غزل قاسم

این همه از عکس روی یار آن گلنار شد
بوستان شد باغ شد فردوس شد گلزار شد

آن خط مشکین که آمد بر رخ آن آفتاب
فتنهٔ آشوب دل شد مکر شد عیار شد

تار زلف عنبرینش بهر صید جان و دل
طوق شد زنجیر شد هم حلقه شد زنار شد

هر کسی در دور لعل میکش شیرین او
بیخبر شد پر نشه شد مست شد سرشار شد

شاد شو قاسم که آن سرکش صنم هردم بتو
آشنا شد دوست شد محبوب شد دلدار شد

غزل ناصر علی

شمع رخسار تو تا روشن درین کاشانه بود
چشم ما پروانه و مژگان پر پروانه بود

امتیاز شهر و صحرا داشت از فیض جنون
ورنه مجنون را خرابیهای دل ویرانه بود

جوهر زاهد بیک پیمانه می یافتم
دیدهٔ جوهر شناس ما همین پیمانه بود

از نصیحتهای ناصح بیخبر افتاده ام
این حدیث بی اثر در گوش ما افسانه بود

از سخن ہرگز علی در مدح کس نگریختم — اختیار ما بدست ہمت مردانہ بود

غزل سخا

در شب ہجر تو شرمندۂ احسانم کرد — دیدہ از بس گہر اشک بدامانم کرد
شمۂ از گل روے تو بہ بلبل گفتم — آن تنک حوصلہ رسواے گلستانم کرد
سرگذشت از شب ہجران تو گفتم با شمع — آن قدر سوخت کہ از گفتہ پشیمانم کرد
زلف او بود سخا حاصل سرمایۂ عمر — شانہ آخر زکفم برد و پریشانم کرد

غزل مردانہ

مسند شوکت شاہانہ مبارک باشد — شادی جشن درین خانہ مبارک باشد
گل گلزار زری پوش طرب ساز ہمین — می سرائید کہ جانانہ مبارک باشد
شیشہ بندی چہ خوش آویز گل آرائش — خوشنما ہیچ پری خانہ مبارک باشد
پاندان چو گھڑہ دار گجرہ و عطر و گلاب — رونق بزم امیرانہ مبارک باشد
غزل طرفہ و تازہ بتلاش آوردی — طلب ہمت مردانہ مبارک باشد

غزل حافظ

بنویس دلا بیار کاغذ — بفرست بآن نگار کاغذ
اے باد صبا ببر بآن شوخ — از عاشق دلفگار کاغذ
ہرگز نہ نویسد او جواب — بنویسم اگر ہزار کاغذ
تا نام تو نقش شد برو ماند — بر صفحۂ روزگار کاغذ
بنویس زروے مہربانی — بر حافظ دل فگار کاغذ

غزل

حسن تو دارد از حیا تعویذ — عشق را ہم بود وفا تعویذ
آفت و حسن مشق چون ہوس است — ہر دو را باید از حیا تعویذ

دم عیسے بمن نمود مگر / زلف آموخت بر صبا تعویذ
خاکساری پناه ما شده است / داده عشقت بسباد پا تعویذ
بهر دل به ز داغ چیزے نیست / کمن از جان خود جدا تعویذ
خیر خواهی فسون یار بلاست / این بود بهر هر بلا تعویذ
بادعا یار کن تصدق را / تا شود چهره با قضا تعویذ
بهتر از راستی پناهی نیست / این بود این بود خدا تعویذ

غزل عطائی

بتاب زلف آن خورشید رخسار / گرفتارم گرفتارم گرفتار
چو مجنون در طریق عشق لیلے / خبر دارم خبر دارم خبردار
زلیخا وار بهر عشق یوسف / خریدارم خریدارم خریدار
لبش گوئے که با ما در تبسم / پرستارم پرستارم پرستار
تمتع گویم از کویت نگر دید / وفادارم وفادارم وفادار
ز دوست و دست چون چشم عطائی / گهربارم گهربارم گهربار

غزل امیر خسرو

نگارا مرا ده بوقت سحر / شرابے که باشم ازان بیخبر
تو خوش خفته بودی و من کرده ام / دعا و ثنا با بوقت سحر
ترا مے کنم هم زنت را کنم / چنان خدمت مادران را پسر
مرا داده دیگران را بده / کلاه و قبا و کمربند زر
میان دوران تو خواهم نهاد / یکے اسپ تازی دگر زین زر
چنان می زنم تا بحلقت رسد / سه دو سے ترا تیر اندر جگر
چرا می رنانی تو از بندگان / چنین ساغر خسرو راز در

غزل مسعود

دل خون نشدی چشم تو خنجر نشدے گر — رہ گر نشدی زلف تو ابتر نشدے گر
پرکار قضا دائرہ برمہ نہ کشیدی — خط بر رخت از مشک مدور نشدے گر
ہندوی بچہ ملک خراسان نہ گرفتی — یاری وہ وی غمزۂ کافر نشدے گر
در جنت فردوس کسے پا ننہادی — کان چاہ زنخدان تو کوثر نشدے گر
مسعود بک از بادہ چنان مست نگشتی — کان جام دلآویز تو ساغر نشدے گر

غزل

اے برادر جہد کن تا تو نباشی بے نماز — روز و شب پرہیز کن از صحبت آن بے نماز
بے نمازان بت پرستان ہر دو را دوزخ برند — در شریعت واجب آید کشتن آن بے نماز
زن مخواہ از بے نمازان نیز دی را زن مدہ — تا نگردی دور خی از شومت آن بے نماز
می شود لعنت شب و روز از خدا و از رسول — ہم ملائک ہم زمین ہم آسمان آن بے نماز
بے نمازی خفتہ باشد تو مرو پرسش مکن — گر بمیرد بے نمازی تو مکن بر آن نماز

غزل حافظ

روز عیش طرب عید و صیام ست امروز — کام دل حاصل و ایام بکام است امروز
اے عروس فلکی رخ بنما از مشرق — کہ مرا دیدن آن ماہ تمام است امروز
محتسب بیہدہ گوید مدہ رندان را — کان کہ با شاہد و می نیست کدام است امروز
شیخ و واعظ کہ مرا منع ز زلفش کردند — دیدمش باز کہ چون مرغ بدام است امروز
گر بگویند خلائق کہ کنون حافظ را — چشم بر روی نگار و لب جام است امروز

غزل نجات

خط شب رنگ بر ویش ندمید است ہنوز — دام نظارہ ز سنبل نکشید است ہنوز
نشنید ست اذانی ز بلال خط سبز — بانگ اسلام بگوشش نرسید ست ہنوز

تا م خضرش نشده گوش زد آب حیات
شکرش قصهٔ طوطی نشنید ست هنوز

روے دست ز خط سبز نخور دست لبش
پس دستی ز ندا ست نگزید ست هنوز

نشنید ست نوا خوانی بلبل ز نجات
همچو گل رنگ ز رویش نه پرید ست هنوز

غزل امیر خسرو علیه الرحمة

جان ز تن بر وے و در جانی هنوز
درد ها دادی و درمانی هنوز

آشکارا سینه را بشگافتی
همچنان در سینه پنهانی هنوز

ملک دل کردی خراب از تیغ ناز
واندرین ویرانه سلطانی هنوز

ما ز گریه چون نمک بگداختیم
تو بخنده شکر افشانی هنوز

جور کردی سالها کافران
بهر رحمت با مسلمانی هنوز

هر دو عالم قیمت خود گفتهٔ
نرخ بالا کن که ارزانی هنوز

پیروی شاهد پرستی هم خوش است
خسروا تا کی پریشانی هنوز

غزل سعید

نفس نفس بکن ای بوالهوس هوس بهوس
مرد چو مرغ اسیر قفس قفس بقفس

بغیر یاد خدا هر نفس که می گذرد
نه راحت ست دران یکنفس نفس بنفس

گذشت قیس حزین و هنوز مے گرید
حدیث او ز زبان جرس جرس بجرس

مرو ز بزم نشینان بر ش نکو داند
کند سخن بزبان مگس مگس به مگس

بهم بشیخ سعید اسخن که می نازند
بآزمودن گام فرس فرس به فرس

غزل ناصر علی

ناگها رفتی که با من آه حسرت ماند و بس
هر نگه گردید هر آئینه چشم در نفس

حسرتم با قیست از شوق گرفتاری بس
آن قدر بر خویش بالیدم که خالی شد قفس

رو بپای رهنما رفتن محال آمد محال
فیضها دیدند گمراهان ز فریاد جرس

ردیف شین معجمه

حزین

آمد شبی بخوابم آن ماه پرنیان پوش | چون صبح پیرهن چاک چون شمع طره بردوش
ازتاب باده چون گل شبنم فشان ز عارض | در لعل باده چون مل سیلاب طاقت هوش
از تیر غمزهٔ او بسمل جگر پر آزار | در یاد جلوهٔ او بلبل چمن فراموش
گیسوی مشک فامش پیوند جان نازک | شمشاد خوش خرامش با شور حشر همدوش
طغرای خط سبزش کان مصحفی ست ناطق | پیدا چو عکس طوطی ز آئینه بنا گوش
ازتاب جعد پرفن دام بت برهمن | خون وفا بگردن زنار زلف بردوش
پروای دل نداری خون شد ز بیقراری | دستی نمی گذاری بر شیشهای مبیچوش
گفتند حزین ندانی آئین جان نشانی | در کوی بی نشانی بنشین و هرزه مخروش

غزل

ای دل مسکین من بخت چو شد آن مباش | در پی دنیا مرو طالب چندان مباش
راه سلامت برد کوی ملامت مرو | کبر ز سر دور کن محرم رندان مباش
گرچه کنی گردهٔ بهره خدا توبه کن | باز گناهی مکن دشمن ایمان مباش
انچه بود رزق تو بیش نیابی نه کم | خاطر خود جمع دار هیچ پریشان مباش

غزل ناصرعلی

خوشا رندی جدا گردید از خود دید ناموسش | دو عالم گر شود برهم نجنبد دوست افسوسش
عرق شد پرتو حسنش خجالتها چه حسن است این | بهر محفل که باشد خوشهٔ تاک ست فانوسش
بدرو آمد دل از بیدردی این خلوت آرایان | من دو دیری که باشد از لب بت بانگ ناقوسش
سپهر از خوبی رعنا گلستانی که می دارم | خط بندست بر رخسار خوبان پای طاوسش
نفس نذر وفا کردم غبار کوی او رستم | علی قالب تهی کردم ز بس گردم زمین بوسش

ردیف صاد مهمله

حافظ

از رقیبت دلم نه یافت خلاص | زانکه القاص لایحب القاص
محتسب خم شکست و بنده سرش | سن بالسن و الجروح قصاص

همچو عیسے ست جام می کہ مدام — مردہ را زندہ می کند بخواص
مطرب ما زہی بزد کہ بچرخ — مشتری ہمچو زہرہ شد رقاص
مطلب از عشق جوسے نہ از عقل — تا کہ خالص شوی چو زر خلاص
گوہر از بحر کے برون آرد — ترک سر تا نمی کند غواص
حافظا دل ز مصحف رخ دوست — خواند الحمد سورۂ اخلاص

غزل حزین

ہجران رسیدگی بر دانر روزگار فیض — شاخ بریدہ را نبود از بہار فیض
مستان اگر برند ز ابر بہار فیض — ما میبریم از مژۂ اشکبار فیض
بے زخم ناوکی چہ کشی صید عشق را — دل می برد ز غمزۂ عاشق شکار فیض
مے پرورد نگاہ تو ہر ذرہ را چو مہر — عام ست دور چشم تو در روزگار فیض
دور زم بہ تیرہ بختی خود عشق در نہان — تا بردہ ام ز ساقی مشکین عذار فیض
اقلیم بیخودی ہمہ فصل ست خوش بہار — دیوانہ می برد ز خزان و بہار فیض
بنود حزین ز روز نہ از صبح چشم ما — ایجاد می کند دل شب زندہ دار فیض

غزل والہ

ہیچ دانی چہ ازین جلوہ گری بود غرض — خود نمائی کہ بہ لباس بشری بود غرض
از خرام قد و رفتار بلا انگیزش — رشک سرو چمن و کبک دری بود غرض
از چہ می کرد چنین تیغ ستم را عریان — گر نہ ابروے ترا فتنہ گری بود غرض
رفتہ ام تازہ ورت در بدرم پنداری — رفتن از کوے توام در بدری بود غرض
از رہ آمد والہ چو نظر ہر سو کرد — کہ ز آوردن ما جلوہ گری بود غرض

غزل حزین

اے تاب سنبلت زدہ بر مشکناب خط — حسنت کشیدہ بر ورق آفتاب خط

چشم آن عذار سادہ بنازت زچشم دید — شاید برآورد گل رویش حجاب خط
محروم زروے تو بسیار دردبود — جاسے کہ شد ز لعل لبت کامیاب خط
رسم است موی رارسد از شعلہ پیچ وتاب — زان رو نمی شود نخورد پیچ وتاب خط
شب پردہ پوش شمع کجا می شود حزین — آن حسن شوخ را نکند در نقاب خط

غزل حافظ

زچشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ — اگر د جملہ نگوئی بجاسے ما حافظ
بیاکہ نوبت صلح ست و دوستی و وفا — کہ نیست با تو مرا جنگ و ماجرا حافظ
اگرچہ خون دلت خورد و لعل ر دبستان — بجان و دل ز لبم بوسۂ خون بہا حافظ
چہ ذوق یافت دل من کہ گفتۂ از لطف — مراست تحفۂ جان بخش غمزدا حافظ
تو از کجا و امید وصال تو بہ کجا — بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ
بزلف و قد بتان دل مبند دیگر باز — اگر بجستی ازان بند و آن بلا حافظ
بیا بخوان غزل خوب تازۂ شیرین — کہ شعر تست فرح بخش جانفزا حافظ

غزل حزین

رخ برفروختی زدی آتش بجان شمع — گل کردہ در حضور تو سوز نہان شمع
یک التفات گرم نمودی و سوختیم — پروانہ بیش ازین نبود میہمان شمع
عاشق زبیم قتل ہراسان نمی شود — ہرگز کسے نکرد بہ تیغ امتحان شمع
تا صبح مجلس از من و پروانہ گرم بود — می سوخت از حکایت ہجران زبان شمع
کی روشناس مجلس روشندلان شود — تا چشم تیرہ رانہ گداز د جہان شمع

غزل حافظ

سحر بہ بوسے گلستان دمی شدم درباغ — کہ تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ
بچہرہ گل سوری نگاہ مے کردم — کہ بود در شب تاری بروشنی چو چراغ

گشادہ نرگس رعنا بحسرت آب ز چشم   نہادہ لالہ رحمرا بجان و دل صد داغ
زبان کشیدہ چو تیغ بہ سرزنش سوسن   دہان کشادہ شقائق چو مردمان بناغ
یکے چو بادہ پرستان صراحی اندر دست   یکے چو ساقی مستان بکف گرفتہ ایاغ
چنان بحسن و جوانی خویشتن مغرور   کہ داشت از دل بلبل ہزار گونہ فراغ
نشاط و عیش و جوانی چو گل غنیمت دان   کہ حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

غزل حزین

ردیف فا

زندگی در جمع سامان رفت حیف   صبح در خواب پریشان رفت حیف
دانہ اشکے نفشاندیم ما   عمر چون سیل بہاران رفت حیف
نور جان در ظلمت آباد بدن   چون چراغ زیر دامان رفت حیف
از بیابان رفت تا مجنون ما   شوخی از چشم غزالان رفت حیف
دل بامید درین وحشت سرا   از پے آہو نگاہان رفت حیف
بوی عشق از جیب مجنون برنخواست   این سفال کہنہ ریحان رفت حیف
شیشہاے از مے روشن تہی   نور چشم می پرستان رفت حیف
نالہ عاشق نمی آید بگوش   از چمن مرغ خوش الحان رفت حیف
ادل شب دل گداز و دل حزین   شمع بزم ما بپایان رفت حیف

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

ردیف قاف

مباد کس چو من خستہ مبتلاے فراق   کہ عمر ما ہمہ بگذشت در بلاے فراق
غریب و عاشق و مسکین فقیر و سرگردان   کشیدہ محنت اندوہ دردہاے فراق
کجا روم چہ کنم حال دل کرا گویم   کہ داد من بستاند دہد جزاے فراق
اگر بچنگ من افتد فراق را بکشم   ز آب دیدہ دہم باز خونبہاے فراق
فراق را بفراق تو مبتلا سازم   چنانکہ خون بچکانم ز دیدہ ہاے فراق

من از کجا و فراق از کجا و غمزہ کجا
اگرچہ زاد مرا مادر از برائے فراق

مرا بکشت فراق وصال او حافظ
شکستہ باد بہ سنگ فراق پاے فراق

غزل حزین

اے نمک حسن تو شور نمکدان عشق
زلف خم اندر خمت سلسلہ جنبان عشق

تار ز گیسو فگند پردہ اسرار را
می چکد از دامنت خون شہیدان عشق

شورش محشر دمید از دل دیوانہ ام
صبح قیامت بود چاک گریبان عشق

در دل تفتیدہ ام آئینہ باشد خیال
گرم تر از اخگر ست ریگ بیابان عشق

رنگ پر افشان من ہر ہر شہر سبا است
آہ فلک سیر من تخت سلیمان عشق

ہر نفس از گلبنی ست شور صفیر بلند
نغمہ پریشان زند مرغ گلستان عشق

بلبل طبع مرا ابہیدہ گویا کمن
این من و دستان من کیست زباندان عشق

شکر چہ گویم حزین دولت دیدار را
دیدہ گہر سنج حسن لب شکر افشان عشق

غزل طالب

کرشمہ نازک و لب نازک و سخن نازک
ز فرق تا بقدم ہمچو طبع من نازک

کسے کہ دید بنا گوش او شبی در خواب
نیامدش بہ نظر برگ یاسمن نازک

بعہد نازکی لالہ زار عارض او
گمان مبر کہ گلی رویدہ از چمن نازک

ہزار سوزن اشکم فزود بر مژگان
کسیکہ بر تن او دوخت پیرہن نازک

نگر و غمزۂ شیرین بہ تیشہ داد الماس
کہ لوح فتنہ تراشیدہ کوہ کن نازک

چنان گداختہ جوش جمال طالب را
کہ مو بمو شدہ چون طبع خویشتن نازک

غزل قوجی

صحن چمن مست ز بوے گل صد برگ
نرگس قدحے خوردہ بروی گل صد برگ

داغ جگرم تازہ ز جام می حمرا ست
این لالہ خورد آب ز جوی گل صد برگ

آگاه نباشد ز شکست قدح من	بر رنگ نخورد دست سبوے گل صدبرگ
رنگ از رخ خورشید پرید ست همانا	پنهان نظری کرده بسوے گل صدبرگ
قوجی دم صبح ست تماشاے چمن کن	بگشا چو قدح دیده بروے گل صدبرگ

غزل قدسی

دارم دلی اما چه دل صد گونه حرمان در بغل	چشمے ز خون در آستین اشکی و طوفان در بغل
یارب مرا ثابت قدم از کوی قاتل بگذران	من سر بجیب انداخته او تیغ عریان در بغل
گو قاصدے از کوے تو بهر نثار مقدمش	صد طفل اشک از دیده ام آید برون جان در بغل
بوے ترا یک صبحدم گر باد آرد در چمن	گل غنچه گردد تا کند بوے تو پنهان در بغل
نازم خدنگ غمزه را کز لذت دیدار او	هر دم ز راحتهاے دل در دیده پیکان در بغل
روز قیامت هر کسی در دست گیرد نامه را	من نیز حاضر می شوم تصویر جانان در بغل
برقع ز عارض بر فگن یک صبحدم تا از صبا	گردد فراموش از صبح خورشید تابان در بغل
قدسی ندانم چون شود سوداے بازار جزا	او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

غزل ناصر علی

از حیرت جمال تو ای آرزوے گل	هر شبنمی ست چشم پر آبی بروے گل
چون کاروان ناله بلبل روان شود	شبنم فغان کند چو جرس بر گلوے گل
بلبل بتو بهار کند ترک آشیان	آتش فروز خانه خرابیست خوے گل
از رشته سرشک دل چاک دوختیم	گردم بتار پنبه شبنم رفوے گل
از تاب آفتاب رخش در چمن علی	هر شبنمی ست چشم پر آبی بروے گل

غزل اسیر

تمناے لبت پیمانه دل	نگاه گرم ست آتش خانه دل
بیاد تو دمی ره دم صبحے به گلزار	که بلبل را کنم پروانه دل

شب از سوداے زلفت می گریم — جنون در نالۂ مستانۂ دل
اگر بر دیدۂ الفت نشنید — نہ گردد آشنا بیگانۂ دل
ز زخم و داغ اسیر بزم حیرت — کشد تصویرہا در خانۂ دل

غزل قدسی

من لذت دردِ تو بدرمان نفروشم — کفر سر زلف تو بایمان نفروشم
در دل نہ خیال گل روے تو خلیدہ — خاری کہ بصد گلشن رضوان نفروشم
صد جان بستانم کہ دہد دامنت از دست — دشوار بدست آمدہ آسان نفروشم
صد خار خلد در جگر و لب نہ کشایم — در باغ چو بلبل گل افغان نفروشم
کام دو جہان در عوضِ غم نستانم — این جنس گرامی بکس ارزان نفروشم
قدسی من و تر دامنی عشق چو زاہد — ہرگز بکسے پاکی داما ن نفروشم

غزل کلیم

آتش دیگِ ہوس از دل سوزان گیرم — آب لب تشنگی از آہن و پیکان گیرم
خوابم انیست کہ از دیدنت از ہوش روم — خوردنم اینکہ سر انگشت بدندان گیرم
عرق خجلت من سیل وجودم گیرد — فقر را گر دہدم ملک سلیمان گیرم
روش سوختن از داغ ز دام آموزم — دل بخالی دم و زلف پریشان گیرم
دادۂ خویش ز ایام چہ سے گیرد باز — حیف باشد کہ بخیر پند ز دوران گیرم
نتوان بود کلیم این ہمہ در بند لباس — بہر اطفال سرشکی کہ بدامان گیرم

غزل مخلص

ما چون قلم سخن بزبان دگر کنیم — چون کار ما بحرف رسد گریہ سر کنیم
این خواری کہ بر سر کوے تو می کشیم — ہرگز نشد کہ نقل بجاے دگر کنیم
از خاکیان بغیر سر افگندگی خطاست — باید باصل خویش چو نرگس نظر کنیم

ردیف میم

پیش کسے بخاک نریزیم آب رو	مانان خشک خویش بدین آب ترکنیم
دیدیم بس خلاف تو تیغ ز دوستان	از صندل ار سخن گذرد درد سر کنیم
مخلص بارعیت بیداد مشکل ست	گر درد مدعا بنود ترک سر کنیم

غزل شفائی

امشب که در حضور تو مردانه سوختیم	صد داغ رشک بر دل پروانه سوختیم
از بادهٔ نگار تو بیرون ز بزم وصل	رفتیم سرخوش و در میخانه سوختیم
آن لب گذشت در سر مستی بخاطرم	ماهی زدیم و ساغر و پیمانه سوختیم
غمهای او که بر در دل حلقه می زند	اکنون کجا رود که ما خانه سوختیم
در عاشقی جنون شفائی زیاده شد	چندانکه داغ بر سر دیوانه سوختیم

غزل حافظ

این چه شوریست که در دور قمر می بینم	همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم
هیچ شفقت نه برادر به برادر دارد	هیچ مهری نه پدر را به پسر می بینم
مردمان روز بهی می طلبند از ایام	مشکل اینست که هر روز بتر می بینم
دختران را همه جنگ ست و جدل با مادر	پسران را همه بدخواه پدر می بینم
ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند ست	قوت دانا همه از خون جگر می بینم
اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان	طوق زرین همه در گردن خر می بینم
پند حافظ شنو ای خواجه برو نیکی کن	که من این پند به از گنج و گهر می بینم

غزل شمس الدین تبریزی رح

چه تدبیر اے مسلمانان که من خود را نمیدانم	نه ترسا و یهودیم نه گبرم نه مسلمانم
نه شرقیم نه غربیم نه بحریم نه بریم	نه از ملک عراقیم نه از خاک خراسانم
نه از خاکم نه از آبم نه از بادم نه از آتش	نه از آدم نه از حوا نه از فردوس رضوانم

مکانم لامکان باشد نشانم بے نشان باشد	نہ تن باشد نہ جان باشد بنا شد عشق جانانم
ہو الاوّل ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن	بجز یاہو و یامن ہو دگر چیزے نمیدانم
دوئی را چون بدر کردم یکی دیدم دو عالم را	یکے بینم یکے جویم یکے خوانم یکے دانم
الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم	بجز مستی و مدہوشی دگر چیزے نمیدانم

غزل لحزی

گفت جانان سوی ما بگذر بسر گفتم بچشم	گفت ترک جان کن و در ما نگر گفتم بچشم
گفت بنا چیست چشمت گفت ابر نوبہار	گفت آبی زن بخاکم رہ گذر گفتم بچشم
گفت بر میدارم از رخ بردہ گفتم لطف تست	گفت چشم خویش را گو این خبر گفتم بچشم
گفت جاے من کجا لائق بود گفتم بدل	گفت خواہم غیر ازین جاے دگر گفتم بچشم

غزل شمس الدین تبریزی رح

ما در جہان غیر خدا یار نداریم	جز یاد خدا ہیچ دگر کار نداریم
درویش و فقیریم درین گوشۂ دنیا	با نیک و بد خلق جہان کار نداریم
ما مست صبوحیم ز میخانۂ توحید	حاجت بمی و بادۂ خمار نداریم
با جامۂ صد پارہ و با خرقۂ پشمین	بر خاک نشینیم و ازین عار نداریم
گر یار وفادار نداریم عجب نیست	ما یار بجز حضرت جبار نداریم
ما شاخ درختیم پر از میوۂ توحید	ہر رہگذر سنگ زند عار نداریم
ما تم زدگانیم درین گوشۂ دنیا	چون زاغ گذر بر سر مردار نداریم
بنگر تو دل خستۂ شمس الحق تبریز	ما جز ہوس دیدۂ دیدار نداریم

غزل شرف بو علی قلندر رح

غیرت از چشمم برم روے تو دیدن ندہم	گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم
ہدیۂ زلف تو گر ملک دو عالم بدہند	یعلم اللہ کہ سر موے تو دیدن ندہم

گر شبے دست دہد وصل تو از جانب شوق — تا قیامت نشود صبح دمیدن ندہم
شرفؔ گر باد وزد بوے ز زلفش بدرت — یاد را نیز درین دیر وزیدن ندہم

غزل مولانا روم علیہ الرحمۃ

بسم اللہ ابتداے کلام من الیقین — رحمٰن و الرحیم ترحم لخاطیین
الحمد مستلائہ باد جہنک الکریم — للہ لیس غیرک یا رب العالمین
دارند ہر کسے بتو چشم ترحمے — رحمٰن و الرحیم بہ بخشش وخطابیین
ایاک نعبد از سر صدق و صفا بخوان — فی اللیل و النہار دایاک نستعین
در دار ملک حسن توئی مالک الرقاب — در معرض خطاب توئی شاہ یوم دین
داریم رہ نجات و رت اہدنا الصراط — المستقیم من ہو یہدی الی الیقین
راہی کہ رہبران طریق تو رفتہ اند — ما را دران صراط بدہ راہ الذین
انعمت سنک مالک نفضل علیہون — غیر غضب کہ ہست ز مغضوب و الحزین
آہ از عتاب گر تو نباشی شفیع را — تا جملہ گشت در صد و سلک ضالین
یارب بحق احمد و اولاد پاک او — یارب بحق حیدر کرار تابعین
گر حاضران دریغ ندارند لطف خویش — یاران مستمع ہمہ گویند آمین
مولانا روم گفت ز مدح کلام حق — شعرے کہ شد ز جملہ اشعار ہا گزین
توئی در ملک جان خسرو چہ خسرو خسرو خوبان — بود نخل قدرت فتنہ چہ فتنہ فتنہ دوران
جمالت مجمع باشد چہ مجمع مجمع خوبے — چہ خوبی خوبی یوسف چہ یوسف یوسف کنعان
دہانت غنچہ باشد چہ غنچہ غنچہ دلکش — چہ دلکش دلکش خرم چہ خرم خرم خندان
بسر زلفت یکے ہندو چہ ہندو ہندو کافر — چہ کافر کافر رہزن چہ رہزن رہزن ایمان
چہ خسرو بندہ باشد چہ بندہ بندۂ عاشق — چہ عاشق عاشق بیدل چہ بیدل بیدل حیران

غزل جامی علیہ الرحمۃ

عارض ست این یا قمر یا لالہ حمرا ست این — یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہا ست این
قامت ست این یا الف یا سرو یا نخل مراد — یا مگر گلدستۂ باغ جنان آراست این
چشم تو جادو ست یا آہو ست یا صیاد خلق — یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلا ست این
زلف تو زنجیر یا قلاب یا مشک ختن — سنبل تر یا سمن یا عنبر سارا ست این
یارب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح — یا ہلال عید یا ابروے یار ما ست این
یارب این خورشید تابان ست یا ماہ تمام — یا فرشتہ یا پری یا شوخ بی پروا ست این
حقۂ لعل ست یا سر چشمۂ آب حیات — یا دہن یا میم یا طوطی شکر خا ست این
کوی تو کعبہ ست یا خلد برین یا بوستان — یا گلستان ارم یا جنت الماوا ست این
قمری باغ جنان یا بلبل بے خانمان — طوطی شکر زبان یا جامی شیدا ست این

غزل مسیح رحمۃ اللہ علیہ

طاق محراب دعا یا خود خم ابرو ست این — قبلۂ حاجات عالم یا رخ نیکو ست این
یا قیامت یا بلا یا فتنۂ آشوب شہر — یا نہال باغ جان یا قامت دلجو ست این
پرتو نور تجلی یا شعاع اقدس است — خندۂ صبح قیامت یا فروغ رو ست این
کافر مومن گداز و ظالم و مظلوم کش — ساحر سحر آفرین یا نرگس جادو ست این
حلقۂ فتراک چشمش دام چین دلفریب — یا کمند عنبرین یا پیچش جادو ست این
نسخۂ خواب پریشان رشتۂ عمر مسیح — چتر یا طول امل یا کاکل خوشبو ست این

غزل حزین

کوتاہ ماند دست تمنا در آستین — داریم گریہ بے تو چو مینا در آستین
تا صبح حشر پردہ نشین ست ہمچنان — از شرم ساعدت ید بیضا در آستین
روشن چراغ مسجد و میخانہ از من ست — در دست سبحہ داریم و مینا در آستین
دارند عالمی چو حزین نیاز مند — در راہ تیغ ناز تو جانہا در آستین

بهار آمد نظیر بر سبزه و گل می توان کردن — بگلشن آشیان مانند بلبل می توان کردن
دو روزی داد عیش و کامرانی می توان دادن — ز فکر دور بین روزی تغافل می توان کردن
همین حُسنِ عمل را و طریق سالکان باشد — فراغتها با سباب توکل می توان کردن
نظر بر اصل هر چیزے بباید مرد عارف را — ز هر جزوی نظر بر رشته گل می توان کردن
ز ناهمواری دنیا گذر کردن بود اولے — برهمن هر چه پیش آید تحمل می توان کردن

غزل کلیم

هر دم مشو سوار بقصد شکار من — آتش مزن بخانه از ین شهسوار من
کوتاه گشته از همه جا رشتهٔ امید — از بسکه روزگار گره زد بکار من
شد سینه چاک و سوزن مژگان تو دلے — چون رشتهٔ سر شک نیاید بکار من
زنگار گیر آینه گر در بغل نهم — از بس مقدر ست دل پر غبار من
گرمست بسکه بر تنم از سوز دل کلیم — شمع از دو سوگداختهٔ بر مزار من

غزل شمس الدین تبریزی رح

مالک الملک لاشریک له — وحده لا آله الا هو
عاشقان جان و دل نثار کنند — بر در لا آله الا هو
مصطفےٰ یافت در شب معراج — خلعت لا آله الا هو
صوفیان گر بهشت می طلبند — ذکر شان لا آله الا هو
باغبان قدیم لم یزلی — صفتش لا آله الا هو
طوق لعنت فگند بر ابلیس — حیرتش لا آله الا هو
مومنان را نعیم شد روزی — برکتش لا آله الا هو
خوش درختیست درمیان جنان — میوه اش لا آله الا هو
شمس تبریز گر خدا طلبے — خوش بخوان لا آله الا هو

غزل جامی علیہ الرحمۃ

اے دل من صید دام زلف تو	دام دلہا گشت دام زلف تو
زلف تو بالاے سر دارد مقام	بس بلند آمد مقام زلف تو
بند شب در زلف تو دلہا تمام	دام بند آمد تمام زلف تو
داو تشریف غلامی بندہ را	زلف تو اے من غلام زلف تو
لائق رخسار گر نبک تو نیست	جز نقاب مشک فام زلف تو
رم کنند از دام مرغان وین عجب	جانب آرام رام زلف تو
صبح اقبال ست طالع ہر نفس	بندہ جامی را ز شام زلف تو

غزل حافظ رح

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو	بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے	بوسہ ستان بکام ازو تازہ بتازہ نو بنو
بر ز حیات کی خوری ار نہ دمام می خوری	بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو
شاہد دلربای من می کند از برائے من	نقش و نگار رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو
ساقی سیم ساق من مست منم بیار پیش	زود کہ پر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو
باد صبا چو بگذری بر سر کوے آن پری	قصہ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

این نہ ابروست نوشتہ ست خدا بسم اللہ	کہ سر نامہ نویسد ہمہ جا بسم اللہ
بس ہلاک ست دلم بہ تجلی رخت	یکدم از بہر خدا روی نما بسم اللہ
ہر کہ دید ست رخت را چہ ملائک چہ بشر	ہمہ خوانند بروی تو دعا بسم اللہ
ہر کہ بے عشق بمیرد بہ یقین مردار ست	نیست بر مردۂ مردار روا بسم اللہ
گشتہ مسدود بہ پیری ہمہ ابواب نشاط	شد قیامت بدر تو بیا بسم اللہ

چند از چشم کنی با من و نخستہ ستیز — گہ چو ابرو سر صلحست بیا بسم اللہ
صحبت یار با غیار چو دیدم خواندم — لفظ لاحول با غیار روا بسم اللہ
عاقبت ہست محمد چو شفیعم یا رب — حافظم ساز بدینا ہمہ جا بسم اللہ

غزل پیر انصار تبریزی

اے زور دوست بید لانرا بوے درمان آمدہ — یاد تو مر عاشقان را مونس جان آمدہ
صد ہزاران ہمچو موسی ہست در ہر گوشۂ — رب ارنی گو شدہ دیدار جویان آمدہ
سینہا بینم ز سوز ہجر تو بریان شدہ — دیدہا بینم ز درد عشق گریان آمدہ
عاشقانت نعرۂ الفقر فخری می زنند — بر سر کوے ملامت پای کوبان آمدہ
صد ہزاران عاشق سرگشتہ بینم از امید — در بیان نعمت اللہ گویان آمدہ
پیر انصار از شراب شوق خوردہ جرعۂ — ہمچو مجنون گرد عالم مست و حیران آمدہ

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ — دی شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ
یک شب ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم — جای تو دل در چشمان کنم از من چرا رنجیدۂ
اے جان من مہمان من بر من نگر سلطان من — یک شب بیا مہمان من از من چرا رنجیدۂ
من عاشق زار توام از جان وفادار توام — تا زندہ ام یار توام از من چرا رنجیدۂ
من عاشق دیوانہ ام اندر جہان افسانہ ام — تو شمع و من پروانہ ام از من چرا رنجیدۂ
رنجیدۂ رنجیدۂ از من گنہ چہ دیدۂ — دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ
بنگر ز عشقت چون شدم سرگشتہ و مجنون شدم — چون لالہ دل پر خون شدم از من چرا رنجیدۂ
گر من بمیرم در غمت خونم فتد در گردنت — فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدۂ
ای سرو خوش بالای من وی دلبر رعنای من — لعل لبت حلوای من از من چرا رنجیدۂ
من سعدی دلخواہ تو ابروے تو چون ماہ نو — من یار نیکو خواہ تو از من چرا رنجیدۂ

غزل حزین

صبوحی از من مستانه پیراهن قبا کرده / چو بوی گل گذشتی تکیه بر بادِ صبا کرده
بجز تو بهار از عطر گیسو عطر افگنده / دماغ غنچه را از بوی سنبل مشکسا کرده
غزالان حرم را سر بصحرا داده از وحشت / نگاهِ سرمه سا را آهوی دشت خطا کرده
زمی موج تبسم در لبت رشک شفق گشته / صبوحی زن برنگ صبح پیراهن قبا کرده
زخط عنبرین خورشید را در مشک تر بسته / ز زلف پُرشکن صد عقده در کار صبا کرده
گریبان چاک و سرخوش همچو نرگس جام می بر کف / چو گل بر پیرهن بند قبای ناز وا کرده
لبان دل ز شور گفتگویت در نمک خفته / تبسم را چو موج نکهت می نشه ر اکرده
بکف تیغ تغافل طرفه دامن بر میان بسته / زخون بیگناهان کوی خود را کربلا کرده
دهن را در لطافت موج گرداب بقا گفته / مگر معنی به باریکی دیوان ادا کرده
زابرو زخمها بر تارک تیغ قدر رانده / بمژگان رخنها در سینهٔ تیر قضا کرده
کمند ناز در گردن ز کاکل مست رعنائی / بتقریب نگه چشم سیه را نکته زا کرده
حرامم باد بی لعل تو ذوقِ می گساریها / بجای باده خون در ساغرم ساقی بجا کرده
حزین از هر سر موی روان دارد شطِ خونی / نمیدانی که مژگان تو با جانش چها کرده

غزل شهرت

خدایا دیده ام را آبروی ابر نیسان ده / سرشکم را گهر کن گریه ام را موج عمان ده
گهر مارا ز چشم ابر نیسان آبرو دادی / باطفال سرشکم طالع اشک یتیمان ده
سواد دیده را آئینهٔ گیتی نما کردی / سویدای دلم را روشنی از نور عرفان ده
مرا از بی وجودی یک جهان گم گشتگی دارم / اگر خواهی که پیدا ای دهی از لطف پنهان ده
چو شهرت کی دماغ سایهٔ بال هما دارم / سر شوریده ام را از هوای خویش سامان ده

غزل حافظ علیه الرحمة

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ	انی رأیت دہرًا من ہجرک القیامہ
ہر چند کازمودم از وی نبود سودم	من جرّب المجرّب حلّت بہ الندامہ
دارم من از فراقت در دیدہ صد علامت	لیس لہ دموع عینی ہذا لنا العلامہ
پرسیدم از طبیبی احوال دوست گفتا	فی قربہا عذابٌ من بعدہا سلامہ
گفتم ملامت آید گر گرد دوست گردم	واللہ ما رأینا حبًّا بلا ملامہ
باد صبا ز عالم ناگہ نقاب برداشت	کالشمس فی ضحاہا تطلع من الغمامہ
حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیرین	حتّٰی یذوق منہ کاسًا من الکرامہ

غزل عرفی رح

کردم ز شراب ناب توبہ	وز کردۂ ناصواب توبہ
می ساختمش ببادہ ممزوج	بے خستگی از گلاب توبہ
در لفظ شراب چون بود آب	با تشنہ لبے ز آب توبہ
در نفس بادہ چون شریک است	صد بار ز شہد ناب توبہ
مستانہ اگر رود سمندم	پایم کند از رکاب توبہ
گر عرض کنم زبان مستی	از تشنہ کند شراب توبہ
گر دوزند استم ببخشد	ز آسیب کند عذاب توبہ
می دیدم و پیچ و تاب خوردم	از خوردن پیچ و تاب توبہ
تا بادہ بخواب ہم نہ بینم	شاید کہ کند ز خواب توبہ
ہر دم ز نتائج گناہم	صد بر کند کباب توبہ
صد فوج گنہ کشد بیکدم	چون تیغ کشد قراب توبہ
دل توبہ کنان و نفس گوید	از توبۂ ناصواب توبہ
در عہد شباب توبہ کردم	امین بود از شباب توبہ

در کشور هند عشرت انگیز — کے دیده کسے بخواب توبه
سیلم بفغان و شیون اولی ست — زاهنگ نے و رباب توبه
لب زهر ترا نه چند ریزد — از ریزش این لعاب توبه
حسن تنک بتان چو بینم — از دیدن آفتاب توبه
از ورگه مرگ باز گشتم — تا گفت عنان بتاب توبه
ق
در حالت بیم موت کندم — بیدار شود ز خواب توبه
ز اندیشه مرگ توبه کردم — وان را نکنم حساب توبه
چون صحت یافتم ز تشویش — از صحت بے صواب توبه
نو توبه شدم که خانه رفیق — بے شبهه کند خراب توبه
زین پس من و عزلت عبادت — وز صحبت شیخ و شاب توبه
از هر که اهل شهر پرهیز — وز هر چه نه در کتاب توبه
گردت همه گوش و لب به پندد — با هر که کند خطاب توبه
گو تو ورد ملک سوال مے کن — من کرده ام از جواب توبه
عرفی چه کنی بتوبه نازش — هشدار که شد خراب توبه
مخروش که تائب از شرابیم — تا که نشود سراب توبه
از توبه منال تا نگردد — بے مغز ترا ز حباب توبه
منت به که مے نهی که کردی — از آب دهن گلاب توبه
سی سال ز نفس معصیت زاد — اکنون دهدش ثواب توبه
بر توبه مدوز کیسه اجر — تا نگسلد از عتاب توبه
این بسکه باستین رحمت — راند ز رخت آب توبه
ما توبه بهر دو دست کردیم — از ما کند اجتناب توبه

این بلکہ وبال ما نگردد — در کشش کمش حساب تو

غزل حافظ ؒ

احداً انسا مع المنا جاتی — صمداً کافی المہماتی
زیر و بالائے تو انم گفت — خالق الارض و السمواتی
حاجت خویش از تو می خواہم — زانکہ قاضی جملہ حاجاتی
ہیچ پوشیدہ از تو پنہان نیست — عالم السر و الخفیاتی
شکر فضل تو کی توانم گفت — حافظا فی جمیع حالاتی

غزل شمس الدین علیہ الرحمۃ

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی — برگزیدہ ذو الجلال پاک بی ہمتا توئی
نازنین حضرت حق صدر بدر کائنات — نور چشم انبیا چشم چراغ ما توئی
در شب معراج بودی جبرئیل اندر رکاب — پا نہادہ بر سریر گنبد خضرا توئی
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند — عاجزان را رہنمائے جملہ را ماوا توئی
شمس تبریزی چہ داند نعت گو یہائے تو — مصطفےٰ و مجتبےٰ و سید اعلا توئی

غزل مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ

یا رسول عربی شاہ سوار مدنی — بلبل مکہ و بطحا و سہیل یمنی
در حریم حرم خاص تو جبریل مدام — کمترین بندۂ درگاہ اویس قرنی
توکہ در باغ رسالت چو قدرت سرو تراست — سرو باغ ملکوتی و گل یاسمنی

رخ بران روضہ کن و خاک درش شو جامی
زانکہ تو بلبل آن باغ و فائی چمنی

غزل قدسی

مرحبا سید مکی مدنی العربی — دل جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
الله الله چه جمالست بدین بوالعجبی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
بهتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکه نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظهور
زان سبب آمده قرآن بزبان عربی

چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام
زان شده شهرهٔ آفاق بشیرین رطبی

ما همه تشنه لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما که ز حد می گذرد تشنه لبی

شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامیکه رسیدی نرسد هیچ نبی

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمده سوے تو قدسی پی درمان طلبی

غزل سعدی

لاله رخا سمن برا سرو روان کیستی
سنگدلا ستمگرا آفت جان کیستی

هر چمنے که رسته ای نرگس دسته بسته ای
قدر شکر شکسته ای غنچه دهان کیستی

دام نهاده میروی مست ز باده میروی
شست کشاده میروی سخت کمان کیستی

ابروی تو چو ماه نو برده ز ماه نو گرو
آفت جان من مشو فتنهٔ جان کیستی

سعدی شده غلام تو مست شده ز جام تو
جام می بده باد روح روان کیستی

غزل حضرت امیر خسرو رح

اے چهرهٔ زیبای تو رشک بتان آزری
هر چند وصفت می کنم در حسن زان زیباتری

آفاق ها گردیده ام مهر بتان ورزیده ام
بسیار خوبان دیده ام اما تو چیزے دیگری

تا نقش می بندد فلک کس را نداد این نمک
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

هرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر
شمسے ندانم یا قمر یا زهرهٔ یا مشتری

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی　　تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری　　وز هرچه گویم بهتری حقا عجائب دلبری
عزم تماشا کردهٔ آهنگ صحرا کردهٔ　　این جان و دل تو بردهٔ انیست رسم دلبری
عالم همه یغمای تو خلق جهان شیدای تو　　آن نرگس شهلای تو آورده رسم کافری
خسرو غریب ست و گدا افتاده در شهر شما　　باشد که از بهر خدا سوی غریبان بنگری

غزل

شاه یکی سپه یکی یار یکی سخن یکی　　مهر یکی دمه یکی یار یکی سخن یکی
دلبر جاودان یکی جلوه گر زمان یکی　　مخفی و هم عیان یکی یار یکی سخن یکی
فائض جمله تن یکی حاصل هر دوزن یکی　　انهمه پیش من یکی یار یکی سخن یکی
منعم بینوا یکی بادشه و گدا یکی　　بیدل و دلربا یکی یار یکی سخن یکی
ملت و مذهبم یکی با همه مشربم یکی　　ناله زار هم یکی یار یکی سخن یکی
سرور اولیا یکی خاتم انبیا یکی　　در همه جا خدا یکی یار یکی سخن یکی
نغمهٔ ساز ما یکی با همه راز ما یکی　　راز یکی نیاز یکی یار یکی سخن یکی
فخر همه جهان یکی روز و شب مکان یکی　　همدم و دلستان یکی یار یکی سخن یکی
خواجهٔ دوسرا یکی مقصد اصفیا یکی　　حضرت مصطفی یکی یار یکی سخن یکی
صدر شریعتم یکی قطب طریقتم یکی　　سر حقیقتم یکی یار یکی سخن یکی

غزل رنجوری

نو بهارست جنون چاک گریبان مددے　　آتش افتاد بجان جنبش دامان مددے
گرمی عشق بتی در جگر آتش افروخت　　تشنگی سوخت مرا ای لب جانان مددے
راه گم گشته بپا آبله و منزل دور　　خار صحرا مددے خضر بیابان مددے
جام می تاب بدست تو تغافل تا چند　　گشته مخموری می ساقی مستان مددے

بهر تفریح دل و ضعف جگر می تا بد — پسته لب مددی سیب زنخدان مددے

مطرب بے ساخته بیداد ترا رنجوری — فخر دین فخر جهان مرشد پاکان مددے

مستزاد رومی

هر لحظه بشکل آن بت عیار برآمد دل برد و نهان شد — هر دم بلباس دگران یار برآمد گه پیر و جوان شد

آن یار همون بود که میکرد شتابی - اندر ید بیضا — در چوب شده بر صفت مار برآمد - زان سحر کنان شد

گه نوح شد و کرد جهان را بدعا غرق - خود رفت بکشتی — گه گشت خلیل و ز دل نار برآمد - آتش گل ازان شد

یوسف شده از مصر فرستاد قمیصے - آن جلوه گر عالم — در دیده یعقوب چو انوار برآمد - تا دیده عیان شد

یونس شده در بطن سمک رفت بدریا - از بهر طهارت — موسیٰ شده جوینده انوار برآمد - بر طور روان شد

خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه - خود رند سبوکش — خود بر سر آن کوزه خریدار برآمد - بشکست و روان شد

خود گشت ملاحی و می و ساغر و ساقی - خود بزم نشین شد — خود بود آن می که سرمست به بازار برآمد شور دل جان شد

فی فی که همین بود که میگفت انا الحق - در صورت الٰهی — منصور نبود آنکه بر آن دار برآمد - نادان بگمان شد

این جمله همین بود که می آمد و می رفت هر قرن که دیدی — تا عاقبت آن شکل عرب وار برآمد - دارای جهان شد

رومی سخن کفر نگفته ست نه گوید - منکر مشوید ش — منکر شده آنکس که بانکار برآمد - مردود جهان شد

مستزاد

خود نقد شد از مخزن اسرار برآمد - خود گنج عیان شد — خود بود که خود بر سر بازار برآمد خود دیگران شد

در کسوت ابریشم و پشم آمد و پنبه - تا خلق بپوشد — خود بر صفت جبه و دستار برآمد - لبس همگان شد

در عین بتان خواست که خود را بپرستد - خود را به پرستید — خود گشت بت و گاه پرستار برآمد - خود عین عیان شد

در موسم نیسان بسما شد سوی دریا - در هیئت قطره — از بحر بشکل در شهوار برآمد - در گوش شهان شد

خود بزم شد و میخور و خود ساغر و ساقی - خود پیر خرابات — خود مے شده خود از خم خمار برآمد - خود کوزه کشان شد

خود بر تن خود تیغ جفا زد ز سر قهر - خود مرهم انگشت — خود بر صفت مردم بیمار برآمد - خود فاتحه خوان شد

مستزاد قاسم

چون خسرو خوبان سوے بازار برآمد انوار دکان شد
بر هر سر صراف خریدار برآمد نقد نگران شد

با ناز و غمزه اکنت بجهان کرد نگاهی از دیده جادو
تسخیر جهان کرد با نگار برآمد با ناز روان شد

خود خواست که هر باغ پر از شور نماید از بهر تماشا
خود گل شد و بلبل شد و گلزار برآمد خود باد خزان شد

خود کرد بنا مسجد و از بهر عبادت خود گشت مؤذن
خود صورت بتخانه و خمار برآمد خود جام کشان شد

از بهر نفع خواست سفر کردن دریا کشتی طلب ساخت
خود راکب کشتی شد و نجار برآمد خود باد طوفان شد

خود بود که می آمد و می رفت بهر باب در پردهٔ مخفی
گاهی بجهان محرم اسرار برآمد بنگر که عیان شد

خود خواست که از دار شفا خلق بیاید خود گشت طبیبی
خود گشت سقیم و تن بیمار برآمد خود لابه کنان شد

خود روح شد و جان به تن خاک نمود و خود قابض آن گشت
خود مادر و دختر شد و دل زار برآمد خود گورکنان شد

که روی خود آراست و شد یوسف کنعان محبوب دو عالم
خود گشت زلیخا و طلبگار برآمد خود طعنه زنان شد

خود می شد و خود ساغر و خود قاضی و مفتی خود پیر خرابات
خود مست شد از ساغر سرشار برآمد خود ورد زبان شد

داند نه سخن گفتن قاسم نه مجاز است از دیده جان بین
منصور حیان بر سر آن دار برآمد سالار جهان شد

مستزاد حسام

آن کیست که تقریر کند حال گدا را در حضرت شاهی
از غلغل بلبل چه خبر باد صبا را جز ناله و آهی

هر چند نیم لائق درگاه سلاطین نومید نیم نیز
شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را گاهی بنگاهی

بر خرمن گل مار سیه خفته که دیدست یعنی که دو زلفش
حیف ست که همخواه بود ترک خطا را هندوی سیاهی

تا چاه زنخدان تو شد مسکن دلها ای یوسف ثانی
صد یوسف گم گشته فزون نیست شمارا در هر بن چاهی

اندام تو در بند قبا شرط بنا شد الا که بدوزند
از لاله سیراب لقد تو قبا را در غنچه کلاهی

بر شعر من حسن تو گر سینه نخوانند از این حسامست
بر معجز عیسٰی تو دو دست فقیرا حاجت بگواهی

بحر طویل

دوش رفتم سوے بازار تبے دیدم و خونخوار دو گیسو چو سیه مار زده حلقه بر رخسار رخش چون رخ
مهتاب بدن صاف چو سیماب دو ابروے چو محراب پر از بوے عطر بوے کمر

موسے نکوگوی دلم بر دبجا دوے من بے سرو پارا ؛ ناگہان سوے من آن دید بخندید درخشید مرا
گفت کجائی وچرائی تو جگر ریش نکو دار دل خویش نہم مرہم بر ریش کنم چارہ شمارا ؛ گفتم ای دلبر جانی
بخدا جان جہانی تا ابد باد جوانی سرخوش باش زمانی گویمت راز نہانی ؛ کہ کنی گوش ز سرہوش بکن
بزم چو فردوس مرا گیر در آغوش شوم از خودی بیہوش شو وعقل شمارا ؛ آن پری چہرہ بصد مہر
مرا برد بخانہ بزم آراست شہانہ بہمہ چنگ چغانہ شیشہ رار دی کشادہ بمن دل شدہ دادہ
دست بر دست بہادہ چون شدہ چاک دماغم زمیان رفت بجانم از دد پا جامہ کشیدم بر سر گنج
رسیدم قفل داشد بکلیدم تازگی یافتہ جانم پیش این قصہ چہ خوانم لذت یار و فارا

مخمس خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ

در عشق تو اے صنم چنانم | کز ہستی خویش در گمانم | کو بخت کہ از سر نیازی | در حضرت چو تو دلنوازی
ہر چند کہ زار و ناتوانم | گر دست دہد ہزار جانم | معروض کنم نہفتہ رازی | ہیہات کہ چو تو شاہبازی
در پاے مبارکت فشانم | | تشریف دہد درآشیانم |

اے بستہ کمر ز دور ونزدیک | بر خون تمام ترک و تاجیک | ہر چند ستمگری تراخوست | اکنون تو جفا کہ این نکوست
در مسکن اخلص لمالیک | گر خانہ محقرست وتاریک | گیرم کہ دلت زآہن دردست | آخر بسرم گذر کن ایدوست
در دیدۂ روشنت نشانم | | انگار کہ خاک آستانم |

گفتم کہ چو کشیتم بزاری | این بس رہ مرحمت سپاری | من از تو بجز وفا نجویم | بیرون ز گل وفا نبویم
بر دل رقم وفا نگاری | تو خود سر وصل ما نداری | الا رہ بندگی نہ پویم | اسرار تو پیش کس نگویم
من عادت بخت خویش دانم | | اوصاف تو پیش کس نخوانم |

گر غمزۂ تو زند بہ تیرم | گر ترک فلک کند اسیرم | گیرم نہ رہ وفا کشودیم | تا مہر بمہر بر فزودیم
یکدم نبود ز تو گزیرم | من ترک وصال تو نگیرم | بنود ہرانچہ می نمودیم | آخر زمن تو دست بردیم
الا بفراق جسم وجانم | | عہد تو شکست من ہمانم |

گر سر ببری به تیغ تیزم | از کوی دفات بر نخیزم
ور زانکه کنی به نیزه ریزم | این مهرهٔ مهر تو نه ریزم
الا که بریزد استخوانم

گر گذر دم به پیش خیلی | هر یک بصفا نه از سهیلی
جز تو نکنم بغیر میلی | مجنون نیم از بهای لیلی
ملک عرب و عجم ستانم

ای وصل تو وصل شادمانی | دائم بمراد دل بمانی
یا حافظ خود بگو عیانی | هر حکم که بر سرم برانی
سهل است ز خویشتن برانم

آنانکه نشان عهد جویند | جز راه مزار من نپویند
خاک من زار چون ببویند | گر نام تو بر سرم بگویند
فریاد برآید از روانم

گشتم صنما در آرزویت | آشفته و تیره دل چو مویت
هر چند نمی رسم بکویت | شب نیست که از فراق رویت
زاری بفلک نمی رسانم

قطعات

یارب ز نم و [illegible]
بکلام بخت کسی را که با فتنه سیاه
روح القدس [illegible]
ز [illegible]
بگفت سخن [illegible]
[illegible] دولت حشمت [illegible]
در مسند [illegible]
منصب [illegible] مظفر

ای کریمی که از خزانهٔ غیب
دوستان را کجا کنی محروم

مجاری قلمش را چو پیش لب بردم
بی برد نهادم ز غایت تعظیم

چشم عبرت برگشاده حال شاهنشاه نگر
پرده داری میکند بر طاق کسری عنکبوت

ای که از روزگار می طلبی
فکر مال و منال و حشمت و جاه

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت
سال خرم فال نیکو مال وافر حال خوش

ز گوش هوش شنیدم منهی ندا در داد
کرا نیفزد کسی را که خالیست نصیب

اگر بر وتر سا وظیفه خور داری
تو که با دشمنان نظر داری

،، برای بوسه ز ترک ادب بترسیدم
برابرش نهادم زمین ببوسیدم

،، تا چسان از گردش گردون گردان شد خراب
چند نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

،، فرخ و عیش و خرمی طرب
همه بگذار و ساغری بطلب

،، یار سایه رهبر دو گیتی برقرار و بر دوام
اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام

،، ز حضرت احدی لا اله الا الله
یقین بدانکه نیاید بر منصب جاه

بلبل اندر ناله و گل خنده خوش میزند | چون نسوزد دل که دلبر در روی آتش میزند
ما خوشیها دیده ام زان اهر شمینه پوش | من غلام مطربم کا بریشم خوش میزند
زاهد از تیر مژگانش حذر کردن چه سود | زخم پنهان چون برابر روی کمانش میزند

اے باد صبا اگر تو اسلنے | از روے وفا و مہربانے
از من خبرے بہ بر بیارم | کو سوخت دل تو در نہانے
می مرد ز اشتیاق میگفت | اے بے تو حرام زندگانے

رباعیات

اے آنکہ بملک خویش پایندہ توئی | وز دامن شب صبح نمایندہ توئی
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ است | بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی

یارب برسالت رسول الثقلین | یارب بغزا کنندہ بدر و حنین
عصیان مرا دو حصہ کن در عرصات | نیمی بحسن بہ بخش و نیمی بہ حسین

گل گفت کہ من مذہب و دینی دارم | یاروح رسول ہمنشینی دارم
رنگم ز محمد ست بویم ز علی | خلق حسن و خوے حسینی دارم

یارب بکمالات شہ جیلانی | کاندر کرم و فضل ندارد ثانی
کن باطن ما پاک بصد جلوۂ او | آلودہ مکن بغرض نفسانی

یارب تو چنان کن کہ پریشان نشوم | محتاج برادران و خویشان نشوم
بے منت مخلوق مرا روزی دہ | تا از در تو بر در ایشان نروم

اے خالق ہر بلند و پستی | بخشش چہ عطا بکن زہستی
ایمان دامان و تنبد رستی | علم و عمل و فراخ دستی

شاہا از کرم بر من درویش نگر | بر حال من خستہ دل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو | بر من منگر بر کرم خویش نگر

گفتم کہ مگر باتفاق اصحاب
در موسم گل زنی کنم بادہ ناب
بلبل ز چمن نعرہ زنان داد جواب
گاہی بخزان فصل گل زنی شراب
تو ایام عزت از نظر بخشند
ازان بہشت کہ صد گنہ بکرم بخشند
ز ابر رحمت دریا چہ سود صواب
کہ قطرۂ بمن از ثنی جل بخشند
بادوست نشین و بادہ ہا طلب
بوس از لب آن سرو گل اندام طلب
مجرم چو درا رحمت از راحت طلب
تو از سر زمین خویش جام طلب

رباعیات

گل رو گل پیش گل گل گل کرد
آن گل گل بیان گل بو گل دو [illegible]
گلان و گل گل گل گلان بو [illegible]
سیل بیان آمده آن [illegible]
شاه پرسید از حکیم ار [illegible]
دو جهان آواز ها [illegible]
گفت شاه در جهان آواز ها هستند چند
یک ار از زمین چهار آید پسند
قلقل بانگ صراحی [illegible]
[illegible] بوس و کنار [illegible]
قصه شاهجهان [illegible]
شطرنج می باخت [illegible]
[illegible]
زن باز [illegible] اتفاق

تا حکم قضای آسمانی باشد — کار تو همیشه شادمانی باشد
گر جامی از دست تو نوش کنم — سرمایهٔ عمر جاودانی باشد
در مسلخ عشق جز نکو را نه کشند — لاغر صفتان زشت خو را نه کشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز — مردار بود هر آنکه او را نه کشند
زان نامهٔ نازنین بسی دلشادم — کز محنت روزگار کرد آزادم
از هر نقطه جلوهٔ دیگر دیدم — وز هر حرفی بوسهٔ دیگر دادم
لاله را گفت که این رنگ چرا بر لب تست — گفت با آل نبی بودم و خون کفن ست
گفت این خال عجب بر جگرت می بینم — گفت این خال بلال است حسین و حسن ست
مستم ز غم عشق تو مستم مستم — دل در طلب وصل تو بستم بستم
گویند مرا عاشق بدنام توی — منکر نتوان بود که هستم هستم
به بستان میرود دلبر ولی با ناز قهقه قهقه — لبش قهقه رخش مه مه قدش چون سرو لالا
خرامان ارکب کب زرد وی نیم شب شب شب — دو دیدم در طلب لب لب شکر لب گفت [illegible]

سوال شاهجهان بچهار وزیران خود که زاغ از دهان پرید هر چهار وزیر جواب داد

نیلوفری بدوش دهن کرد آدرید — زنبور مست بود که آمد دران خلید
چون آفتاب دید دهن خنده بر کشاد — در عین خنده بود که زاغ از دهن پرید
گربه گرسنه بود بصحرا سپه دوید — زاغی نشسته بر بنگه بیخبر بدید
چون زاغ را گرفت نظر موشکی فتاد — خواهد که موش گیرد و زاغ از دهن پرید
خالیکه بود بر لب آن شهد می چکید — هنگام بوسه دادن آن خال را گزید
صورت چو دید آئینه آن خال را ندید — حیرت چنان بماند که زاغ از دهن پرید
شاهین گرفت زاغ به چنگال می پرید — بحری چو دید صید به نبال آن دوید
ناگه رسید باز قضای خدا نگر — این هر سه در تحیر و زاغ از دهن پرید

شاہجہان آمد مغلوب تر و ہر چہار بیگمات جواب دادند او را

تو بادشاہ جہانی جہان ز دست مدہ
اگر حیات نباشد جہان چہ کار آید
شاہا دو در رخ بدہ و دلآرام را بدہ
از دوست یک اشارہ و ز ما بسر دویدن
اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست
باور دکسی رسد کہ دردی دارد
بر رسولان بلاغ باشد و بس
چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار
راستی موجب رضائے خداست
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

ابیات مفردات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
زینت قرآن مجید اے عظیم
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
تسیم جسیم نسیم وسیم
عاشق شدہ ام بر رخ زیبائے محمدؐ
شد زان سر من خاک کف پائے محمدؐ
اندر دو جہان قبلہ ما کوئے محمدؐ
ما را بنو و کعبہ بجز کوئے محمدؐ
ہر کس بآرزوئے خیال محمد است

اگر بادشاہ جہان را جہان بکار آید
جہان و حیات و ہمہ بیوفاست
پیل و پیادہ پیش کن اسپ کشت مات
اگر ساقی تو باشی ہیستوان خورد
برات عاشقان بر شاخ آہو
بود ہمیشہ با ہم پیشہ دشمن
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان
چہ نسبت خاک را با عالم پاک
رموز عاشقان عاشق بداند
عاقلان در پے نقط نشوند
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اعظم اسم است علیم و حکیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار
مہ شق بما گشت ز ایمائے محمدؐ
سوداز دہ ام در غم سودائے محمدؐ
برگزیدہ اعز کون و مکان روئے محمدؐ
محراب دل و جان خم ابروئے محمد
با نغ بہشت وصف جمال محمدؐ است
مقصود ما محمد و آل محمد است

جہان خوش ست ولیکن حیات می باید
فنا را طلب کن کہ آخر فنا ست

مصرعہائے ضرب المثل

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد
باور و کشان ہر کہ در افتاد ور افتاد
جواب جاہلان باشد خموشی
ذوق چمن ز خاطر بلبل نمی رود
روز بر کالہ و نالہ بر گردون

تمت بالخیر

ہست صلائے سر خوان کریم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہست کلید در گنج حکیم
شفیع مطاع نبی کریم
خورشید خجل گشت ز سیمائے محمدؐ
از روز ازل داشت چو سودائے محمدؐ
مجنون جہان گشتہ ام از بوئے محمدؐ
ما را بنو د قبلہ بجز روئے محمد
ختم رسل صفات کمال محمدؐ است
در سر ما ہمیشہ خیال محمد است

آفتاب عاشقان ماهتاب دلبران
ور دمندم ستم جو من گرفته ت و پ
ل و ب بر لب بنهاده باشد تا سحر
نقل خواهم از لبانت بوسه ده

غزل سعدی علیه الرحمة

زلف و خال و خطت گویم اسم خوبان
بد در خال و خطت
قدا دور کو بیت
هم از تو میخواهند
بده تو سعدی را

قبله آزادگانی ای صنم یار و رخ
ت و لب آمیزگار من مرا در عشق تو
ام دی و ریش باشد بسته باشد دور
شاعران بسیار گفته شعرهای پر رنگ

۱ بنفشه ۲ سنبل و ۳ ریحان
اشکسته ۲ بسته ۳ حیران
اقبا د ۲ قیصر و ۳ نعمان
انواله ۲ ناله و ۳ افغان
بحق سید کونین جمله اصحابان

در میان روی رخ اندر کشیدی خط
دارد در دم تو داری میان ل و ب
ای نگار اگر تو مارا یک شبی مهمان کنی
کس نگفته شعر همچون س و ع و د و ی

مبالغهٔ شاعر

ستم رسول یعنی پیغمبر شعرا
کلام من همه وحی همچو زلف ژولیده

خواب خواجه حافظ

پروردگار تازه سخن در جهان منم
ای سعدی چه لاف فضولی چه میزنی
کس نگفته ام شعر تازه ام ترا
دعوی پیمبری تو ولی چه میکنی
اسند شد ز من آن گروه اذر بیکران
خنده زد و در بارش آسمان

اشعار متفرقات در صنائع و معمات و لطائف و چیستانها وغیره

قدالیبس من سهم دلا نقط علی امری
از دو حرف علی عالی جاه
نام بت من ز غایت لطف
جاے تو این نیست بالاتر نشین

مثمثا شکلنقشیجیپی

دارم آرام ز دل در دو روا
نا وشنه غمزه راند در دل
پریره د سے چو اذ لم بود بسیار
محمد سرور سردار عالم
در عدم گرد و سراسر در دیا

قادر جهان بکن آسمان کان بیغر بی
صنعت بینه اگر دانی
آبی ست میان گل چکیده
نام یارم سه حرف دان و سه پنج

سهیلهنتشهجیپی

پیش شفقت ز بیب جنت
زخمش در خون نشاند در دل
لا اله الا الله محمد رسول الله
لا د و ا د ا و د لم در د ا لم
حاصل ار گردد وصال او مرا

از دو سیم محمد عربی
نام قاسم بر آر خوش ناگاه
از میان بر خیز ای سر دوران
هر یکے در حساب پنجه و پنج
داغ در درد آورده دل را
نیظن نقیض زیب جنت
بر سر کعبه سیم بود بسیار
محمد احمد و محمود عالم
گر درم سوده سر در آرام هم
بمشکل رقعه از امیر خسرو دهلوی

چیستان

بیت	جواب	بیت	جواب	بیت
بے نمک دیدم نے جو خورد نہ گندم	قلم	آبی خورد نہ دریا فیضش بسد بمردم	چشم	چیست آن گل کہ در چمن نبود
یاسمین شکل یاسمن نبود		بشگفد روز و شب شود غنچہ		قائل این بغیر من نبود
رود تا آسمان در پیش دیدہ	نگاہ	ولیکن ہیچکس اورا ندیدہ	ترازو	یکے اسپے عجب دیدم کہ شش پا و دو سم دارد
عجائب جانور دیدم میان پشت دم دارد		تر دماغی خوش مذاقی سبز پوش	تربز	ہر کہ او را نیش زد او دا دو نوشش
چہ چیز ست آنکہ باشد گرد غلطان	خربزہ	دو نام از زندہ دارد لیک بیجان		خر آن باشد کہ این معنی نفہمد
ز بز کمتر بود آن مرد نادان		آن چیست کہ از برگ نباہی دارد		جامہ سیہ و سبز کلاہے دارد
سرش ببرند پہلویش چاک کنند		من در عجبم این چہ گناہی دارد	بادنجان	عجب دیدم دو شوہر یک نسائی
میان ہر دو شوہر خوش وفائی	رنائی	ولیکن ہر دو شوہر زادہ زن		روا باشد بہر مذہب نکاحی
آن چیست کہ مانند پری نازکند	پتنگ	بے پر بپرد بے دہن آواز کند	مشعل	صوفی صوف پوش پر مایہ
یک دو کرد و دو صد خایہ		صاحب من بگو چہ چیزست آن	قسم	مادرش در شکم پسر بکان
چیست آن یکدرخت شاخ چہار	چوسر	میوہ بر شاخ رنگ رنگ بہار		گاہ باشد کہ آن شود پختہ
پختہ را خام می کند ہشیار		چیست آن جانور صد انگشتان	خنازپا	پاے دہ دارد و ہشت روان
پنج سر دارد و چہارش جان		این عجائب کہ دیدہ ام بجہان		چیست آن گنبد کہ دارد دو منار
درمیان ہر منارش خفتہ مار		قوت آن مار از آن گنبد بود	ذکر	وقت خفتیدن در آرد انتشار
نہنگی ہست اندر قعر دریا	چراغ	گرفتہ در دہان یک دانہ گوہر		عجب آنست کو را خود شکم نیست
ولیکن میخورد دریا سراسر		گلی دیدم کہ او بیخار باشد	قل	ہم از بوے نہ از گلزار باشد
نہ او را کس خرد نی کس فروشد		ولے بر تختہ بازار باشد		زاغ و قاز و تدرو و طوطی را
دوش دیدم بمجلس احباب	پان	در گرفتیم و در قفس کردیم		کشت این چار مرغ یک سرخاب
حوضی کہ دران ہوی نگنجد بمیان		نوشند از ان آب ہمہ جانوران	پستان	سے جانوران کہ بر ہوا مے پرند
اسپ شتر و پیل و گراز میان		چیست آن لعبتی کہ جانش نیست	ابر	خندہ میکند دہانش نیست

گریہ ہا میکنند ارو چشم		سخنہا میکند زبانش نیست		یکے مرغ دیدم نہ پا و نہ پر
نہ از شکم مادر نہ پشت پدر	نکر	نہ بر آسمان و نہ زیر زمین		ہمیشہ خورد گوشت آدمی
لگ لگ کہون تو نا لگے	لب	اور بن کہے لگ جاسے	نہرنی	ہاتھ لیے وسُ دسُ کو کاٹے
پیاسی ہو کر ٹھہر جاٹے		دھیری تیری کن بھرائے رسیس چلی ہوے	مور	سونارسی جب ہاتھ مین آئے بچھڑے ہی ہوے
یالا تھا تو سبکو بھایا	دریا	بڑا ہوا تو کام نہ آیا		مین کہدیا اس کا ناؤن
ارتھ کھویا چھوڑو گاؤن		چیست آن از دہان و سر دارد		گز دو سوراخ سر بدر آرد
ہر کہ بگشود این معمارا	ازاربند	دائم از عاشقی خبر دارد	دبان	چار کس با چار کس کردند جنگ
رنگ آن پر خون شود بنو رود رنگ		رنگش چو رنگ زعفران	پاپڑ	پریان چو جان عاشقان

یاد ارد دبیر ہم بدان جانان من گو چیست آن

قطعات تاریخ از منشی اجی بلگرامی

احمد مختار چون ای دوستان
احمدِ پاک آہ دنیا را گذاشت
گفتند جہانیان کہ گردید
جاہد عدل رفت از عالم
ہاتفم سال رحلتش از غیب
ملایک از خلائق سوے خالق
چون بحکم خدا امام حسنؑ
رحلتش کرد ملک را بے سر
گفت سال شہادتش ہر یک
آہ بیرون آمدہ از اسم ذات
ہشتاد گفت تاریخ شاہ مسکینی

عازم عقبی شد و دنیا گذاشت
شد عازم خلد چون بہ تصدیق
صدیق جہان ز سوی عالم
گر دو چون روح حضرت عثمانؓ
گفت بے آب شد وجود حیا
رقم کردند سال انتقالش
زین سرا سے سہ پنج کرد سفر
بر سر حضرت امام حسینؑ
کہ شد از فوت او ملک بیدل
آندم کہ بر حسینا تیغ جفا کشیدند
سر وین را برید بے دینی

گفت سال رحلتش ہاتف از غیب
صدیق ازین جہان بر عسیم
بر زبانم گذشت تاریخش
عزم دار البقا زد ار فنا
رسانیدند چون روح علیؑ را
ز فوتش بے سر و پا شد خلائق
سال فوتش بچشم تر گفتم
چون روان گشت خنجر قاتل
من چہ گویم کربلا را واقعات
روح الامین بگفتا قلب نبی بریدند
سال ہفتاد و بو حنیفہ بزاد

ور جهان دا و علم فقه بداو
امام فاضل و عالم محمد ادریس
وفات یافت ز هجرت دویست بود چهار
وفات مولانا جامی کاشف اسرار
ز خاصان بود ازان تاریخ شد خاص
وفات ٹیپو سلطان شمشیر گم شد
ز زخم اهل بدعت شد جگر شق
یکے ز اهل ارادت این گهر سفت
گذشت از دار دنیا مظهر کل
طبع من چون الم کشید کمال
برگشته بود در همه هندوستان علو
تاریخ رحلتش بدر آورد مصحفی
که او بهار سخن بود حاسد بش بے
آن مخزن علم دین که تا مسند
شد عازم خلد روح اطهر
چون باشعراسن وفاتش
دریاے شریعت پیمبر
ازین دار الفنا تشریف فرما
ریاض شرع بے رونق شدی آه
روح قدسش بعرش گفته آه
که نجم وزارت برادختم بود

سال عمرش رسید تا هشتاد و
که در فنون شریعت کسی نبودش یار
سفینش کامل و عاشق تو لد
وفات خواجه رح خاک مصلا
وفات خواجه بنده نواز مخدوم دین ورز
وفات فردوسی میوهٔ فردوس
مرم بود کز دار المشقت
که فائق سال تاریخش توان گفت
از وفاتش دلم بسوخت چو شمع
گفت تاریخ سوز سوخت دلم
ناگه چو در نوشت بساط حیات را
سودا کجا و آن سخن دلفریب او
چو کردم سال فاتش ز دل طلب منت
عبد العلیش به هفت کشور
شد ماتم او چنان که گردید
پرسید کسی بدیدهٔ تر
دردریاے علمیت مبین کو
سوی دار البقا گردید هرگاه
ٹیپو سلطان بملک برتر شد
نسل حیدر شهید اکبر شد
زمانیکه رفت از تنش جان پاک

در صد و پنجه اش وفات افتاد
ولادتش صد و پنجاه عمر پنجه و چار
وصالش دان و معشوق الٰهی
وفات امیر خسرو دهلوی طوطی شیرین مقال
وفات مخدوم صاحب جنة الفردوس
چو مرزا جان و جانان مظهر حق
شهادت برد و را سوی جنت
بانذک فکر گفتم بے تامل
سوز الفتش بود چون با آب و گلم
مرزا رفیع آنکه ز اشعار هندیش
سودا گردید بد فنش ز قضا خاک لکهنو
رفیع مرتبت ملک شاعری سودا
بگفت گوهر هستی یتیم شه سهسهی
هرگاه که از تنش سبا گاه
برپا همه جا فغان محشر
گفتند تهی شده زیک ور
شه ملک شریعت بود دوالله
خرد گفتا که از سال وفاتش
حاضر مجلس پیمبر شد
سعادت علیخان دا الا گهر
مرا فکر تاریخ او در نمود

دلالہ یاب چون رفت برلب گذشت
افگندہ بخلق آہ و زاری
چون بوقت کسوف ناصر جنگ
قرص خورشید در سیاہی شد
شد بسیر و باز فوت نواب وزیر
برایوالنش انا فتحنا نوشست
چہ محرابی سجود خاص و عام ست
خوانند باوضو ہمہ اشخاص فاتحہ
شد فدا در مسجد اللہ اکبر یار جنگ
شد زین عابدین وگذشتہ لکائنات
فائت دوگانہ کرد بمحراب ادادا
پس از والد برسم حق پرستان
سپلتاریخ آن بیت المقدس
کہ تاریخ بنا ے دست تاریخ
مسجد قبرستان بمبئی رحمۃ اللہ

کہ گوی سعادت زگیتی ربود
یکبار رسید نز بے سر دیا
از جہان سوے خلد راہی شد
تاریخ وفات آصف عالیشان
عیش و اکرام بخشش و امن و امان
کرد تعمیر سبط پیغمبر
فلک گفتا کہ این بیت الحرام ست
زین مصرعہ عجائب یاریخ راخوان
مسجد جامع بمبئی جہاز آخر شد
تعمیر کرد برلب دریا چو در ثمور
تاریخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوٰۃ
بنا این مسجد عالی نمودند
نشستم چون بمحراب مقرنس
سر آبی درین تاریخ بنگر
بارک اللہ حوض بہ پاکیزہ زیبا ہے بنا

روزی کہ وفات ناصر جنگ
فیاضی و خیر و برد باری
برزبانم گذشت بے سازش
جیستم چو از خرد چنین کرد بیان
بنا کرد مسجد بجاے کنشت
چاہ زمزم ز چشمۂ کوثر
بر روح پاک میر نظام علی مدام
مستوجب بہشت باخلاص فاتحہ
آن سید زمانہ کہ نام شریف او
گردون شکوہ مسجد عالی بے بنجات
چو فرزندان زین العابدین خان
در رحمت بروے خود کشودند
شنیدم فائق از خورشید مریخ
بود جاوید فیض عام اکبر

تمت بالخیر

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
گلدستہ ریاض جہاں دیدہ بہار یعنی مجموعہ خیالات شاعران و سخنوران نامدار جادو تقریر
چمن بے نظیر

حصّہ دوم چمن بے نظیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خازن گنجینۂ گنج عظیم

توحید باری تعالیٰ عزاسمہ

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ

مقدور ہمین کب ترے وصفون کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گذر ہووے تعقل کے قدم کا

بستے ہین ترے سایہ مین سب شیخ و برہمن
آباد ہے تجھسے ہی تو گھر دیر و حرم کا

ہے خوف اگر جی مین تو ہے تیرے غضب سے
ہر دل مین بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر مین عرصہ کوئی دم کا

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

مقدور کسکو حمد خدا اے جلیل کا
اس جا پہ بے زبان ہے دہن قال و قیل کا

پانی مین اُسنے راہبری کی کلیم کی
آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا

اُس کی مدد سے فوج ابابیل نے کیا
لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا

پھرتا ہے اُسکے حکم سے گردون یہ رات دن
چلتا ہے یان عمل کوئی جر ثقیل کا

پیدا کیا وہ اُسنے بشر عوج بن عنق
پل جسکی ساق پا سے بنا رود نیل کا

بلوایا اپنے دوست کو اُسنے وہان جہان
مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا

کیا پائے کنہ ذات کی اُسکے کوئی ظفر
وان عقل کا ہے دخل نہ ہرگز دلیل کا

غزل یقین علیہ الرحمۃ

کون کر سکتا ہے اس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان مین جسکی پیمبر کی ثنا

سربراہ اس منہ سے ہو سکتی ہی کب نعت رسول
یا ابوبکر و عمر رض عثمان و حیدر کی ثنا

یہ زبان قابل ہے کب اسبات کی جو کیجیے
حضرت زہرا کی اور شبیر و شبر کی ثنا

نام احمد کا مجھے انصاف سے لینا نہین
کی ہے ساری عمر ترکان ستمگر کی ثنا

جون نماز اپنے پہ شام و صبح لازم کر یقین
حضرت اُستاد یعنے شاہ مظہر کی ثنا

غزل میر تقی

کیا مستعار حسن سے اُس کے جو نور تھا
خورشید مین بھی اس ہی کا ذرا ظہور تھا

ہنگام گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالے سے شور نشور تھا

پہونچا جو آپکو تو مین پہونچا خدا کے تئین
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

مجلس مین رات ایک ترے پرتوے بغیر
کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بے حضور تھا

منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا
اس رند کی بھی رات گذر گئی جو عور تھا

ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے سپہر
اُس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

غزل میرزا رفیع السودا

مقدور نہین اُسکی تجلی کے بیان کا
چون شمع سراپا ہوا گر حرف زبان کا

پردے کو تعین کے در دل سے اُٹھاؤ
کھلتا ہے ابھی پل مین طلسمات جہان کا

ٹک دیکھ صنم خانۂ عشق آن کے اے شیخ
چون شمع سحر رنگ جھمکتا ہے بتان کا

اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن
جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن نہین خواہان کوئی وان جنس گران کا

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کی سنے تو
مضمون یہی ہے جرس دل کی فغان کا

ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ
دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا

غزل سوز

جز شکر قلم صفحہ پہ خلاق جہان کا
چاہے جو کرے وصف تو منھ کیا ہے زبان کا

پہونچے ہی خیال اُسکے کوئی وصف تلک اپنا
وان دخل فرشتے کے نہین وہم و گمان کا

یک نسخہ نویس اُسکے مطب کا ہے مسیحا
ہے علم مداوا کے اسے سود و زیان کا

اے شخص کسی کا ذہن ایسا نہین جس سے
چھوٹے اُسکے ادا شکر ہو بخشندۂ جان کا

ہر موبہ تن خلقتِ خاکی جو زبان ہو
مقدور کسے ہے ترے احسان کے بیان کا

غزل جرأت

نالۂ موزون سے مصرع آہ کا چسپان ہوا
زور یہ پر درد اپنا مطلع دیوان ہوا

جسنے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا
فی الحقیقت بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہوا

کاش دل بھی چشم تک آنے نپایا طفل اشک
رفتہ رفتہ اب تو یہ لڑکا کوئی طوفان ہوا

آسکے جو مرقد پہ میرے سو گذر ہو گئے
خاک ہو کر بھی غبار خاطر یاران ہوا

اشک رنگین نے جو اپنے کر دیا یان فرش گل — رشک صد گلشن ہمارا گوشۂ زندان ہوا
گرچہ ہر قالب مین جرأت صورتین ڈھلتی رہین — پر بنا جو درد کا انسان وہی انسان ہوا

غزل انشا

صنا برب کریم یان تجھے ہین ہر ایک یہ مبتلا — کہ اگر الست بربکم تو ابھی کہے تو کہین بلےٰ
ہوس جمال حبیب ہو تجھے کچھ دلا تو کلیم وش — نہ وہ لن ترانی ادھر کی سن ارنی ہی کہنے پہ جی چلا
وہ جو محو دشت نظارہ ہین یہی آہ بھر کے کہین ہین وہ — کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل طور جلا دیا
مجھے عربی تو دے دو سہ جام بادہ اور بھی — کہ نہ سوجھے سکر مین ساقیا مجھے کچھ جہان کا برا بھلا
یہ روان ساقی کوثر اسر خم کو پیر مغان بلا — سبھی اہل حیدر کو سے پلا کہ تو شیخ و شاب کو دے صلا
یہ جو کہتے کعبہ مین ہے سہے فقط سو غلط ہے محض اسی نمط — جدھر آنکھ اٹھا کے نظر کرون نظر آوے مجکو وہ برملا
تجھے انشا اور تو کیا کہون جہان مین کوئی بھی فرق ہی — جو خدا کے نور سے پر نہو کہ محال دہر مین ہے خلا

غزل ناسخ

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا — طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا
کوئی مضمون اگر لکھتا ہون اس حال پریشان کا — کبھی بندھتا نہ شیرازہ مرے اوراق دیوان کا
چمکنا برق کا لازم پڑا ہے آب باران مین — تصور چاہیے رونے مین اسکے روے خندان کا
کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین — تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا
تصور مین حضور آنکھون کے جو اک ماہ رہتا ہے — مرے زندان مین عالم ہوگیا یوسف کے زندان کا
کسی خورشید رو کے جذب دل نے آج کھینچا ہے — کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیابان کا
یہ عشق ایسی بلا ہے جسکے نام کی دولت — درختون کو سکھاتا ہے لپٹنا عشق پیچان کا
دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اس پریرو نے — گمان ہے تختۂ تابوت پر تخت سلیمان کا
وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی خاطر مین سمایا ہے — کہ اک گوشہ ہے صحراے قیامت جسکے دامان کا
اثر بعد از فنا میرے سیہ قلبی کا باقی ہے — ہوا ابر خاک انداز اپنی ہے دود پریشان کا

تہ شمشیر قاتل کس قدر بشاش تھا ناسخ
کہ عالم ہر دہان زخم پر ہے لوٹے خندان کا

غزل جوان

دیکھ داغ عشق دل مین فکر نے حیران کیا
ہمنے وہ خورشید تابان مطلع دیوان کیا

سوز ہے سینہ مین سکا مین نے ابراہیم پر
آتش نمرود لالہ دور نافرمان کیا

کشتہ مین اس تیغ کا ہون جسپر اسماعیل نے
جانکر عید آپ کو کس شوق سے قربان کیا

گرمی بازار حسن اسکی مہ کنعان نے دیکھ
سود سودا جانکر یوسف نے نقد جان کیا

کوئی بیخود کوئی دیوانہ کوئی مجذوب ہے
عشق نے اسکے برنگ عالم امکان کیا

ہے عیان ہر شے مین تو ہی حیرت اے برق نگار
متصل جلوہ دکھا کیون آپ کو پنہان کیا

خون بہا دل کا مری اس چشم گوہر بار نے
پنجہ مژگان کو رشک پنجۂ مژگان کیا

وجہ حیرانی کہون تجھسے کہ کیا ہے عکس یار
میرے اس آئینہ دل نے مجھے حیران کیا

شیخ اپنی پاکدامانی کو تہ کر رکھ مجھے
ساقی دوران نے مست بادۂ عرفان کیا

جا خدا کو مان ہر دم بحث کر لو ہو بہ پی
مشرب اپنا بادہ خواری کا تو بین ہان کیا

اے جوان تو عندلیب گلشن توحید ہے
کیون برنگ گل گریبان چاک تا دامان کیا

غزل ولی موجد شعر ہندی

کہتا ہون ترے نام کو مین ورد زبان کا
کہتا ہون ترے شکر کو عنوان بیان کا

جس گرد اوپر پانون رکھین تیرے رسولان
اس گرد کو مین کحل کرون دیدۂ جان کا

مجھ صدق طرف عدل سے اے اہل حیا دیکھ
تجھ علم کے چہرے پہ نہین رنگ گمان کا

ہر ذرہ عالم مین ہے خورشید حقیقی
یون پوچھ کے بلبل سے ہر اک غنچہ دہان کا

کیا بیم ہے آفات قیامت سیتی اسکو
کھایا جو کوئی تیر تجھ ابروے کمان کا

جاری ہوئے انکھون سے مرے سبزۂ خط دیکھ
اے خضر قدم سیر کر اس آب روان کا

کہتا ہے ولی دل سیتی یہ مصرعۂ رنگین
ہے یاد تری مجکو سبب راحت جان کا

غزل سراج

نام تیرا اے خدا فہرست ہے دیوان کا
ہے زبان کا ورد خاصہ اور وظیفہ جان کا

جیو سے سیتھے وجہ ربک کی سدا سمرن کو پھیر
ورد کر من سے خیال من علیہا فان کا

یا محمد تجھ کرم سون ہون سدا امیدوار
لکھ دکھا ایمان کا اور بھید کہہ انسان کا

کر شراب شوق سے بیہوش مجکو یا حبیب
دے مجھے بھر کر پیالہ نشۂ عرفان کا

تو احد ہے نام تیرا احمدِ بے میم ہے
زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورق قرآن کا

جان جاسے بن نہین ہے جان جانان کا خیال
سر کو وہ پایا جو سرشاری ہے اس میدان کا

اے سراج اپنی خودی کو بیخودی مین محو کر
شغل جاری رکھ ہر اک دم مین ہو الرحمان کا

غزل عاشقی

اللہ ری قدرت تری اور اسکا تماشا
کیا چین ہے کیا لطف ہے کیا عیش اہا ہا

اے گلشن دنیا ترے قربان گیا مین
تونے تو عجب طرح کا ہے رنگ دکھایا

ہے آئینۂ مظہر حق تو ہی تو اے اللہ
برعکس سمجھتے ہین جو ہین کہتے بری جا

آباد کیا خانۂ دل عیش و طرب نے
اور غم کے تئین ہمسے بہت دور بھگایا

عاشق ہون تمہے نام کا مین دل سے کہ تو نے
ہر رنگ مین ہے جلوہ معشوق دکھایا

غزل شادان

چہرہ اُسکا کیا کہون مین ہے وہ شعلہ طور کا
مین تو عاشق ہون اسی معشوق رشک حور کا

نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا
کچھ تو اے موسیٰ کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

نحن اقرب کہہ گئے قرآن کی آیت جبرئیل
ہے ترے نزدیک اندیشہ نکر نا دور کا

جسکے پیتے ہی خمار آنکھون مین اپنی آگیا
جرعہ دیتا ہے نشان خوشترِ اس انگور کا

خوش نہین آتا ہے مجکو راگ سننا غیر کا
کان مین نغمہ بھرا ہے بس اسی طنبور کا

پا بگل ہے سرو جسکی خوش خرامی دیکھکر
مین ہون دیوانہ اسی کی نرگس مخمور کا

اُسکے آنیکی خبر سن کیون نہ شادان شاد ہو
آج ہے کچھ اور ہی عالم دل مسرور کا

غزل کنور

تقریر کرے وصف جو خلاق جہان کا
مقدور کہان نطق کو منھ کیا ہے زبان کا

خارج ہے تخیل سے توہم سے گمان سے
ذات اُسکی جو واقف ہے سب اسرار نہان کا

حامد ہے سبھی ذرے سے خورشید تک اُسکے
حقا کہ خداوند ہے وہ کون و مکان کا

ادراک کو درگاہ تلک اُس کی نہین بار
قاصر ہے یہان تدرکہ ہر خرد و کلان کا

ممکن نہین ٹک اُسکی تجلی کا بیان ہو
اس جا ہے تعقل کا گذارا نہ گمان کا

ہر رنگ مین ہے جلوہ کنان رنگ اسی کا
ناحق ہے تناقض حرم و دیر مغان کا

رہتا نہین دائم کنور اک طرز پہ عالم
گذری جو بہاران وہی موسم ہے خزان کا

غزل میر تقی در نعت حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

جلوہ نہین ہے نظم مین حسن قبول کا
دیوان مین شعر گر نہین نعت رسول کا

حق کی طلب ہے کچھ تو محمد پرست ہو
ایسا وسیلہ ہے یہ خدا کے وصول کا

مطلوب ہے زمان و مکان و جہان سے
محبوب ہے خدا کا فلک کا عقول کا

احمد کو جسنے جان رکھا ہے وہی احد
مذہب کچھ اور ہو گا کسی بوالفضول کا

جن مردمان کو آنکھین دی یان ہین خدانے دے
سرمہ کرین ہین رہ کی تری خاک و دھول کا

مقصود ہے علی کا ولی کا سبھی کا تو — ہے قصد سبکو تیری رضا کے حصول کا

غزل سودا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا — موسیٰ نہین جو سیر کرون کوہ طور کا
پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ — جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا
بلکیس یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہے — ہووے نہ مجکو پاس جو تیرے حضور کا
توڑون کوئی مرے تو جلے اسپہ دل مرا — گویا یہ ہے چراغ غریبان کے گور کا
ہمتو قفس مین آنکے خاموش ہو رہے — اے ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا
ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر — دے بسمہ پوش ہوکے تو ساغر بلور کا

سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو
آوازۂ دہل ہے خوش آیندہ دور کا

غزل انشا

اے عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھالا — قم خذ بیدی وفقک اللہ تعالیٰ
ہے تجھکو جنون کی قسم اے جذب محبت — اُس نور تجلی کی جھلک مجھکو دکھالا
اتنا تو پھرا اوی دحشت مین ترے مین — ہر پاے نظر مین ہی پڑا اشک کا چھالا
سوجھی ہے مجھے عالم اطلاق کی منزل — الفت نے جو تقلید کے جھگڑے سے نکالا
ہر چند کہ عاصی ہون پہ امت مین ہون اُسکی — جسکا ہے قدم عرش معلی سے بھی بالا
مولاے جہان رہبر عشاق محمد — صد عقدۂ مشکل کا مرے کھولنے والا
امید مجھے ساقی کوثر سے ہے جس کے — ہے جام تولا سے مرا نشہ دوبالا
قنبر کو کرے حکم کہ جلدی سے خبر لے — انشا ہے غلامون مین مرے اُسکو چھڑالا
زنہار نہ پہونچے کہین آسیب جہنم — اولاد علی کے اُسے سایہ مین بلالا

سب اُسکے تصدق سے حسین ابن علی کے
بخشا کے عفو اپنے سے تو جرم و خطا لا

غزل جرأت

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کرے بندہ گر اُسکی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

گروہِ انبیا مین وہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اُسکے لقب کسکو ملا ہے مصطفائی کا

دلیل اُسکی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے جرأت
کہ تھا سایہ نہ اُس محبوب ذات کبریائی کا

قطعہ قاسم

جہان مین آن کر یار و زمین آسمان دیکھا
وہی آیا نظر ہمکو غرض ہمنے جہان دیکھا

تمنا ہے یہی قاسم کہے یون خلق بعد اپنے
جہان سے کس مزے سے یہ محمد کو اُٹھا دیکھا

غزل رافت

ہر نام پاک یہ ہے تعویذ میرے جی کا
صدیقؓ کا عمرؓ کا عثمانؓ کا علیؑ کا

یہ نقش ہو مرصع جسکے نگین دل پر
چارون طرف نہ سکے کیونکر ہو پھر اسی کا

سایہ ہو جن پہ اُنکا اُنکو نہین خطر ہے
کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو کا نہ پری کا

رافت بچار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا
گر تجھپہ کھل گیا ہے عقدہ رہ وارہی کا

غزل مومن

قابو مین نہین ہے دل کم حوصلہ اپنا
اس جور پہ بھی حب کرتے ہین تجھسے گلہ اپنا

لبیک حرم ہم ہین نہ ناقوس کلیسا
پھر شیخ و برہمن مین ہے کیون غلغلہ اپنا

لیجاتے ہین اغیار نکل آتے ہین باہر
زنجیر در یار ہے یا سلسلہ اپنا

تھے دشت مین ہمراہ مرے آبلہ چند
سو آپ ہی پامال کیا قافلہ اپنا

اس حال کو پہونچے ترے نقصے کو کہ اب ہم
راضی ہین کہ اعدا ہی کرین فیصلہ اپنا

زندہ نہ ہوا ہائے دل مردہ اگرچہ
تھا شور قیامت سے فزون ولولہ اپنا

صورت وہی عظمت وہی گردش وہی گیتی
حیران ہے کہ یہ خرچ ہے یا آبلہ اپنا

انصاف کے خواہان ہین نہین طالب زر ہم
تحسین سخن فہم ہے مومن صلا اپنا

غزل ذوق

شوق نظارہ ہے جب سے اس رخ پر نور کا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

گر لکھون مضمون اپنے نالۂ پر شور کا
لون صریر خامہ سے مین کام بانگ صور کا

نزع مین بھی دھیان تھا اس نرگس مخمور کا
مجکو شربت مین مزہ آیا مے انگور کا

تیرے کوچہ مین تن لاغر ترے رنجور کا
اک غبار ناتوان ہے کاروان مور کا

باندھون مین مضمون جو اپنی شور بختی کا کوئی
ہو زمین شعر مین عالم زمین شور کا

تیرے قامت سے جو ہو برپا قیامت سرو پر
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

تفتہ دل وہ ہون کہ میرے داغ سوزان کیلیے
گرمی مرہم سے اڑ جاوے اثر کافور کا

حق تو یون ہے یہ انانیت عجب غماز ہے
قصہ پہنچایا زبان دار پر منصور کا

عشق کے مکتب مین ہو فرہاد سب سے تیز ذہن
تین دن چاٹے اگر تعویذ میری گور کا

جھانکتے تھے وہ ہمین جس روزن دیوار سے
وا ہے قسمت ہو اسی روزن مین گھر زنبور کا

دفن ہے جس جا پہ کشتہ سرد مہری کا تری
بیشتر ہوتا ہے پیدا اون شجر کافور کا

دل بے وحشت ابتلک بھی شاخ آہو کیطرح
پیچ رکھتا ہے وھان میرے چراغ گور کا

دیکھنا زہراب پیکان محبت کا اثر
چشم افعی بنگیا روزن مرے ناسور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک مین
ہے در تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

غزل معروف

جبتک کہ مین جیتا ہون طلبگار رہون تیرا
تو بیچ بھی ڈالے تو خریدار ہون تیرا

ظاہر مین حضوری سے تری گرچہ ہون غائب
پوشیدہ و لے محرم اسرار ہون تیرا

سو بار مین اس روز کے قربان ہون ہر بار
جس روز کہ قربان مین یکبار ہون تیرا

چون نقش قدم وارسے ہے کیونکہ مری چشم
حیرت زدۂ جلوۂ رفتار ہون تیرا

سایہ کی طرح جا لے اپنے مجھے ہمراہ
تو یار مرا ہو نہ ہو مین یار ہون تیرا

اظہار محبت تو ہوا واتھی مجھ سے
جو چاہے سو کر مجکو گنہگار ہون تیرا

کس شکل سے عالم کو نہو میرا تماشا
مین محو تماشا سر بازار ہون تیرا

مرحم کا وہ خواہان ہو جو ہو تیغ کا گھائل
اے ابروے جانان مین دل افگار ہون تیرا

جوئندۂ یابندہ ہے معروف جہا نمین
جبتک کہ مین جیتا ہون طلبگار ہون تیرا

غزل اثیم

جو کہ دریا ے محبت کا شناور ہو گا
بے بہا خلق کی آنکھون مین وہ گوہر ہو گا

وصل مہرو ہمین کب دیکھین میسر ہو گا
کب مرا خانۂ تاریک منور ہو گا

چشم نرگس سے تو رخسارہ گل تر ہو گا
رشک سنبل ترا گیسوے معنبر ہو گا

دم خنجر مین اگر اس کے دم عیسی ہے
خضر کیونکر نہ بھلا کشتۂ خنجر ہو گا

یاد مین ماہ رخون کے دل سوزان سے مے
جو شرر آہ کا نکلے گا سو اختر ہو گا

پاے بت سے نہ اٹھا سر تو ہوا مجکو یقین
کسی محبوب کی چوکھٹ کا یہ پتھر ہو گا

دیکھ اس دست حنائی کو منجم نے کہا
خون عشاق کا ان ہاتھون سے اکثر ہو گا

دیکھ لے اُسکو رگ جان مین لگا کر فصاد
خون سے میرے کبھی تر ترا نشتر ہو گا

یار کے پاس جو نامہ مرا پہونچا دے گا
مجھپہ احسان بہت تیرا کبوتر ہو گا

تیغ ابرو سے کیا ہے مجھے کافر نے شہید
یہی کہتا ہوا اٹھون گا جو محشر ہو گا

طالع بد نے چھڑایا ہے اثیم اب اس سے
پھر بھی مل لین گے اگر وصل مقدر ہو گا

وہ صنم جب کہ بادیدۂ حیران مین آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان مین آ

یار دیتا نہین گر رخصت گلگشت چمن
اے چمن زار حیا دل کے گلستان مین آ

دیکھ اے اہل نظر سبزۂ خط مین لب لعل
رنگ یاقوت چھپا ہے خطِ ریحان مین آ

حسن تھا پردۂ تجرید مین سب سے آزاد
طالب عشق ہوا صورت انسان مین آ

حاکم وقت ہے تجھ گھر مین رقیب بد خو
دیو مختار ہوا ملک سلیمان مین آ

بسکہ مجھ حال سے ہمرہ ہے پریشانی مین
درد کہتی ہے مرا زلف ترے کان مین آ

غم سے تیرے ہے ترحم کا محل حال ولی
ظلم کو چھوڑ سجن شیوۂ احسان مین آ

غزل نصیر

دلکو اے شاہد معنی جو مصفا کرتا
تو اس آئینہ مین صورت تری دیکھا کرتا

دست پُر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا
پنجۂ مہر کا کیا منھ ہے جو پنجا کرتا

نہ بہاتا جو سرشک آنکھ سے تو کیا کرتا
بند کوزے مین بھلا کیونکہ نہ دریا کرتا

مے پرستی جو وہ مہ پارا ہمارا کرتا
جام خورشید کو اور چرخ کو مینا کرتا

مژۂ تر سے مرے اسنے نہ کی ہمچشمی
ورنہ پانی سے رگ ابر کو پتلا کرتا

دیکھتا تاب فلک گر ترے رخسارے کی
تو شب و روز مہ و مہر کو دو را کرتا

جام مے ساقی کمظرف نے بھر کر نہ دیا
ورنہ پا سے خم میخانہ نہ لوٹا کرتا

چشم حیران سے تجھے آتش دل یار دکھاک
ابر تصویر سے پانی نہین برسا کرتا

آتش عشق کے شعلے کو یہ بھبڑکا تا ہے
پر پروانہ نہین شمع کو پنکھا کرتا

گر نہ ہوتی طلب بوسہ تو زلفون سے ترے
جنس دل کا نہ گلے پڑ کے مین سودا کرتا

ساتھ اشکون کے نہ خون ہوکے بہا دل ورنہ
صورت ایک اور ہی پیدا یہ پھپھولا کرتا

کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم حیا
یہ فسونگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا

غزل ظفر شاہ دہلی

کشتہ ہون کسکے طرۂ عنبر شمیم کا
گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا
خوشبو ہے میری خاک سے دامن نسیم کا
کیا دل لگے ہے تیری گلی کے مقیم کا
دولت سے عشق کے مرا ہر قطرہ سرشک
تکمہ ہے میری جیب مین در یتیم کا
دکھلا ئین سوزش دل بیتاب ہم اگر
کانپ اٹھے شعلہ خوف سے نار جحیم کا
آتی ہین یاد ہجر کی ہمکو اذیتین
واعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا
آنکھون مین اپنے نور اسی سے ہے اے ظفر
یہ مردمک ہے سایہ محمد کے میم کا

غزل رمز

دل مرے سینے مین یہ کوئی ستم پیدا ہوا
جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اسکے غم پیدا ہوا
دل مین آتی ہے نظر اپنے مجھے تصویر یار
کیا تماشہ ہے کہ کعبہ مین صنم پیدا ہوا
مجھسے کی پیدا ردنے پہلو تہی جس روز سے
درد پہلو مین ہمارے دمبدم پیدا ہوا
دیکھتے ہین سارے عالم کا تماشہ دل مین ہم
ساغر دل اپنا رشک جام جم پیدا ہوا
اپنی صورت آئینہ مین دیکھکر کہتا ہے وہ
کوئی دنیا مین حسین مجسا بھی کم پیدا ہوا
ہے مرا سینہ کہ یارب کوئی وار ضرب عشق
داغ جو پیدا ہوا اشکل درم پیدا ہوا
مین وہ مجنون ہون کہ جسکے باغ جنت مین بھی رمز
خار صحرا اسے جنون زیر قدم پیدا ہوا

غزل خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا
رات مجلس مین ترے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منھ پہ جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا
ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
مین نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا
باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
وہان پہونچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا
پرورش غم کی ترے ہاے صنم کر دیکھا
کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور نہ تھا
محتسب آج ترے ہاتھون سے میخانے مین
دل نہ تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا

وردسکے ملنے سے اے یار برا کیون مانا اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

غزل احسان

سنگ بیقدری سے دل میرا جو یکسر توڑا مول اس لعل کا تونے بہت کافر توڑا
تیری دیوار سے سر اپنا سراسر توڑا نخل الفت سے ثمر ہمنے یہ دلبر توڑا
دل صد چاک کی پوچھی خبر اس سے تو آہ گل صد برگ مرے سامنے لاکر توڑا
نالہ و آہ بھی اب تو نہ نکلنے سے رہے خانۂ دل پہ لگا تیر ستمگر توڑا

غزل ممنون

گمان نہ تجھپہ کرون کیو نکہ دل چرانے کا جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا
یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا
کسیکے ہونٹھ کے ملتے ہی یہ تمام ہوے مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا
مجھے یہ ور د ہے معلوم حکم بلبل دے نہ میری خاک پہ کر قصد پھول لانے کا
کیا فریفتہ کہکے یہ حال دل کو مرے اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا
غمون کی گریہی بالیدگی ہے تو آخر دل گرفتہ نہین سینے مین سمانے کا

ایضاً

جھلکی نگہ مین ہے ڈھب پرسش نہانی کا حنا مین زور دیا رنگ مہربانی کا
ابھی مین گرم نفس سوز سے کہ ہر چراغ کرے ہے شعلہ کا م آب زندگانی کا
کہان سے روز دل و سینہ و جگر لاؤن تمھین لگانا ہے یہ ہاتھ تیغ رانی کا
الہٰی جیب کے دامن سے آستین دھولون مژہ نے سیکھ لیا شغل خونفشانی کا
نہین بجا مرض عشق سے کوئی ممنون ہمین دریغ بہت ہے تری جوانی کا

غزل مومن خان

لگے خدنگ جب اس نالۂ سحر کا سا فلک کا حال نہو کیا مرے جگر کا سا
نہ جاون گا کبھو جنت کو مین نہ جاؤن گا اگر نہوئے گا نقشہ تمھارے گھر کا سا

کرے نہ خانہ خرابی تری ندامت جور
کر آب چشم مین ہی جوش چشم تر کا سا

یہ جوش یاس تو دیکھو تو اپنے قتل کیوقت
دعاے وصل نہ کی وقت تھا عصر کا سا

لگی ان آنکھون سے تہمت لے دل صد چاک
ترا نہ رتبہ ہوا کیون شگاف در کا سا

ذرا ہو گرمی صحبت تو خاک کردے چرخ
مرا سرور ہے گل خندہ شرر کا سا

یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

جنون کے جوش سے بیگانہ وار ہین احباب
ہمارا حال وطن مین ہوا سفر کا سا

خبر نہین کہ اسے کیا ہوا پر اس در پر
نشان پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا

دل ایسے شوخ کو مومن نے دیدیا کہ وہ ہے
محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

غزل ذوق

پہونچا آب تیغ قاتل تا کمر اچھا ہوا
لے دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

ایک دن بالکل نہین لے چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

آب خنجر کی ترے گر ہو زیادہ آبرو
آج مدت مین ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آرہیگا دشت مین لیلے ترے ناقہ کے کام
ہوگیا مجنون جو کانٹا سوکھکر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مزا مجکو چکھاے عشق کا
بھر دیا یون اسنے دل کو چیر کر اچھا ہوا

سنکے مجنون نے مرے سوز جنون کو یہ کہا
واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا

بند ہو گیا اس مو کمر کا جبکہ مضمون کمر
ہوگئی معنی مین وقت شعر پر اچھا ہوا

مجھکو صدقہ کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج
یہ ادھر صدقہ دیا تو نے ادھر اچھا ہوا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا

کھنچ گیا میری طرف سے اور اب دلبر کا دل
واہ وا جذب محبت کا اثر اچھا ہوا

قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہنا کہ لو
اب تو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا

نامہ بر جاتا ہی جلدی تو بھی چل جان حزین
دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا

آئینہ خانہ مین عالم کے سمجھے یہ مثال | تا نہ مجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا
ہے برا تو بھی اگر آیا نظر تجھکو برا | تو بھی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا
ذوق کے مرنیکی سنکر پہلے وہ کچھ رک گئے | پھر کہا تو یہ کہا منھ پھیر کر اچھا ہوا

غزل میر تقی میر

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا | جمال یار نے منھ اُسکا خوب لال کیا
بہار رفتہ پھر آئی ترے تماشے کو | چمن کو ہین قدم نے ترے نہال کیا
فلک نے عشق کی اب رہ مین ہمکو پیدا کر | بسان سبزۂ نورستہ پامال کیا
رہی تھی دم کی کشاکش گلے مین کچھ باقی | سو اُسکی تیغ نے جھگڑا ہی انفصال کیا
لگانا دل کو کہین کیا سنا نہین تو نے | جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

غزل حیدری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا | صبا نے مار طمانچہ منھ اُسکا لال کیا
دہن ہو چین بجبین غصہ سے کہا مت بک | کبھی جو بوسے کا اس سے مین ٹک سوال کیا
نہ آئی کچھ بھی مسیحائی تیری کام مرے | بدن سے روح نے آخر کو انتقال کیا
گرا تھا کٹ کے زمین پر کبھی ترا ناخن | فلک نے اُسکو اُٹھا کر وہین ہلال کیا
ادا اسا اُسکی نہ دیکھا مین حیدری محبوب | خدا نے اُسکو زمانے مین بیمثال کیا

غزل فدوی

تماشا ہے اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا | تحیر کے مکان سے عکس روے یار ہو پیدا
تڑپتی کیون اری بلبل کمال اتنا تو پیدا کر | گرے جس جا پہ اشک اپنا گل گلزار ہو پیدا
ترے زیب قبا سے گر کھلے یاقوت کا تکمہ | گریبان سحر سے مطلع انوار ہو پیدا
اگر اس مصحف رو پر کناری کا کھلے آنچل | طلائی رنگ کی تحریر مس تلوار ہو پیدا
کھلے بالون مین یون جھمکے ترے یہ عارض تابان | کہ جون ابر سیہ مین برق سو سو بار ہو پیدا

مرے اس دل کی وحشت سے کئی منصور ہو جاوین	اگر مین دعوی انا الحق کا کہ سو سودا رہو پیدا
کسی سے نکتۂ تحقیق کی ہووے خبر فدوی	کسی کے عشق مین ہے حیدر کرار ہویدا

غزل انشا

جگر کی آگ نہ بجھے جس سے جلد وہ شے لا	لگا کے برف مین ساقی صراحی سے لا
قدم کو ہاتھ لگاتا ہون اٹھ کہین گھر چل	خدا کے واسطے اتنے تو پانؤن مت پھیلا
نکل کے وادی وحشت سے دیکھ اے مجنون	کہ زور دھوم سے آتا ہے ناقۂ لیلا
گرا جو ہاتھ سے فرہاد کے کہین تیشہ	درون کوہ سے نکلی صدا اے واویلا
نزاکت اسکے ہین مکھڑے کی کیا کہون انشا	نسیم صبح جو چھو جاے رنگ ہو میلا

غزل سودا

سودا غزل چمن مین تو ایسی ہی کہہ کے لا	گل سنکے پھاڑین جیب کو دین بلبلین صلا
حکاک کا پسر بھی مسیحا سے کم نہین	فیروزہ بیچ مردہ تو دیتا ہے وہ جلا
نے چھوڑتا ہے اشک مرا دامن دکنار	یہ طفل بد سرشت نہ گوارے سے ہلا
شاکی نہین خدا سے بنی گر یہ شکل زشت	ممکن نہین کمہار کا ماٹی کرے گلا
غم سے خزان کے خون جگر چھٹ اب اے نسیم	غنچے گلون کے کچھ نہین کھاتے انھین کھلا
دبکے ہے اسقدر تو مجھے دیکھکر رقیب	چوہے کے بھانت جاے ہے نظرون سے وہ بلا
اسلوب شعر کہنے کا میرے نہین ہے یہ	مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلا

غزل نظیر

ہلا آج مجکو وہ چنچل چھبیلا	ہوا رنگ سنکر رقیبون کا نیلا
کیا جسنے مجھسے عداوت کا پنجہ	سنلقی علیھم عذابا ثقیلا
نکل اسکے زلفون کے کوچے سے اے دل	تو پڑھتا قم اللیل الا قلیلا
کہستان مین مارون اگر آہ کا دم	فکانت جبالاً کثیبا مہیلا

نظیر اسکے فضل و کرم پر نظر رکھ | فقل حسبی اللہ نعم الوکیلا

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا | ہم سبھی مہمان تھے وان تو ہی صاحب خانہ تھا
وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا | خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
حیف کہتے ہین ہوا تاراج گلزار جہان | آشنا اپنا بھی وان اک سبزہ بیگانہ تھا
ہو گیا مہمان سراے کثرت سو ہوم آہ | وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوتخانہ تھا
بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر | درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

غزل ناسخ

مرغ دل کوچۂ سفاک کو گلشن سمجھا | تیغ کو طائر جان شاخ نشیمن سمجھا
چھوڑنا اسکا گوارا جو نہین ہے شاید | دامن دشت کو مین یار کا دامن سمجھا
بعد مرگ آیا جو دھیان اپنی ستمگار ایکا | لحد تیرہ کو مین اپنے بھی روسن سمجھا
خوب دھوکا مجھے مستی کی ادا ہٹ نے دیا | دہن یار کو مین غنچۂ سوسن سمجھا
بیگیان مور چہ رخط کا اسی سے ہے دفور | مین ترا چاہ ذقن مور کا رزن سمجھا
کسنے انگلی یہ رکھی خاتمہ کو فندق بند | شمع معکوس لحد پر جو مین روشن سمجھا
بنگیا جوش تصور سے بتون کا مسکن | معبدہ کو نہ مرے کوئی برہمن سمجھا
کانٹے کھاتی ہے مجھے فکر سخن اے ناسخ | دو زبان سے قلم اپنے کو مین ناگن سمجھا

غزل نظیر

مرا دل ہے مشتاق اس گلبدن کا | کہ یہ باغ اک گل ہے جس کے چمن کا
وہی زلف ہے جسکی نکہت سے ابتک | پڑا خون سوکھے ہے مشک ختن کا
وہی لعل لب ہے کہ حسرت سے جسکے | جگر آجتک خون ہے لعل یمن کا
عجب سیر دیکھی نظیر اس چمن کی | ابھی وصل تھا نرگس و نسترن کا

ابھی یکدگر جمع تھے سنبل و گل — ابھی تھا بہم جوش سرو وسمن کا
ابھی چہچہے بلبلون کے عیان تھے — ابھی شور تھا قمری نغرہ زن کا
گھڑی بھر کے جو بعد دیکھا یہ عالم — کہ نام ونشان بھی نہ وان تھا چمن کا

غزل امید

ہزار شکر کہ خط صبح یار کا پہونچا — اسی کے ہاتھ ہی دلدار کا پہونچا
دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہونچا — گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہونچا
اُگے یقین ہی وہان سے ہزار لالہ گل — قدم جہان پہ مرے گلعذار کا پہونچا
تم اُسکو رنگ حنا خاص مت شمار کرو — ہی قتل عام سے رنگین نگار کا پہونچا
سہارے دیکھکے اس مرغ دلکو اے صیاد — خیال کیا ترے جی مین شکار کا پہونچا
جہانکو مست کیا اک نگاہ نے تیری — ادھر بھی دیکھ کہ عالم بہار کا پہونچا
امید اپنی طبیعت تو باغ باغ ہوئی — پیام جبکہ بت گلعذار کا پہونچا

غزل فدوی

دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا — یاالٰہی یہ کس سے کام پڑا
گو نہ لیوے تو نام عاشق کا — اب تو منہ مین یہ سبکے نام پڑا
جان سے ہو گیا بدن خالی — جسم رہجاوے گا تمام پڑا
قابل بندگی نہین تو نہین — کب گلے آکے یہ غلام پڑا
یار ایسا نہ پاوے گا فدوی — دیکھ لینا گر اُسکو کام پڑا

غزل منصور

دل گرفتار کیا کسنے کیا یار کیا — اب مجھے پیار کیا کسنے کیا یار کیا
ہم جو بیٹھے تھے سدا گوشہ تنہائی مین — سربازار کیا کسنے کیا یار کیا
آپ کثرت مین گیا گوشہ وحدت سے نکل — عشق اظہار کیا کسنے کیا یار کیا

غزل عبدالقادر متخلص بہ وفا

دل اب دل زلف جانان ہو گیا
دام مین پھنس کے پریشان ہو گیا
رفت رشک چمن سے اب یہ دل
مثل گل چاک گریبان ہو گیا
وہ جو نکلے سیر گلشن مین گل
نعرہ زن ہر گلستان ہو گیا
دست وحشت سے دلا ہر دم [illegible]
پردۂ جیب و دامان ہو گیا
اک جھلک اپنی دکھا کر بام سے
پھر نہان وہ ماہ تابان ہو گیا
آئینہ رخسار دکھایا تھا وہ ماہ
دیکھکر مین جسکو حیران ہو گیا
عمر بھر اس سے وفا کی اے [illegible]
نہ وفا آخر وہ نادان ہو گیا

کسنے لے آگ مین ڈالا تھا خلیل اللہ کو ۔۔۔ نار گلزار کیا کسنے کیا یار کیا
کون منصور تھا جس سے انا الحق بولا ۔۔۔ برسر دار کیا کسنے کیا یار کیا

غزل شاہزادہ جہانگیر

گر یار نہو ساقی پیمانہ نہوا تو کیا ۔۔۔ معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا
ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف ۔۔۔ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا
جب درد نہو دل مین کیا عشق مزہ دیوے ۔۔۔ کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا
اس عشق کی آتش سے جلتے ہین سبھی کوئی ۔۔۔ گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا
معشوق کے کانون تک ابتک نہین پہونچا ہین ۔۔۔ یہ اشک مرا یارو دردانہ ہوا تو کیا
جہانگیر سا شہزادہ تھا عشق سے وہ غافل ۔۔۔ آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل میر تقی

غم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا ۔۔۔ دم کے جانے کا نہایت غم رہا
حسن تھا تیرا بہت عالم فریب ۔۔۔ خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا
دل نہ پہونچا گوشۂ داماں تلک ۔۔۔ قطرہ خون تھا مژہ پر جم رہا
سنتے ہین لیلے کے خیمہ کو سیاہ ۔۔۔ اُسمین مجنون کا مگر ماتم رہا
زلفین کھولین تو تو ٹک آیا نظر ۔۔۔ عمر بھر یان کام دل برہم رہا
اُسکے لب سے تلخ ہم سنتے رہے ۔۔۔ اپنے حق مین آب حیوان سم رہا
جامۂ احرام زاہد پر نہ جا ۔۔۔ تھا حرم مین لیک نامحرم رہا
میرے رونے کی حقیقت جسمین تھی ۔۔۔ ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
دیکھ میرا رونا اُسنے ہنس دیا ۔۔۔ برق چمکی ابر باران تھم رہا
صبح پیری شام ہونے آئی میر ۔۔۔ تو نہ چیتا یان بہت دن کم رہا

غزل رمضان علی

پھر دوبارہ عشق کا دلپر اثر پیدا ہوا
باغ مین تیری محبت کا شجر پیدا ہوا

اشک جاری رات دن ہین چشم گریانسے مری
اس قدر رویا کہ اشکون سے گہر پیدا ہوا

دیکھکر گلشن مین کہتین بلبلین اس ماہ سے
کیا چمن مین دوسرا رشک قمر پیدا ہوا

اب مجھے تیرے بجز آتا نہین آرام وچین
پھر تجھے کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا

زخم آلے ہوگئے چھل چھل کے سارے جسم کے
درد دل رمضان علی شام وسحر پیدا ہوا

غزل کنور

آتش دل کا جو آنکھون سے شرارہ چمکا
لوگ سمجھے کہ فلک پر سے ستارا چمکا

درد فرقت مین جو شب دل کو ہوئی بیتابی
رات روتے ہین کٹی صبح کا تارا چمکا

چہرہ ازبسکہ بھبھوکا سا نظر آتا ہے
ان دنون نام خدا رنگ تمھارا چمکا

صحن خانہ مین جو دلدار ہوا خوش رفتار
آسمان نور سے اُس ماہ کے سارا چمکا

زرد رو عشق کی دولت سے ہوئے ہم ہمدم
زعفران زار یہ چہرہ بھی ہمارا چمکا

برق چمکی ہے ہوا عاشق بیدل کو سمجھ
حق کے اندر سے جو آنچل کا کنارا چمکا

دلمین آتش جو کنور غم کی تو بھڑکا تلمے
خوب چمکا نہین پھر اُسکو دوبارا چمکا

غزل رند

جاکے گلزار سے صیاد پھر آیا اُلٹا
کیا نصیبا ہے ترا بلبل شیدا اُلٹا

تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا اُلٹا

گالیان دیتے ہین اُنسے تو خفا ہوتے ہین
میرے یار و سچ جو کرتے ہین وہ شکوہ اُلٹا

نام اُسنے جو سنا عشق کی بیماری کا
میرے در پر سے پھر آکے مسیحا اُلٹا

یاد آیا جو مجھے کوے صنم حشر کے دن
در فردوس تلک جاکے پھر آیا اُلٹا

قیس کی طرح سے ہو جاتے ہزار دن مجنون
پردہ محمل کا جو رکھتی کبھو لیلا اُلٹا

نالہ کرنے سے مرا یار خفا ہوتا ہے
رحم کی جا اُسے آجاتا ہے غصہ اُلٹا

غزل آتش

خدا نے برق تجلی سے تجھے جمال دیا
ہماری آنکھون کو دیدار کا خیال دیا

کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا
فقیر ہون مجھے اللہ نے یہ حال دیا

چلا تو بتکدے کی سیر کو مؤذن ہے
ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ٹال دیا

شراب ابر مین کیونکر پیئین نہ اے ساقی
ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا

شرف سے دستخط یار کے پھر احمد دم
جواب صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا

سرور یار سے حاصل ہوا سرور مجھے
ملال دوست نے دل کو مرے ملال دیا

شب وصال مین اس چہرۂ منور سے
ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل فرخ

صبح آتا ہے چلا عید مین سرشار جھکا
نظر آتا ہے مجھے مطلع انوار جھکا

دل جھکا دید جھکا ہاتھ جھکا پیر دن پہ
کچھ ذرا مین بھی جھکا پھر تو مرا یار جھکا

کوئی تھا پیچ گلے مین کوئی تھا سر کے اوپر
یک بیک آن کے وہ لٹ پٹی دستار جھکا

مچ گئی دھوم چمن مین جو پکارین بلبل
آج گلشن کی طرف وہ گل گلزار جھکا

جب چلا جھکتا ہوا حسن کے بازار کے بیچ
ایک یوسف کے لیے لاکھ خریدار جھکا

تیغ ابرو کے لیے شوخ اکڑتا ہے کھڑا
دیکھیے کس کو کرے قتل ستمگار جھکا

حسن تو دبتے دبتے ہے یہ کہین ان لگا
دیکھ صورت کو تری فرخ ناچار جھکا

غزل نفیس

شوخ کے پان سے جب لال مین دندان دیکھا
اس طرح کا نہین مین لعل بدخشان دیکھا

قوس ابرو سے جو گودون پہ گیا تیر مژہ
اے میان گاو فلک کو وہین قربان دیکھا

بہر روزی کے تو دنیا مین نہ مضطر ہو کبھی
مین نے دانہ گہر آب مین غلطان دیکھا

کیا کرون یار کے مین رنگ حنا کی تعریف
ہمنے ایسا نہ کہین پنجۂ مرجان دیکھا

اے فقیہ باغ مین جانیکی نہین کچھ حاجت — ہمنے لڑکون کی بغل مین ہے گلستان دیکھا

غزل میر تقی

صحرا مین سیل اشک مرا جابجا پھرا — مجنون بھی اُس کی موج مین مدت بہا پھرا
طالع جو خوب تھے نہوا جاہ کچھ نصیب — سر پر مرے کرور برس تک ہما پھرا
آنکھین برنگ نقش قدم ہوگئین سفید — نامہ کے انتظار مین قاصد بھلا پھرا
ٹک بھی نہ مڑکے میری طرف تونے کی نگاہ — ایک عمر تیرے پیچھے مین ظالم لگا پھرا
دیر و حرم مین کیونکہ قدم رکھیگا میر — ادھر تو اُس سے بت پھرے اُودھر خدا پھرا

غزل صادق

جذبۂ شوق اُس بت کے کوچے دل لگا لیجائیگا — کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لے جائیگا
باز و میرا توڑکر صیاد بے قابو نہ چھوڑ — ناتوان ہون باد کا جھونکا اُڑا لے جائیگا
بعد مرنے کے مرے کچھ خاک بھی بچتی نہین — پھر چبانے کو مری ہڈی ہما لے جائیگا
اِس سحر کو دیکھتے ہی دل مرا اُلجھا گیا — چھوڑ دے دنیا کو بھی میرا خدا لے جائیگا
اے مرے مشکلکشا مشکلکشائی کیجیے — تم بغیر از کون میری التجا لے جائیگا
وعدۂ صادق ہے عزرائیل سے اب دیکھ لو — اِس سرا سے اُس سرا تک کب خدا لے جائیگا

غزل مستان

آہ وہ گل جب تلک میرے گلے کا ہار تھا — رات دن چشمون مین غیرون کے کھٹکتا خار تھا
کب خوش آتا تھا نگہ مین اُسکی ہر اک گلبدن — نرگس آنکھون کا تیرے جو کوئی بیمار تھا
آج گلکاری کا جامہ دیکھکر اُس شوخ کا — ہر چمن مین گل پہ گل کھانے کو گل تیار تھا
یاد کر کل شب کو پروانے کا رونا بزم مین — شمع نے تا صبح تک رونیکا باندھا تار تھا
منتظر قوس قزح بھی آسمان پر دیر تک — کسنے کل اُس کو دکھایا ابرو خمدار تھا
آ لگیان تو نہین لیتے تھے سبھی پیر و جوان — گل جو دلوانہ ترا سوا سر بازار تھا

کب اُسے پڑتی تھی کل جون مرغ بسمل روز و شب
تیر مژگان جس کے سینے مین مع سوفار تھا

زلف کے چھٹتے ہی غل چار ون طرف تھا مار مار
رخ تمک پرسے کی خاطر پہونچنا دشوار تھا

کل کسو نے جا کہا اُس سے کہ مستان مر گیا
رو دیا سن کر کہا افسوس کیا آزار تھا

غزل واحد علی

کر کے تنہا مجھے لے دوستو گلفام گیا
غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا

کیا اُسے خط مین لکھون کیا مین زبانی بولون
قاصد اب تک نہ پھرا لیکے وہ پیغام گیا

وعدہ کر کر جو گیا شب کو نہ آیا ہر گز
انتظاری مین تری مجھکو صبح و شام گیا

کب خوش آتا ہے مجھے باغ و بہار گلشن
گل تو سب خار ہوے جسکا گل اندام گیا

جسم لاغر کو مرے دیکھ کے کہتے ہین طبیب
زندگی اُس کی کہان جسکا دل آرام گیا

مین نے دیکھا جو وہین رشک قمر کوٹھے پر
مین دوبارہ وہین فی الفور لب بام گیا

نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام
روتا ان چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا

ذکر واحد علی کر رب سے کہ لاوے گا وہی
دام مین لیکے مجھے جو بت خود کام گیا

غزل تبسم

جھپک بتا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا
بچا نگہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا

ہزارون ہین صف مژگان تیر کے گھائل
مجھے تو ابرو کمان کی ادا نے لوٹ لیا

خدا کے واسطے کر رحم اے بت سنگدل
ترے تو روز کے جور و جفا نے لوٹ لیا

نگاہ شوخ نے کی خانمان کیے برباد
مجھے بھی کافر زلف دوتا نے لوٹ لیا

جہان مین جتنے ہین معشوق بے وفائی سے
یہ عاشقون کو تو یار و وفا نے لوٹ لیا

نہین ہے شکوہ رقیبون سے کچھ مجھے ہمدم
کہ دل لگاتے ہی اُس آشنا نے لوٹ لیا

روان تھا قافلہ اشکون کا جو مرے ہر دم
سو اُس تبسم غارت ربا نے لوٹ لیا

غلط نامہ

غزل آصف

آہ جبتک مرے پہلو مین وہ دلدار نہ تھا — آہ کا بھونا مرا خالی از اسرار نہ تھا
رات کیا بات تھی بتلا تو مجھے اے ظالم — ایسا اقرار بھی کرنا تجھے درکار نہ تھا
کرکے وہ تیغ زنی مجھپہ ہوا چین بجبین — یعنے مین قتل بھی کرنے کے سزاوار نہ تھا
کل جو دیکھا ترے بستر پہ وہ بیمار پڑا — آج بستر ہے فقط اور وہ بیمار نہ تھا
اُس کے جانے سے تجھے موت نہ آئی آصف — ایسی رسوائی سے جینا تجھے درکار نہ تھا

غزل علی گوہر

کہو بلبل کو لیجائے چمن سے آشیان اپنا — پڑھے گر صد ہزار افسون ہنو گا باغبان اپنا
اٹھا کر لے چلی بلبل چمن سے آشیان اپنا — کہا گل سے کہ لے اے بیوفا ہے یہ مکان اپنا
ہوئی جب باغ سے رخصت کہا رو رو کے قسمت — لکھا تھا یون کہ فصل گل مین چھوڑون آشیان اپنا
مرا جلادیون چاہے تو جی اور جان سے حاضر ہون — ولیکن طوق قمری کی طرح کرکے نشان اپنا
مرا جلتا ہے جی اُس بلبل بیکس کی غربت پر — کہ گل کے آسرے پر یون لٹا یا خانمان اپنا
چلی جب باغ سے بلبل لٹا کر خانمان اپنا رونا — نچھوڑا ہائے بلبل نے چمن مین کچھ نشان اپنا
نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا — چمن مین کس بھروسے پر بنایا آشیان اپنا
یہ حسرت رہگئی کس کس مزے سے زندگی کٹتی — اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا
الم کر اس طرح روئی کہ رسوا ہوگئی بلبل — ڈبایا ہائے آنکھون نے تمامی خانمان اپنا
اگر دل سے بتا رکھتا علی گوہر سے پیارے کو — وہ حکم شاہ رکھتا تھا تو لے تھا مہربان اپنا

غزل انشا

کیا خدا سے عشق کی مین رو نمائی جو مانگتا — مانگتا جو اِس سے تو ساری خدائی مانگتا
برچھی لیکر آہ کی کہتا ہے یون دل چرخ سے — تم سے دل بدکر نہ کیون صاحب لڑائی مانگتا
اُس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے — واسطے وو دن کے عرش کبریائی مانگتا

یون کہا رندون نے جھٹ پٹ شیخ کی پگڑی اتار
دو ٹرائی ہے یہ سر اُسکا بڑائی مانگتا

داورس کوئی جو ملجاتا تو افشا عشق سے
الاان مین بادشاہ سے وے دوہائی مانگتا

غزل قیس

علاج درد کا اپنے بہت کیا نہ گیا
طبیب نے مجھے کیا کیا نہ کچھ دیا نہ گیا

کیا جنون نے یہ کچھ میری طبع پر غلبہ
اگرچہ خون بھی فصاد سے لیا نہ گیا

بہائے پھوٹ کے خوناب چشم سے آخر
تری جدائی مین خون جگر پیا نہ گیا

ہمارے چاک گریبان کا ناصحا تجھ سے
ہزار شکر کہ اک تار بھی سیا نہ گیا

وہ ذائقہ لب لیلا کے بوسے کا اے قیس
مثال شیرین کی لذت کو تو چکھا نہ گیا

غزل سراج

قد ترا سرو روان تھا مجھے معلوم نہ تھا
گلشن دل مین عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا

دھوپ مین غم کے عبث جی کو جلایا افسوس
پیو کے سائے مین امان تھا مجھے معلوم نہ تھا

خاک تیرے قدم پاک کی اے نور نین
سرمہ دیدہ جان تھا مجھے معلوم نہ تھا

شب ہجران کے اندھیرے سے تنگ آیا تھا
رخ ترا نور فشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

یار نے ابرو و مژگان سے مجھے صید کیا
اُس کنے تیر و کمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

سب جگت ڈھونڈھ پھرا پیو کو نپایا ہرگز
دل کے گوشے مین مکان تھا مجھے معلوم نہ تھا

روزہ داران جدائی کو خم ابروے یار
ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا

مین نے سمجھا تھا کہ اُس یار کو ہے نام و نشان
یار بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج
کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم نہ تھا

غزل تراب شیدا

ڈوب کر دل مین مرے تیر کا پیکان رہا
او کمان دار ترا مجھپہ یہ احسان رہا

نہ کسی دوست نے پوچھا نہ کسی دشمن نے
مدتون شہر مین اپنا ہی سا انسان رہا

اے جنون ہاتھ سے تیرے ترے صدقے جاؤن | کوئی باقی نہ مرا تار گریبان رہا
بستر خاک ہے اور پیرہن عریانی | بے رفو برسون مرا چاک گریبان رہا
آفرین ہے تری ہمت کو ترا اب شیدا | عشق کافر کا کیا آپ مسلمان رہا

غزل نثار

اُسکے قدمون سے لگی رہتی ہے دن رات حنا | خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
دسترس ہمکو نہین چلئے قدم تک پہونچے | اُنکے ہاتھون سے لگے تو تری کیا بات حنا
غرض کچھ تو ہماری بھی قدمبوسی تک | اُسکے قدمون سے لگے اب جو کسی رات حنا
تو بھی اسطرح لگے گا مری چھاتی سے کبھو | شوخ جس طرح سے لگتی ہے ترے ہات حنا
ہم تو مایوس رہے اُسکی قدمبوسی سے | جا کے قدمون سے لگی یار کے ہیہات حنا
تند قین یار کی مشاطہ لگا لے ہین نثار | گل مہندی پہ نہ لاوے کبھی آفات حنا

غزل نظیر

نظر پڑا اک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا | جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر آفت غضب خدا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنئیے تو میٹھی میٹھی | پہ دل وہ پتھر کہ سر پٹک کر لے جو نام سیکھے کبھی وفا کا
جو گھر سے نکلے تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر | کسیکو ٹھوکر کسیکو جھڑکی کسیکو گالی نپٹ لڑاکا
یہ راہ چلنے مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہے نظر کہین ہے | کہا کسکا اونچا کہا کسکا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا
ترا ادا آنکھین وہ چنچلا بی کہ پھر پلک سے پلک مارے | نزاکت جو تیکھی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا
یہ چلبلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ | جو چیرا اُلجھا بلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا
گلے لپٹنے مین یہ شتابی کہ شکل بجلی کے اضطرابی | کہین جو چمکا چمک چمک کر کہین جو لپکا تو جا چھپا کا
نہ وہ سنبھالا کسیکے سنبھلے نہ وہ منانے سے منے کسیکے | جو قتل عاشق پہ کرکے مچلے تو غیر کا پھر نہ آشنا کا
نظیر ہٹ جا پرے سرک جا بدل لے صورت چھپا لے منہ کو | جو دیکھ لیویگا وہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھڑاکا

غزل حیاز

یار کو ہمنے جا بجا دیکھا
کہین ظاہر کہین چھپا دیکھا

کہین ہو باشاہ تخت نشین
کہین کاسہ لیے گدا دیکھا

کہین بولا بلی وہ کہکے الست
کہین وہ بندہ خدا دیکھا

کہین واجب بنا کہین ممکن
کہین فانی کہین بقا دیکھا

کہین زاہد بنا کہین عابد
کہین رندون کا پیشوا دیکھا

کہین عاشق نیاز کی صورت
سینہ بریان و دل جلا دیکھا

غزل سوز

محبت کو دام بلا جانتا تھا
پھنسا مین تو اے دل یہ کیا جانتا تھا

چلا مجھسے تو بھی جتا کر بھلا دل
تجھے مین بڑا آشنا جانتا تھا

بڑی گرم جوشی سے تھا ہی مجھے ڈر
کہ آخر کرے گا دغا جانتا تھا

دغا کھائی آخر دغا کھائی آخر
مین کیا جانتا تھا مین کیا جانتا تھا

دلاسا تو دے سوز کو چلتے چلتے
مگر تو جگر ہی جلا جانتا تھا

غزل ولی

تجھ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا
جادو ہین تری نین غزالان سے کہونگا

دی حق نے تجھے بادشہی حسن نگر کی
جا کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا

مین جب سے دیکھا خواب ہے اے مایۂ خوبی
اس خواب کو مین یوسف کنعان سے کہونگا

تعریف ترے قد کی الف دار اے ساجن
جا سرد گلستان کو خوش الحان سے کہونگا

مجھپر نہ کرو ظلم تو اے لیلی آفاق
مجنون ہون ترے غم کا بیابان سے کہونگا

بیتاب نہ ہو شور سے تو اے ولی ہرگز
اس درد کی دارو کسی درمان سے کہونگا

غزل ملنگ شاہ

الٰہی درد دل تجھپہ اظہار ہوگا
ادھر منزل عشق [illegible] ہوگا

اِدھر اُدھر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ　اُدھر مرہم وصل تیار ہوگا
وہ بِن ہی تو جھوٹا جو رستہ ہو پار یک　یہ بندہ گنہگار کیا پار ہوگا
ملنگ شاہ سائین تو ہین جگ بین روشن　اُدھر لعل و گوہر کا بازار ہوگا

غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یار طرحدار جھکا　محو سب ہو کے چمن غنچۂ گلزار جھکا
نرگس مست تری آئین جو نکل در گلشن　گل مخمور جھکا بلبل بیمار جھکا
کان کے نیچے جو نکلی ہے ترے سنبل زلف　جیسیا پانی سے نکل مار طرحدار جھکا
شب مہتاب مین بیٹھا تھا جو وہ سیمین تن　قرص الماس پہ وہ چہرۂ بلدار جھکا
عرق آلودہ وہ بلور جبین اُس کی دیکھ　لے ستارون کو زمین پر مہ انوار جھکا
بس شرابی کو ترے دیکھ کے میخانے مین　شیشہ پیالے پہ جھکا پیالے پہ وہ یار جھکا
شوخ اُس سے مین تری کیا ہے بلا کی آتش　پیتے ہی مے کے ہوا مست وہ سرشار جھکا
تیر ناوک ترے مژگان کے اے ابرو کمان　ہدف دل پہ مرے جبکہ وہ سوفار جھکا
حسن کی تیرے جو دکان عجب ہے سودا　جو اسی جنس گران پر ہو خریدار جھکا

تل

غزل اکرم

دم کو سمجھ غنیمت واقف ہو دم کی دم کا　یہ کون ہے دمیدہ دم مارتا ہے دم کا
قران مین لکھا ہے کل من علیہا فان　بیتے سو چیز کیا ہے نے جسکو ڈر عدم کا
جسکو پیا جو چاہے کہلاوے وہ سہاگن　پھر جستجو مین کیونکر دھرنا کھوج قدم کا
کہتے ہین لوگ سارے کچھ نہین اُٹھا سو کیا تھا　اوڑ فاختہ گیا ہے فہمیدہ فہم کا
کن سے ہوا ہے فیکون اس کن کا کون کن ہے　لکھنے کا تاب نہ لایا سینہ پھٹا قلم کا
ہے فاعل حقیقی ہر چیز کا وہی سب　کیونکر ہوا ہے جگ مین دوزخ بہشت وہم کا
اکرم تو عبد الحق کی رہ بندگی مین دائم　ہو دیگا دور تجھ سے پردہ جو ہے وہم کا

غزل اشفاق

دل مرا نور تجلی سے جو معمور ہوا
شعلہ جو آہ کا نکلا سو شرر طور ہوا

کیا خوشی رہتا تھا گلزار عدم مین آدم
آکے ہستی مین غم و درد سے رنجور ہوا

کبریا حق کے ہین ازبسکہ جہان مین معمور
جو کہ پیدا ہوا عالم مین سو مغرور ہوا

نحن اقرب جو کہا حق نے بیان کیا کیجئے
آپ کو بھول کے مین اس سے بہت دور ہوا

دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو
جس سے یہ پارۂ گل جوہر پُر نور ہوا

چونکے جس وقت کہ ہم خواب عدم سے اشفاق
وہی موسٰی تھا وہی نور وہی طور ہوا

غزل شیدا

اجل کے کوچے مین تیرا گذار ہو ویگا
ترا قرار بدار القرار ہو ویگا

دھرینگے تجھکو جنازے مین تخت شاہی سے
اگر خزانہ و لشکر ہزار ہو ویگا

لحد کے گوشے مین تجھکو زمین پہ سونا ہے
بدن ترا خورش مور و مار ہو ویگا

نہ کر تو فخر یہان اپنی شہسواری کا
عمل سے پیادہ وہان شہسوار ہو ویگا

اگرچہ باغِ جہان مین تو مثل گل ہوگا
پہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہو ویگا

نڈر خدا سے تو ہوکر گناہ کرتا ہے
نجانون کیا ترا انجام کار ہو ویگا

طمع کسی سے نہ کر اس جہان فانی مین
سوا عمل کے ترا کون یار ہو ویگا

نہ کر کسی پہ ستم سوچ یہ کہ آخر مین
خدا ہی سے ترا دار و مدار ہو ویگا

اگر چھپائے کسی طرح سے تو اپنا کیا
پر ایک دن کو وہ سب آشکار ہو ویگا

ہر اک حلال سے تیرے حساب لوینگے
ہر اک حرام کا تیرے شمار ہو ویگا

تو اپنے کوچ کی کچھ فکر کر یہان شیدا
کلام سعدی ترا یادگار ہو ویگا

غزل معروف

آہ وہ کون تھا خدا مارا
جسنے اس سے مجھے لگا مارا

ایک ہے تو بھی بد بلا اے چشم — دل کو پھر زلف مین پھنسا مارا
کیا غضب تھی وہ جنبش ابرو — صاف جینے کہ نیچا مارا
مین جو بولا کہ سنگدل ہے تو — اُسنے پتھر سے مجھے ادھ مارا
بعد مدت ملے تھے کل اُسنے — آج لوگون نے پھپر لگا مارا
وصل کی شب بھی مین نہ سویا آہ — روز ہجران کے خوف کا مارا
پاسکے مرضی کھلا جو یا تو نے مین — یہ ہنسا یا کہ بس لٹا مارا
جنس صبر و خرد لیے معروف — ملک دل فوج غم لبا مارا

غزل سلیمان

غم سے ہو کر برق وش کڑکا کڑک کر رہگیا — بس مرا سینے مین دل دھڑکا دھڑک کر رہگیا
بھنے جانا آپ آئے ہو جو کچھ کھڑکا ہوا — باد سے دیکھا تو در کھڑکا کھڑک کر رہگیا
توڑ کرنا گر تجھے منظور تھا تو کس لیے — نیمچہ کو میان سے سرکا سرک کر رہگیا
طائر دل کو ہوا کیا اس قفس کی قید سے — چھوڑ کر طفل چمن پھڑکا پھڑک کر رہگیا
اے سلیمان عشق کی آتش ہے مجھ دل مین پڑی — آگ کا شعلہ سا کچھ بھڑکا بھڑک کر رہگیا

غزل طور

کبھو وہ سرو قد آیا تو ہوتا — کوئی دم گور پر سایا تو ہوتا
ید بیضا کو ہوتا داغ حسرت — حنا کا چور دکھلایا تو ہوتا
رخ مصحف پہ قربان مین ہوا ہون — کوئی قرآن پڑھوایا تو ہوتا
گیا تنہا ترے کشتہ کا لاشہ — لحد تک اُس کو پہونچایا تو ہوتا
کھڑا ہون کب سے تیرے زیر دیوار — تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا
غرور عاشقی ہے نعرہ بلبل — ہماری طرح گل کھایا تو ہوتا
غش آتا طور کو موسیٰ کے مانند — رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا

غزل سکندر

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارا مارا — جسکے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا

کیا تجھے اور نہ تھا ہستی کے جنگل مین شکار — مرغ دل تونے جو صیاد ہمارا مارا

رات تنہائی مین آیا تھا تصور تیرا — ذکر تیرا ہی کیا آہ کا نعرہ مارا

ہمنے پھینکی تھی کلی اس کی طرف لالہ کی — اسنے شوخی سے ہمین پھول ہزارا مارا

غیر کیا چیز ہے محفل سے اٹھا دون پل مین — کیا کہون کہہ نہین سکتا مین تمھارا مارا

عشق بازی کیلیے ہمنے بچھائی چوسر — پانسا گرتے ہی گیا رنگ ہمارا مارا

ہیچ دنیا کے لئے کچھ نہ سکندر نے کیا — آپ کے روز جیا کس لیے دارا مارا

غزل نظیر

ہوئی صبح جب گھر سے وہ یار نکلا — کہا خلق نے رشک گلزار نکلا

کئی آگئے پیچ مین زلف کے وان — مری چشم سے جو گہربار نکلا

عجب پھیر قسمت کا ہے میری یارو — جسے یار سمجھا وہ اغیار نکلا

قضا تیری کا فر ادھر آگئی جو — بھلی لٹ پٹی باندھ دستار نکلا

خفا ہمسے شب کو صنم ہوستے مین — مرہٹہ کو لیکر وہ بازار نکلا

بہت چاہا دل بیچ دیجیے صنم کو — مرے دل کا وہ نا خریدار نکلا

صراحی سے ساقی نے مے جو پلائی — نظیر اسقدر ہو کے سرشار نکلا

غزل نسیم دہلوی

گر ہم نے دل صنم کو دیا پھر کسی کو کیا — اسلام چھوڑ کفر لیا پھر کسی کو کیا

ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہے چاک — آپ ہی سیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

اپنی تو زندگی یہان مثل حباب ہے — گو خضر لاکھ برس جیا پھر کسی کو کیا

آنکھین تمھاری لال صنم کچھ نشہ پیا — آپ ہی پیا پیا نہ پیا پھر کسی کو کیا

دنیا میں ہمنے آکے بھلا یا برا نسیم | جو کچھ کیا سو ہمنے کیا پھر کسی کو کیا

غزل سوز

قضارا وہ قاتل ادھر آن نکلا | تو لینے کو اس کے مرا جان نکلا
کھڑا نعش پر ہو کے بولا کہ ہے ہے | یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
چھری لیکے میں بعد سینے کو چیرا | تو دل کی جگہ خشک پیکان نکلا
پٹک سر کہا ہائے میں نے کیا کیا | میں سمجھا تھا کچھ یہ مرا جان نکلا
کھڑے رہنے والوں مگر سوز ہے یہ | بھلا اسکے دلکا تو ارمان نکلا
بھلا سوز ایسا تھا جس کی خاطر | یہ خورشید پھاڑے گریبان نکلا

غزل مست

آج دلبر کو خواب میں دیکھا | نور حق کا حجاب میں دیکھا
خود فنا ہو کے ذات میں ملنا | یہ تماشا حباب میں دیکھا
آپ کو سوخت غیر کو لذت | یہ مزا ہم کباب میں دیکھا
بیٹھکر سیر ملک کی کرنا | یہ تماشا کتاب میں دیکھا
اک پیالے میں مست ہو جانا | یہ تماشا شراب میں دیکھا

غزل منصور

نہ ملتا گر خون سے دل مرا مسرور کیوں ہوتا | جو دیکھا حسن جانان کو تو پھر رنجور کیوں ہوتا
خدا پیدا نکرتا جگ میں گر ذات محمد کو | تو یوں معراج موسی کو یہ کوہ طور کیوں ہوتا
لکھا تھا طوق لعنت کا پڑھا تھا سب فرشتوں نے | اگر وہ جانتا شیطان تو پھر مغرور کیوں ہوتا
نہ پڑتا پرتو حق کا اگر رخسار خوبان پر | تو پھر عاشق کی انکھوں میں حسن منظور کیوں ہوتا
کیا دعوی انا الحق کا ہوا اسرار عالم کا | اگر سولی پہ نہ چڑھتا تو وہ منصور کیوں ہوتا

غزل سودا

مین دشمن جان ڈھونڈھ کے اپنا جو نکالا
تو حضرت دل سلمک اللہ تعالا

جب مست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ لالا
غنچہ نے صراحی لی اٹھا گل نے پیالا

کہتا ہے نگہ سے یہ ترا گوشۂ ابرو
دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو لگا لا

مانگا جو مین دل کو تو کہا بس یہی اک دل
لے جتنے ہی تو چاہے مرے کوچے سے اٹھا لا

اے غنچہ سبب کیا ہے کہ آتے ہی چمن مین
گل پھاڑے ہے دامن تو نے تجھے کو سنبھالا

اتنا ہے تو یوسف سے مشابہ کہ عدم سے
پردے مین چھپا اس کے تئین تجھکو نکالا

اس آنکھ لڑانے سے یہ دل کیونکہ برآوے
لے تیغ ہے اس پاس نہ خنجر ہے نہ بھالا

فتنے ہی اُٹھا لینے سے ہوئی پشت فلک خم
ہرگز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا

سودا تجھے کہتا ہون نہ خوبون سے مل اتنا
تو اپنا غریب عاجز دل بیچنے والا

غزل

جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا
ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا

حرمت سے ملائک نے جسے سجدہ کیا ہے
جس وقت کہ وہ صورت انسان مین آیا

گل ہے وہی سنبل ہے وہی نرگس حیران
اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیت قرآن .. مین آیا

قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے
ہر تار مین بولا کہ ہر اک تان مین آیا

غزل عمر

عشق نے تیرے مجھکو دل کیا کیا ستم دکھا دیا
عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا

موت سے آگے مر چکا نیکی بدی سے کیا غرض
ہستی سے لیکے تا عدم جام بقا پلا دیا

ڈھونڈھون پھرون مین یار کو اپنی فکر مین چوطرف
آپ مین آپ ملگیا پردہ مین جو اٹھا دیا

میرے سخن کو سمجھو تم اسمین نہین ہے کچھ غلط
آپ ہی خدا ہوا یہ دم جبکہ خودی مٹا دیا

عمر مین اپنے آپ مین آپ ہی سمجھ کے چپ رہا
جبکہ ملا وہ غیر سے ہنس کے مجھے رلا دیا

غزل خورشید

مطرب سے کہ شروع کرے گا نا بسنت کا
فرخندہ سا فتیا ہے یہ آنا بسنت کا

تیغ بہار چل گئی ملک خزان پہ جب
بیٹھا ہے شاخسار پہ تھانہ بسنت کا

گل کھولے کان سنتا ہے دیتا ہے غنچہ تال
گاتی ہے عندلیب ترانہ بسنت کا

خورشید نے لباس کیا تجھ بغیر زرد
کرتا ہے جس سبب سے ترانہ بسنت کا

غزل حیدری

وہ چاند سا مکھڑا نام خدا وہ رنگ سنہرا صل علا
وہ گول بدن سانچے مین ڈھلا وہ ہیگا سراپا صل علے

وہ گھونگھر والے بال سیہ وہ زلفین اُسکی عین گرہ
وہ سحر مجسّم چشم نگہ وہ دیدہ چورا صل علے

رتھی ہونٹھونپہ یون مسّی کی دھڑی جیسے مین شام پڑی
تھے دانت کہ جو موتیکی لڑی پر الکا چکنا صل علے

وہ ابھری ابھری سخت کچین جو دیکھے انکو ہاتھ ملے
وہ بیٹھی جورین رشک کرین نان کا نقشا صل علے

گو ہرین مو ہو جاے زبان تو بھی نہو مجھسے اسکا بیان
اے حیدری وہ محبوب جہان وہ دلبر رعنا صل علے

غزل مومن خان

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
نہ ہے تو کسی کا نہ ہو گا کسیکا

کیا تمنے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسیکا

نہ میری سنے وہ نہیں ناصحون کی
نہین مانتا کوئی کہنا کسیکا

مجھے مار ڈالا ہے انکار نے پھر
یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوا کسیکا

جو پھر جاے اس بیوفا سے تو جانون
کہ دلپر نہین زور چلتا کسیکا

صبا نکہت یار لائی کہان سے
اسے دخل کیا گو مین ہو لگا کسیکا

وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون
نہین کوئی دنیا میں گویا کسیکا

دم الحذر اور عشق بتان سے
مجھے ڈر ہے اے مومن ایسا کسیکا

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

کسی نے اُسکو سمجھایا تو ہوتا
کوئی یان تک اُسے لایا تو ہوتا

مزہ رکھتا ہے زخم خنجر عشق
کبھی اے بوالہوس کھایا تو ہوتا

نہ بھیجا لکھکے مجھکو ایک پرچہ
ہمارے دل کو پرچایا تو ہوتا

کہا عیسی نے تم کشتی کو تیرے
کچھ اب تک بھی نہ فرمایا تو ہوتا

نہ بولا ہمنے کھڑکایا بہت در
ذرا دربان کو کھڑکایا تو ہوتا

یہ نخل آہ ہوتا بید ہی کاش
نہ ہوتا گو ثمر سایا تو ہوتا

جو کچھ ہوتا سو ہوتا تونے تقدیر
وہان تک مجھکو پہونچایا تو ہوتا

کیا کس جرم پر تونے مجھے قتل
ذرا تو دل مین شرمایا تو ہوتا

کیا جیسا مریض عشق مجکو
عیادت کو کبھی آیا تو ہوتا

دل اُس کی زلف مین الجھا ہی گیا ہے
ظفر اک روز سلجھایا تو ہوتا

غزل دارا

سحاب پارۂ دامن سے ہے آبدیدون کا
نمود برق طپیدہ سے ہے دل طپیدون کا

چراغ صبح کے مانند کوئی دم کے ہین
بیان حال ہوا جان بلب رسیدون کا

جہان ہوئے ہین گل سُرخ خاک سے پیدا
اسی زمین مین ہے مدفن ترے شہیدون کا

اثر رکھے ہے یہ فریاد دردمندون کی
بُرا ہے صبر ستمگر ستم رسیدون کا

عجب شجر ہے ثمر جسکے پارۂ یاقوت
یہ رنگ دیکھ لے مژگان خون چکیدون کا

کھلا کسی پہ نہ آسودگان خاک کا حال
ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا

کوئی بھی ساتھ کسی کے گیا نہ اے دارا
عدم کو جاتا ہے کیا قافلہ جریدون کا

غزل خواجہ میر درد

جگ مین کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا

اُسنے قصداً بھی میری باتون کو
نہ سُنا ہوگا گر سُنا ہوگا

دیکھئے غم سے اب کی جی میرا نہ بچے گا نہ بچے گا گیا ہوگا
دل زمانے کے ہاتھ سے سالم کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
حال مجھ غمزدے کا جس تس نے جب سُنا ہوگا رُو دیا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا کسی بدخواہ نے کہا ہوگا
دل بھی اے درد قطرہ خون تھا آنسوؤن مین کہین گرا ہوگا

غزل میر تقی ملک الشعرا

اِس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا چھوڑا وفا کو اُسنے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مرچلے آتے ہی آتے میر قیامت کو کیا ہوا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کے کیا خجل اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

غزل جرأت

جو دم لب پہ گھبرا کے آنے لگا تو شاید مرا دل ٹھکانے لگا
نہ آنے کا جب مین سنانے لگا وہ آئینہ مجھکو دکھلانے لگا
وہ دلبر کسی سے ہوا ہمکنار کہ دل بر مین کچھ تلملانے لگا
کیا اُسنے جو سیر دریا کا عزم مین آنکھون سے دریا بہانے لگا
کہا طبع نے اور لکھ اک غزل قلم جب مین جرأت اُٹھانے لگا

الضاً

اُسے رحم جب مجھپہ آنے لگا تو صحبت یہ گردون چھڑانے لگا
کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو اشارے سے مجھکو بتانے لگا
مزاج آیا ہنسنے پہ تو غیر سے لڑا آنکھ مجھکو لڑانے لگا
منانا پڑا اور اُلٹا مجھے محبت جو مین آزمانے لگا

غرض دل کے لگجاتے ہی عشق آہ — عجائب تماشا دکھانے لگا
دیا اُسکے در پر جو جرأت نے جی — تو الحمد للہ ٹھکانے لگا

غزل ناسخ

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا — رات بھر مجھکو دل زار نے سونے نہ دیا
خواب ہی مین نظر آیا وہ شب ہجر کہین — سو مجھے حسرت دیدار نے سونے نہ دیا
خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ جز خواب عدم — عمر بھر دیدہ بیدار نے سونے نہ دیا
رات بھر درد جدائی سے کراہا ایسا — کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
یاد اُس زلف کی رہ رہ کے مجھے دلوائی — ہجر مین مجھکو شب تار نے سونے نہ دیا
یہی صیاد گلہ کرتا ہے میرا ہر صبح — نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا
سمجھے تھے بعد فنا پاوینگے راحت ناسخ — حشر تک عدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

غزل لطیف

جو شبکو سویا تو مین نے یار و جمال فخر عرب کو دیکھا — اُٹھا یا پردہ کو عین جسکے جب تو عین نور رب کو دیکھا
عجب بھی احمد کی میم وشین صرف آدم صفی کی خاطر — ہو گرنہ نور احد مین میم نہ کوئی حسب و نسب کو دیکھا
سرا سے تحت الثرے سے لیکر مقام محمود لامکان تک — مین اپنا رنگ دوئی جدا کر جمال احمد مین سبکو دیکھا
بیان شکر اسکا کیا رقم ہو شمار انعام کیا بہم ہو — کہ جسکے رحم و کرم کے اوپر کبھی نہ غالب غضب کو دیکھا
جہان عقبیٰ مین یا الٰہی ہمیشہ رویت سے مصطفےٰ کے — ہر ایک مومن کو ہو سُلادری لطیف نے جو شبکو دیکھا

غزل شیخ السود الملک الشعرا

زخم کا دل کے تر و تازہ ہے انگور سدا — جاری رہتا ہے مری چشم سے ناسور سدا
جسکے ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یارب — چشم زخم اس سے زمانے مین رہے دور سدا
ہے انھین شوق کسی دل کے لہو پینے کا — دیکھتا ہون تری آنکھون کو مین مخمور سدا
گو نہ دے شیشۂ گردون مے گلرنگ مجھے — خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا

یار کی دیکھے تجلی جو تو موسیٰ کی طرح ۔۔۔ سنگ رہ سے ترے نکلے شرر طور سدا
ایک شب آکوئی دلسوز نہ رویا او سپہر ۔۔۔ شمع بھی گور ہماری سے جلی دور سدا
دوستون سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہی ۔۔۔ عشق کے ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سدا

غزل ہدایت

دشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا ۔۔۔ کارخانہ ہی سبھی عشق کا برباد گیا
چشم الفت تھی مجھے تجھسے تو اے طفل سرشک ۔۔۔ ہائے دنیا سے تو لڑکے یونہین ناشاد گیا
یاد کر سبزہ خط اشک جگر سے نکلا ۔۔۔ رو ٹھکر گھر سے یہ لڑکا خضر آباد گیا
یہ ہدایت سے بنا ریختہ کی رکھی قائم ۔۔۔ حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

غزل انشا

اے عشق جلوہ گر ہے تجھ مین ہی ذات مولا ۔۔۔ والسابحات سبحا فالسابقات سبقا
تمنے سکھا دیا کیا جبریل کو نہ جانے ۔۔۔ جھٹ زیر سدرہ اسنے جو بستر اجایا
جو شخص جیسا ہو خدمت مین یان تمھاری ۔۔۔ کیونکر نہ پھر وہ دیکھے لاہوت کا تماشا
فرماوین آپ جو کچھ حقا وہی ہے سچ ہے ۔۔۔ اے میرے پیر و مرشد ہان بادشاہ دانا
گر حکم ہو تو سائین سلفے کا دم لگا کر ۔۔۔ پھنکاون اور رکھی مین سبزی کا ایک کونڈا
ہے یاد مین تمھاری بیٹھا ہوا مراقب ۔۔۔ چہارم فلک پہ عیسیٰ کھینچے ہوے ادا سا
کرو بیان تمھین سب کیون پیشوا نہ سمجھین ۔۔۔ روح القدس ہے ادنیٰ اک بالکا تمھارا
سبزہ اگر چڑھانا منظور صبحدم ہو ۔۔۔ تو لیجیے برگ کوئی والناشطات نشطا
اتنا نہ بکیے پھر یے تشریف لائیے بھی ۔۔۔ حضرت سلامت انشا ہے آپکا یہ چیلا

غزل ذوق

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا ۔۔۔ سبزہ تربت مرا وقف غزالان ہی رہا
مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا ۔۔۔ خاک پر روئیدہ میری عشق پیچان ہی رہا

بندھ سکا ہے نہ مضمون اُس دہان تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر مین زیر زنخدان ہی رہا

جاہل منکر نہ آئے معجزے سے راہ پر
جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا

پاؤن کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

حلقۂ گیسو مین دیکھی کسکے رخسارے کی تاب
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
آخرش دل بہ گیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

سبکو دیکھا اس سے اور اسکو نہ دیکھا جون نگاہ
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اسوقت مین
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

غزل سوز

یہ تیرا عشق کب کا آشنا تھا
کہان کا جان کو میری دھرا تھا

وہ ساعت کونسی تھی یا الٰہی
کہ جس ساعت دوچار اس سے ہوا تھا

مین کاش اسوقت آنکھین موند لیتا
کہ میرا دیکھنا مجھپر بلا تھا

مین اپنے ہاتھ اپنے دل کو کھویا
خداوندا مین کیون عاشق ہوا تھا

ولا کیا آن تھی اللہ اللہ
کہ جس غمزے سے چھاتی پر چڑھا تھا

وہ مجکو ذبح کرتا تھا خوشی سے
مین اُسکی تیغ دستی تک رہا تھا

نہ تھا اس وقت جز اللہ کوئی
دلے یہ سوز پہلو مین کھڑا تھا

غزل حضرت عشق

یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہائے اب تک نہ یار آیا
اُدھر وہ ساقی شراب لایا اُدھر وہ ابر بہار آیا

مین اسکی تیغ نگہ کی برش کو کیا کرون مین بیان تمسے
کہ ایک پل مین ہزار ہمسے ستم رسیدہ وہ مار آیا

کسو کو چٹکی کسو کو گالی کسو کو غصہ ہوا ہر بیٹھا
غضب ہوا ہے جب اسکو یارو نشے کا اپنے خمار آیا

خدا سے ڈر ٹک مجھے بتادے کسے کریگا تو قتل ظالم — جو آج باندھے کٹار آیا جو آج باندھے کٹار آیا
تری محبت مین اے اٹرن ہم لہو ہی رویا کیے پر اکدم — ہمارے رونے پہ تجھکو ظالم نہ رحم آیا نہ پیار آیا
مین دین ایمان جان و دل کو کرونگا یارو تصدق اسپر — اگر وہ رشک بہار آیا اگر وہ رشک بہار آیا
غزل پڑھ مومن اب عشق لیسی آئی ہر ایک مصرع ہو جسکا موزون — اگر اس غزل مین تو طبع اپنی سے گر مین دار و مدار آیا

غزل مومن خان

مین نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا — مین نے تمسے کیا کیا اور تمنے مجھسے کیا کیا
کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہون مجھے — جان کھونے کے لئے اللہ نے پیدا کیا
روز کہتا تھا کہین مرتا نہین ہم مر گئے — ابتو خوش ہو بے وفا تیرا ہی سے کہنا کیا
سر سے شعلے اٹھتے ہین آنکھونسے دریا جاری ہے — شمع سے پہ کسنے ذکر اوس محفل آرا کا کیا
روسیئے کیا بخت خفتہ کو کہ آدھی رات سے — مین یہان رویا کیا اور وہ وہان رویا کیا
آتش الفت بجھا دی داغہاے رشک نے — مدعی کی گرمی صحبت نے جی ٹھنڈا کیا
آنکھ عاشق کی کوئی پھرتی ہے اے وعدہ خلاف — دیکھیئے مین مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا
دہر مین اے بے وفا میری وفا کی دھوم ہے — بوالہوس سے کیا کہون تھا راز جو افشا کیا
کیا خلش تھی رات دل مین آرزوے قتل کی — ناخن شمشیر سے مین سینہ کھجلایا کیا
کیا خجل ہون اب علاج بیقراری کیا کرون — دھر دیا ہاتھ اُسنے دل پر بھی تو دل دھڑکا کیا
غرض ایمان سے ضد اس غارتگر دین کو پڑی — تجھکو اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

غزل ذوقی شاہ

نگر سے ناقہ لیلی کو لے جب ساربان نکلا — نواح عشق سے مجنون کے غم کا کاروان نکلا
پیے دل سے آہ گل سے رنگ بلبل سے فغان نکلا — چمن سے جمع ہو حسرت زدون کا کاروان نکلا
خبر کر دیجیو غماز خسرو سے کہ اے نادان — یہان فرہاد کا مرنا وہان شیرین کا جان نکلا
توانائی نہ اک ساعت نہ سیر ضعف ہستی کی — حباب آسا جو ہم سا ایک جسم ناتوان نکلا

عصا موسیٰ کا بس ہے صوفی و جال مذسب کو
صنم خانہ سے مہدی ہادی صاحب زمان نکلا

غزل جرأت

عزیزو کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریان کا
بہین کتنے ہی دریا گر نہ چھوڑون پاٹ دامان کا

جنون مین دیکھو رتبہ مرے حال پریشان کا
قدمبوسی کو آیا چاک تا دامن گریبان کا

دل پر داغ کی حالت خرابی سے یہ پہونچی ہے
نشان رہجائے جون باقی کسی اجڑے گلستان کا

نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا
گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا

تنگ آئے ہین ہم وحشی کہان دل کھولکر رؤین
کہ وحشت پر ہماری تنگ ہے عرصہ بیابان کا

ہوا وہ خوش تو اب لوگو نے اسکی یہ منادی کی
نہ وان جائے کوئی یان کا نہ یان آوے کوئی وان کا

کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرأت کو
عجب احوال دیکھا ہمنے کل اس خانہ ویران کا

غزل لطیف

شکر اللہ کا جسنے کہ مسلمان کیا
دین احمد کا ہمین تابع فرمان کیا

کونسا شکر کرین ہم ترا اے رب شکور
تونے اُمت پہ محمدؐ کی جو احسان کیا

غیر عیسیٰؑ نہ کوئی حادی انجیل ہوا
تونے ہر فرد کو یان حافظ قرآن کیا

گرچہ نہ ہے خلقت عالم مین سگ و خوک و شغال
مین نہ حیوان ہوا تونے مجھے انسان کیا

جستجو رزق کی کرنا ہے عبث اے رازق
جتنے مرزوق ہین تو انھین مہمان کیا

جب سے ننھے دانت ہمین آئے نہ تب اے رازق
خون مادر کے تئین قوت رگ جان کیا

بندگی پر نہین موقوف ترا لطف لطیف
تونے جب چاہا تو درویش کو سلطان کیا

غزل میر تقی

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہوا ہوگا
دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہوا ہوگا

اک گور غریبان کی کر سیر کہ دنیا مین
ان ظلم رسیدون پر کیا کیا نہوا ہوگا

آنکھون سے تری ہکو ہے چشم کہ اب ہووے
جو فتنہ کہ دنیا مین برپا نہوا ہوگا

صد نشتر مژگان خوبان سے نہ نکلا خون — آگے تجھے میر ایسا سودا نہوا ہوگا

غزل ظفر

دیکھ مجھکو بت بے پیر نے منھ پھیر لیا — آج منھ سے مری تقدیر نے منھ پھیر لیا

عقل نے ہوش نے تقدیر نے منھ پھیر لیا — بس مری آہ سے تاثیر نے منھ پھیر لیا

مین تڑپا بھی دم قتل نہین اے قاتل — کیا سبب جو تری شمشیر نے منھ پھیر لیا

اسکا نقشہ جو ہین چھاتی سے لگایا مین نے — مہ و خور سے فلک پیر نے منھ پھیر لیا

اے ظفر چہرۂ تابان صنم دیکھتے ہی — مہ و خور سے فلک پیر نے منھ پھیر لیا

غزل ذوق

وہ کون ہے جو مجھپہ تاسف نہین کرتا — پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا

کیا قہر ہے دفقہ ہے ابھی آنے مین اُسکے — اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

کچھ اور گمان گزرے نہ دل مین ترے قاتل — دم اس لیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

پڑھتا نہین خط غیر مرادان کسی عنوان — جب تک کہ وہ مضمون مین تصرف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے — دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

تا دل نکرے صاف سے صاف سے صوفی — کچھ سود و صفا علم تصوف نہین کرتا

اے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر — آرام مین ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

غزل معروف

عشق کا سا کبھی آزار نہ دیکھا نہ سنا — اسکا جیتا کوئی بیمار نہ دیکھا نہ سنا

تجھکو جس بزم مین زنہار نہ دیکھا نہ سنا — ناچ اور راگ وہان یار نہ دیکھا نہ سنا

ہم مومین نے کبھی رد کلام واعظ — اُسکے جز مصحف رخسار نہ دیکھا نہ سنا

عشق کی راہ مین نقش قدم و شور جرس — گاہ سینے دم رفتار نہ دیکھا نہ سنا

نرگس و گل نے اسی باغ جہان مین تجھ سا — چشم اور گوش سے اے یار نہ دیکھا نہ سنا

چشم دار ہتی ہین اور گوش بر آواز قدم | عاشقون کو کبھی بیکار نہ دکھانہ سُنا
یہ غزل جسنے سُنی دیکھ کے بولا معروف | کہین اسمین نہین بیکار نہ دکھایا نہ سُنا

غزل رنگ

انس اور جن کی بھی خلقت سب جہان افسانہ تھا | کوئی تھا اسوقت پر مین جب ترا دیوانہ تھا
ماسوی اللہ بن نتھا کچھ کام میری ذات کا | مین نتھا آئین وہ مجھ مین حق مرا ہی خانہ تھا
آنکھ لاگی آپ سے بدنام مجھ ناحق کرے | اسکی کیا تقصیر کہنا دل مرا بیگانہ تھا
جو کیا مجھ ساتھ میرے دل نے سو مین کیا کہون | کچھ کہا جاتا نہین دشمن مرا ہمخانہ تھا
مصرع سودا پہ شاید رنگ کیا بر جا ہوا | سنگ مین آتش نہ تھی جب شمع کا پروانہ تھا

غزل ممنون

تجھے نقش ہستی مٹایا تو دیکھا | جو پردہ تھا حائل اوٹھایا تو دیکھا
یہ سب تیرے ہی حسن کا پرتو اہے | نہ دیکھا تجھے تیرا سایا تو دیکھا
برا مانیے مت مرے دیکھنے سے | تمھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
نہون کیونکہ ممنون پیر مغان کا | یہ عالم جو ساغر پلایا تو دیکھا

غزل انشا

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا | تو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا
گرمی نے کچھ آگ اور ہی سینے مین لگادی | ہر طور غرض آپ سے ملنا ہی کم اچھا
اغیار سے کرتے ہو مرے سامنے باتین | مجھپر یہ لگے کرنے نیا تم ستم اچھا
مشغول کیا چاہیے اس دل کو کسی طور | لے لیوینگے ڈھونڈھ اور کوئی یار ہم اچھا
ہم معتکف خلوت بتخانہ ہین اے شیخ | جاتا ہے تو جا تو بھی طواف حرم اچھا
جو شخص مقیم رہ دلدار ہین زاہد | فردوس لگے آنکو نہ باغ ارم اچھا
کہکر گئے آتا ہون کوئی دم مین مین تم پاس | پھر دے چلے کل کی سی طرح مجکو دم اچھا

اس ہستی موہوم سے میں تنگ ہوں انشا | واللہ کہ اس سے بُرا تب علام اچھا

غزل حسن

وہ جب تک کہ زلفیں سنوارا کیا | کھڑا آسپہ میں جان وارا کیا
ابھی دل کو لیکر گیا میرے آہ | وہ چلتا رہا میں پکارا کیا
قمار محبت میں بازی سدا | وہ جیتا کیا اور میں ہارا کیا
کیا قتل اور جان بخشی بھی کی | حسن اُسنے احسان دوبارا کیا

غزل نظیر

گلزار ہے داغوں سے یہاں تن بدن اپنا | کچھ خوف خزاں کا نہیں رکھتا چمن اپنا
اشکوں کے تسلسل نے چھپایا تن عریاں | یہ آب رواں کا ہے نیا پیرہن اپنا
کس طرح نبے ایسے سے انصاف تو ہے شرط | یہ وضع مری دیکھو وہ دیکھو چلن اپنا
انکار نہیں آپ کے گھر چلنے سے مجھکو | میں چلنے کو موجود جو چھوڑ دو چلن اپنا
مسکن کا پتا خانہ بدوشوں سے نہ پوچھو | جس جا پہ کہ بس کر رہے وہ ہی وطن اپنا

غزل منیر

ہر گھڑی رہتا ہے مجھکو ڈر تری تلوار کا | روز ہوتا ہے تصدق جسپہ سر دو چار کا
ہاتھ بھی اسکو لگاتا ہے کوئی اب یا نصیب | دن بدن بدتر ہے احوال اس ترے بیمار کا
موتیوں کا ہار تو پہنا کرے ہے تو سدا | دیکھیاں آکر تماشا آنسوؤں کے تار کا
دیکھکر صورت مری حسرت زدہ اے دوستو | اک تحیر کا سا عالم ہے در و دیوار کا
اشک کے بدلے لہو آنکھوں سے آتا ہے مری | روتے روتے حال ہے یہ دیدۂ خونبار کا

غزل انشا

ہے بندھا مینھ کے تار کا جھولا | کیوں کٹے چھوٹے یار کا جھولا
ہوگی کس دن کو قطرہ افشانی | منتظر ہے بہار کا جھولا

گانہ اے مطرب آ گے ہے مشتاق — مینھ کا اور ملار کا جھولا
اے صبا باغ مین جھلایا کر — تو مرے گلعذار کا جھولا
رونق افزا ہے عکس سے تیرے — نہر اور آبشار کا جھولا
تیرے ہاتھون مین یہ کہین نہ گڑے — رسن تاب دار کا جھولا
تجھ سے نازک کو چاہیئے کہ ہو — صرف پھولون کے ہار کا جھولا
نکہت گل کے جھولنے کے لیئے — ہے نسیم بہار کا جھولا
چاہیئے طفل اشک کو انشا — مژۂ قطرہ بار کا جھولا

غزل حضرت عشق

لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اسے یار ہوا — خفا نہو ترے صدقے گیا نشا رہوا
جنون ضرور ہے اب مجھسے دست برائی — اگر ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا
تمام قصۂ غم تجھکو مین سناؤن گا — کبھو جو ٹک دل مبتاب کو قرار ہوا
ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گلرو — مجھے یہ غم ہے کہ پھولون کا کیون نہ ہار ہوا
اب ایک بوسے کے دینے پہ منھ بناتے ہو — ادھر تو دیکھو وہ کیا رات کا قرار ہوا
ہمارے سینے پہ داغون سے ہے وہ گلکاری — کہ داغ داغ جسے دیکھ لالہ زار ہوا
مین تیرے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھا — ہزار حیف تو جسپر نہ دوستدار ہوا

غزل عاجز

سجن کا آنا	......	سجن کا جانا	سجن کا رونا	......	سجن کا ہنسنا
بہار گلشن	......	پنپٹ بناوٹ	غضب خدا کا	......	کلی کا کھلنا
سجن کی انکھین	......	سجن کی پلکین	سجن کی زلفین	......	سجن کی باتین
سدا ہین کیفی	......	سدا ہین برچھی	سدا ہین خونی	......	سدا ہین برچھا
تری کمر کو	......	ترے دہن کو	ترے لبون کو	......	ترے سخن کو

وہم سا سمجھا	......	عدم ہو دیکھا	عیقق پایا	......	مین خوب سمجھا
سخنوروں مین	......	قلندروں مین	مدبروں مین	......	جنونیون مین
مین ہون سخنور	......	مین ہون قلندر	مین ہون سیانہ	......	مین ہون دیوانا
مری رباعی	......	مرا مخمس	مرا تخلص	......	خیال میرا
سے رنج سکون	......	ہے غم کا پنجہ	سے زور عاجز	......	سے نقش دریا

غزل اشم

پھر ہمارے آہ و نالہ مین اثر پیدا ہوا
پھر نہال سرو سے گویا ثمر پیدا ہوا

پھر کسی کے کان کے موتی ہمین یاد آ گئے
پھر ہمارا اشک مانند گہر پیدا ہوا

بن کے اختر آسمان پر جلوہ آرا ہو گیا
سینۂ سوزان سے میرے جو شرر پیدا ہوا

ہو گا مائل دل کسی کی صندلی پوشاک پر
بے طرح پھر ان دلون کچھ درد سر پیدا ہوا

بے پری مین بھاگتا تھا دیکھ کر صیاد کو
طائر دل پھنس گیا جب بال و پر پیدا ہوا

پھر در دندان کا ان آنکھون مین عکس آنے لگا
قطرہ اشکون سے پھر سلک گہر پیدا ہوا

سرو نے دعوی ترے قد سے کیا کیا پھل ملا
گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا

کان لگنے کو اشم اب اس دُر نایاب کے
ان دنون پھر ایک رقیب بدگہر پیدا ہوا

غزل سودا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا
لذت کو اسیری کی کر یاد بہت رویا

تصویر میری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی
انداز سمجھ اسکا بہزاد بہت رویا

نالے سے ترے بلبل نم چشم نہ کی گل کی
فریاد مری سنکر صیاد بہت رویا

یان تک مری صورت سے ہے تشنہ لبی پیدا
اس طرف جو ہو گذرا جلاد بہت رویا

جو ہین پڑی بہتی ہین جا دیکھ گلستان مین
تجھ قد سے خجل ہو کر شمشاد بہت رویا

آئینہ جو پانی مین ہے غرق یہ کیا باعث
تجھ سنگ دل کے آگے فولاد بہت رویا

سودا سے مین یہ پوچھا دل مین بھی کسیکو دون — وہ کرکے بیان اپنی روداد بہت رویا

غزل احسان

کہیگی خاک تو پیغام اے صبا میرا — ہوا ہے یار مین دم ہی ہوا ہوا میرا

جو مر بھی جاون نہ کیجو مری وفات کا ذکر — وفا کے نام سے چڑھتا ہے بیوفا میرا

یہ غمزدون کو کھلایا تو کیا ہوا اے عشق — ذرا تو اور کہ پورا ہو ناشتا میرا

یہ سیل گریہ ہے ہرگز نہو گی پند سے بند — بکا جو ناصح تو دو گنا ہوا بکا میرا

جو بوسہ دیجے مزے کا مزہ بدل جاوے — کہان دہنون مین بہت منہ ہے بیڑا میرا

اندھیری رات کو مین روز عیش سمجھا تھا — چراغ تو نے جلایا تو دل بجھا میرا

کہین نہو خفگی تیرے دل مین فکر ہے یہ — کہ خود بخود ہے کچھ اسوقت جی خفا میرا

دو چند حسن ترا فرط خشم مین چمکا — بگڑ کے کام سن اے مہ سنور گیا میرا

شعور و سرد و دا سے تم مدام ہے درد — دوا پذیر نہین درد بے دوا میرا

تمہاری زلف کا شامت زدہ کیو سودا ہے — بلا سے عشق مین دل آن کہان پھنسا میرا

نہ کیونکہ رؤون کہ ہے حال جانکنی مین آہ — رفیق میرا جگر میرا لا ڈلا میرا

کسی نے پوچھا کہ احسان غلام کسکا ہے — لبون پہ لا کے تبسم کو یہ کہا میرا

غزل تازہ از جوش

دیکھ وہ زلف پریشان مین پریشان ہوا — فرقت یار مین سرگشتہ و حیران ہوا

نہ ملا ناقہ اگرچہ دل مجنون میرا — بہت آوارہ بصحرا و بیابان ہوا

اک جھلک دیکھکے جانان کی ہوا غش مجکو — دل حیرت زدہ مژگان کا پیکان ہوا

ساتھ غیرون کے وہ جاتا تھا جو کل بر سر راہ — مجھکو بس دیکھ کے پہچان کے انجان ہوا

جوش کس کسطرح آتا ہے مرے دلمین خیال — بعد مدت کے جواب وصل کا سامان ہوا

غزل خواجہ میر درد

دنیا مین کون کون نہ یکبار ہو گیا
پھر منھ کو اسطرف نہ کیا اُسنے جو گیا

پھرتی ہے میری خاک صبا در بدر لیے
اے چشم اشکبار یہ کیا تجھکو ہو گیا

آگاہ اس جہان مین نہین غیر بیخودان
جاگا وہی اُدھر سے جو مونہ آنکھ سو گیا

طوفان نوح نے تو ڈبائی زمین فقط
مین ننگ خلق ساری خدائی ڈبو گیا

برہم نہو کہین گل و بلبل کی راستی
ڈرتا ہون آج باغ مین وہ تند خو گیا

واعظ کسے ڈراتا ہے یوم الحساب سے
گریان مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

پھوٹے گی اس زبان مین گل زار معرفت
یان بھی زمین شعر مین یہ تخم بو گیا

آیا نہ اعتدال پہ ہرگز مزاج دہر
دے گرچہ گرم و سرد زمانا سمو گیا

اے ورد جسکی آنکھ کھلی اس جہان مین
شبنم کی طرح جان کو اپنی وہ رو گیا

غزل ناسخ

سمجھکے خس مجھی کو جہان نے پاک کیا
ہزار طور کو اوسنے جلا کے خاک کیا

ہوئی جو صبح شب وصل جان ڈوب گئی
قضا نے چشمۂ خورشید کو ہلاک کیا

گلہ نہ یار کا باقی رہا نہ شکوۂ غیر
اجل نے خوب مرے مرحلے کو پاک کیا

عوض شراب کے انگور سے لہو ٹپکا
جو بعد مرگ مجھے دفن زیر خاک کیا

نہ خط جادہ سمجھ اسکو مین نے وحشت مین
برنگ جیب یہ دامان دشت چاک کیا

ترے جلانے کو اے سنگدل صنم ہمنے
اک اور صاعقۂ مستور سے تپاک کیا

خبر کلال کو سرگشتگی کی تھی ناسخ
جو میری خاک سے تیار اسنے چاک کیا

غزل سودا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئین تو مزہ ہے شراب کا

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

زاہد سبھی سے نعمت حق جو ہی اکل و شرب
لیکن عجب مزہ ہے شراب و کباب کا

غافل غضب سے ہوکے کرم پر نہ رکھ نظر
پر ہے شرار برق سے دامن سحاب کا

قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سے
دریا مین ہے ہنوز پھپھولا حباب کا

اے برق کسطرح سے مین حیران ہون تجھ سے
نقشہ ہے ٹھیک دل کے مرے اضطراب کا

سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور
جلوہ ہر ایک ذرّہ مین ہے آفتاب کا

غزل آتش

ہر حال مین ہے اپنے مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان کیطرح گر د ہون دیکھین اگر طبیب
آنتی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جا نکاہ جانخراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار مین ایک ایک خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ بہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے ہین اے ترک کشتنی
ابرو سے تیر سے ہو تری تلوار دلفریب

دیوانے گر د رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دل کش ہر اک دکان ہے بازار دلفریب

سودا اے عشق کے لیے ہے خوش جمال شرط
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین مجکو قاتل خوش رو کی ہے تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہے اک بیت انتخاب
کیونکر نہو وہ ابروے خمدار دلفریب

اس گل نے گوش دل سے سنا اک نہ حیف
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

غزل سودا

کھولی گرہ جو غنچہ کی تو نے تو کیا عجب
یہ دل کھلے جو تجھ سے تو ہو اے صبا عجب

گل داد عندلیب کو پہونچا تو کیا ہوا
فریاد کو مری ہے ترا پہونچنا عجب

اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
تو بھی وہ بت نہ رام ہو الحذر عجب

بیگانہ وار آکے نہ پوچھا کبھی ہمین
تم بھی تو ہو کوئی مری جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی ولے	اے شیخ میکدے کی ہے آب و ہوا عجب

غزل سودا

ہالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب	راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب
سانس ٹھنڈی کسی مایوس کی ہے ورنہ نسیم	کر سکے ہے ترے کوچے سے گذر آخر شب
مژدۂ وصل ترا یار مجھے یون پہونچا	جون مہ عید کے صائم کو خبر آخر شب
دوست ہر چند ہمارا ہے موذن لیکن	دشمن خواب ہے جون مرغ سحر آخر شب
اسقدر شیفتہ ہے شکل کا اپنی کہ سدا	آئینہ ہاتھ مین مشرق کو نظر آخر شب
انتہا عیش جہان کا جو تو دیکھا چاہے	بزم مستان پہ نظر غور سے کر آخر شب
صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا	کچھ ڈھلا دور سے آیا وہ نظر آخر شب

غزل سوز

ہمارے پاس بھی گاہے نہ گاہے آئیے صاحب	نہین کچھ راہ ملنے کی مجھے بتلائیے صاحب
کسیکے لینے دینے مین نہین کونے مین بیٹھے ہین	تمھارا غم ستاتا ہے اُسے سمجھائیے صاحب
پڑے تھے دل کے پیچھے سو تو اُسکو لیچکے اب کیا	اگر یہ جان بھی درکار ہے لیجائیے صاحب
یہ لیچل جان بھی اللہ اکبر تم ہوئے رخصت	تمھارا کام پورا ہو چکا اب جائیے صاحب
قیامت تک رہیگی کہنے سننے کو وفا تیری	کھڑے رہکر بھلا اس سوز کو گڑوائیے صاحب

غزل تابان

مت کر فغان تو باغ مین زنہار عندلیب	صیاد ہو مبادا خبردار عندلیب
سیر چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھ	تو کس بلا مین ہیگی گرفتار عندلیب
آتا ہے رحم مجھکو کہ گلچین کے ہاتھ سے	تو کھینچتی ہے سخت یہ آزار عندلیب
تنہا تو ہی خراب نہین گرخون کے ہاتھ	تابان بھی ہے اسیطرح سُن خوار عندلیب

غزل نور

سکے ہے تو تو کسی کو صنم عجیب و غریب
دلے سے ہے تو بھی خدا کی قسم عجیب و غریب

ہلال عید مین ہے خم پہ غیرت خورشید
یہ تیغ سے ہے ترے ابرو کا خم عجیب و غریب

شفاے چشم مین ہو جس کو مہربانی عین
نہو وے کیونکہ پھر اسکا ستم عجیب و غریب

بیاض کیون نہ جلے میرے سوز نالے سے
مین نور سوز کرون ہون رقم عجیب و غریب

غزل

دربان نے وان تو بند رکھے پٹ تمام شب
یان سر تھا اور تھی تری چوکھٹ تمام شب

خانہ خراب جیسے ہے زلفون مین تیرے دل
روح اپنی گھٹ سے رہتی ہے پر گھٹ تمام شب

چھاتی پہ مثل مار سیہ لوٹتی رہی
اُس زلف عنبرین کی وہ پھر لٹ تمام شب

محفل مین ڈر کے ضبط سے ساقی کے روبرو
آنسو پیا کیا جو مین غٹ غٹ تمام شب

قطرے تھے یا تھے ریزۂ الماس جس سے آہ
لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب

لگ لگنے بھی دیا نہ مجھے عزم وصل مین
بچلا یئون سے اُسنے کہا ہٹ تمام شب

غزل میر تقی

کیسی مسجد کیسا میخانہ کہان کے شیخ و شاب
ایک گردش مین تری چشم سیہ کی سب خراب

تو کہان اُسکی کمر کید ھر نہ کر یو ن اضطراب
اے رگ گل دیکھیے کھاتی ہے جو تو پیچ و تاب

مونڈ رکھنا چشم کا ہستی مین عین دید ہے
کچھ نظر آتا نہین جب آنکھ کھولے ہے حباب

تو ہوا اور دنیا ہو ساقی ہے ہو اور ہستی مدام
پیر بطا صہبا نکالے اوڑ چلے رنگ شراب

ہے ملامت تیرے باعث شور پر تجھسے نمک
ٹک تو رہ پیری چلی آتی ہے اے عہد شباب

یہ خرابی کب سے تھی شایان آہوے حرم
ذبح ہونا تیغ سے یا آگ سے ہونا کباب

کیا ہو رنگ رفتہ کیا قاصد ہو جس کو خط دیا
جز جواب صاف آئے کب کوئی لایا جواب

ہوے اس چلنے پہ اے مستی دور چرخ مین
جام پر تو گردش آوے اور میخانہ خراب

خوب حرفے بن الف بے کے نہین پہچانتا
ہون مین ابجد خوان شناسائی کو مجھسے کیا حساب

بست ڈھلک مٹ گئا نسے تو اب اے اشرشک آبدار
مفت مین جاتی رہیگی تیری موتی کی سی آب

کچھ نہین بجز جہان کی موج پر مت بھول میر
دور سے دریا نظر آتا ہے لیکن ہے سراب

غزل سراج

یا الٰہی گر نظر آوے مرا محبوب خوب
ہوش کے لشکر کو گر آکر کرے مغلوب خوب

بلبل گلشن غزل خوان ہے فراقِ گل ستی
گر ملین آپسمین دو نون طالب و مطلوب خوب

آرۂ غم گر چلے سر پر مثال زکریا
یار کے جور و جفا پر صبر جون ایوب خوب

آزماتا ہون کہ درد سر ہے فکر دنیوی
سب سے بے پروا ہوا ہے عالم مجذوب خوب

دل کے سیپارے کو ہیکل کر رکھے ہین برہمن
جد دل زخم و جفا سے ہے اسے اسلوب خوب

سبزۂ خط خوشنما ہے تجھ لبون کے آس پاس
چونکہ پانی کے کنارے پر لگی ہے دوب خوب

یوسف مصری کب آویگا مرے پاس اے سراج
از سر نو ہووے نور دیدۂ یعقوب خوب

غزل فاضل

اس خوب رو کے آگے اگر آئے آفتاب
خجلت سے پھر زمین مین سما جائے آفتاب

گر وقت شام اس مہ تابان کو دیکھ لے
تا صبح پیچ و تاب پڑا کھائے آفتاب

سلگئے اُس شمع رو کے روبرو کب تاب لا سکے
سو سو طرح سے بن کے اگر آئے آفتاب

روبرو کب سرخ رو ہو سامنے اُس سرخ رنگ کے
رنگ شفق ہزار بنا لائے آفتاب

اس مہ جبین کے جلوۂ پر نور کو اگر
ذرہ بھی دیکھ لیوے تو گھبرائے آفتاب

فاضل تو اُسکی آتش ہجران مین جل بجھا
ڈرتا ہون اسطرح سے نہ جل جائے آفتاب

غزل آتش

روشنی اُس گل کی کرجاتی ہے کار آفتاب
حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے
رات بھر رکھتی ہین آنکھین انتظار آفتاب

ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل
ہم کہے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب

نقش کس دلمین نہین رخسار روشن کا ترے — کونسا گھر ہے نہین جس مین گذار آفتاب
منھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پر نور سے — کیجیے اپنے کف پا کو دو چار آفتاب
حسن مخلوقات سے اشرف جمال اللہ رہے — بیحساب ان عارضون مین ہے شمار آفتاب
یہ دعا کرتے ہین اس رخ کو ترقی خواہ حسن — روشنی طور ٹرے پر ور دگار آفتاب
کیف مے سے سرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا — ہم بہار باغ لوٹین ہم بہار آفتاب
خانۂ دل مین جگہ دیجیۓ جمال یار کو — دیکھیے برج شرف مین اقتدار آفتاب
دم فنا اس روئے روشن کے نظارے نے کیا — طائر جان ہوگیا اپنا شکار آفتاب
روتے روتے پہلوئے گل مین گذر جاتی ہے رات — یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب
پانون تیرے اسمین اے محبوب ہم دھویا کرین — ہاتھ آجائے جو طشت زر نگار آفتاب
صبح محشر کا ہے آنکھوں مین آنکھون کے اشتیاق — ہجر کی شب مین جو ہین امیدوار آفتاب
غور رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم — روئے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب
مرگئے پر بھی نہ بھولے گا رخ زیبائے یار — ذرّے اپنے خاک کے ہونگے نثار آفتاب
دل جلا ہی گرمیون سے اسلیے بے یار اب — بھاگ جاؤن وان نہو جس جا گذار آفتاب
روئے یار اپنی طرف سے پھرنے اے آتش نہ دین — ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

غزل شادان

بہار آئی ہے اب دلمین ہے ہوائے شراب — صنم کے ساتھ مزا ہے نہین سوائے شراب
عجب مزا ہے کہ اُسنے قبول کرکے لیا — جو اپنے ہاتھون سے آپ ہی ہمین پلائے شراب
سبو سبو جو خدا چاہے ہے سو پیوینگے — بہار عیش مین ساقی اگر لے آئے شراب
جو اسکے نشہ مین آتی ہے یاد دلبر کی — تو صاف کہتا ہے ساقی نہین بجائے شراب
کہان شراب حقیقی مین درد رہتی ہے — نہین ہے درد یہان دیکھ اب صفائے شراب
نہین سماتے ہین پھولے ہوئے جو شادان ہم — گلاب پیتے ہین اس گل سے ہم بجائے شراب

غزل ناسخ

گر دہان تنگ تیرا دیکھ پاے عندلیب
غنچۂ گل سے چمن مین تنگ آئے عندلیب

گر ترے دست حنائی دیکھ پاے عندلیب
شاخ گل کو آہ سوزان سے جلاے عندلیب

پیرہن مین نے کیا پرزے تو پھر دیر گل
تو بھی کر سب بال و پر اپنے اڑائے عندلیب

ذبح کر اس غیرت گلشن پہ مجکو وار کر
بس یہی صیاد سے ہے التجائے عندلیب

عاشقون کی قدر معشوقون سے ہوتی ہی ہوا
دیکھ لو گل سے زیادہ ہے بہائے عندلیب

شمع کے شعلہ کو گر تشبیہ دون گلگیر سے
بزم مین گلگیر سے نکلے صدائے عندلیب

کب قفس مین صحن گلشن یاد آتا ہے اسے
عارض صیاد سے حاجت روائے عندلیب

جام مے لبریز ہین ساقی فقط مطرب نہین
گل کھلے ہین باغ مین خالی ہے جائے عندلیب

جائے گل دیکھون الٰہی منہ اُسی محبوب کا
ہے یہی ہر صبح گلشن مین دعائے عندلیب

نقش پا تیرا جو ہو اک گل ہو دولے خوش خرام
ہر صدائے پا ہے رشک نغمہائے عندلیب

نالۂ موزون یہ کہتے ہین باواز بلند
آج ہم باطل کرین گے دعوہائے عندلیب

موسم گل ہو چکا آئی خزان مرجاینگے
کھینچ گلشن مین شبیہ اپنی برائے عندلیب

بعد مردن اُڑتے پھرتے ہین چمن مین بال و پر
عشق گل مین دیکھ لے ناسخ وفائے عندلیب

غزل ذوق

پی بھی جا ذوق نکر پیش و پس جام شراب
لب پہ توبہ ترے دل مین ہوس جام شراب

باز گشت اپنی ہے یون جانب خم رواں
جیسے ساقی طرب باز پس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ جسمین کہ نہین
نہ شکست ایک صدائے جرس جام شراب

محتسب شعلۂ آواز سے جل جاؤن گا
گرچہ لوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو نشے مین بہکا
خس کے شیشے کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کے ہے مژگان مین اسیر
تازہ مضمون ہے جو باندھون قفس جام شراب

دل شکستہ ہو نہین وہ ٹوٹ کے ہو سو ٹکڑے — نام لکھدے جو کوئی میرا لبِ جام شراب
ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہے — رات بھر گشت کرے ہے عسسِ جام شراب
نوشِ دارو سے بھی بہتر ہے دمِ ذبحِ خمار — ساقیا شربتِ فریادرسِ جام شراب
بے خبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے — بیزبان ہے جو وہان جرسِ جام شراب
ابلقِ چشم سیہ مست کو تیری دیکھا — ورنہ ابتک تو ترستا فرسِ جام شراب
نخلِ مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو — پہلے پہونچا ہے ثمر پیش رسِ جام شراب
مجکو اس بوسۂ دندان نے بیزار ز بوسۂ لب — نقلِ نمکین مین دیے چند بسِ جام شراب
بادۂ صاف مین آیا ہے کہان سے تنکا — عکسِ مژگان ہے ترا اسمین خسِ جام شراب
ذوق جلدی دے گلرنگ سے دے ساغرِ گل — لبِ نازک کو ہے اسکے ہوسِ جام شراب

غزل سلیمی

اے مرے رشکِ قمر ناز سے آنا کیا خوب — دلِ عشاق کو غمزے سے لبھانا کیا خوب
تونے بیگانہ سمجھ مجھکو بٹھایا ہے دور — اپنی خلوت مین رقیبون کا بلانا کیا خوب
دامِ کاکل مین تو ہے طائرِ دل میرا اسیر — تسپہ اے رشکِ پری مجھکو ستانا کیا خوب
شکل پروانے کے اس دلکو جلاتا ہون سدا — شمع و تیرے لیے جان کا جانا کیا خوب
چابنا پان کا مسی کی دھڑی پر آفت — لعلِ لب کھول کے دانتونکا دکھانا کیا خوب
ناگنی زلف کی جب مانگ نکالو ہو صنم — دلِ زخمی کا مرے شانہ بنانا کیا خوب
اس **سلیمی** کو صنم مہر و وفا سے ہردم — رات دن اپنے چھپر کھٹ پہ سلانا کیا خوب

غزل ناسخ

ہے مری مستی کو عشقِ ساقیِ کوثر شراب — رات دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب
ہے تصور کسکی چشمِ مست کا جو ان دنون — جائے اشک آنکھون سے جاری ہوتی ہے اکثر شراب
خون نظر آتا ہے صاف اسکے تنِ نازک سے یون — جس طرح مینائے بلورین مین ہو احمر شراب

ہے دل مجروح کی اس چشم میگون پر شفا — کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
گرچہ ہون میکش تو اے زاہد نہ کر غیبت مری — گوشت کھانے سے برادر کے یہی بہتر شراب
کانپتے ہین اہل عصیان وحشت تقدیر سے — رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہے اکثر شراب
گرمی خورشید محشر سے نہ کیجے تا گریز — اسلیے کرتا ہے واعظ مجھکو دامن تر شراب
لذت عشرت ہوئی بے تلخ کامی کب حصول — ذائقہ مین دیکھ تو رکھتی ہے تلخی تر شراب
مے کشی سے زاہدون کو اس لیے انکار ہے — تا نہ ان بد طینتون کے کھول دے جوہر شراب
ہین جو عالی ہمت انکو میکشی سے شوق ہے — آدمی کے عرش پروازی کو ہے شہپر شراب
ہون نجس ہر چند لیکن پاک کر دے گا وہی — جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے اطہر شراب

غزل سودا

گرچہ ہون زیر فلک نالہ شبگیر نصیب — پر اُسے کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب
جبتک اسکو ہے تری زلف گرہگیر سے کام — کس قدر یہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب
ٹوٹے دلکو نہ بناتے مین کسی کو دیکھا — ظاہرا دہر مین یہ گھر نہین تعمیر نصیب
جرم گو غیر کرے تو بھی معاتب ہون مین — بیگنہ مجھسا کوئی دیکھا ہے تقدیر نصیب
کوئی تو کشتۂ ابرو ہے کوئی مژگان کا — تیغ قسمت مین کسی کے ہے کوئی تیر نصیب
کیمیا خاک در شاہ نجف ہے سودا — حق تعالےٰ کرے اس طرحکی اکسیر نصیب

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

کیا ہوا مجھسے کشیدہ ہی وہ گر آپ سے آپ — کشش دل اسے کھینچیگی ادھر آپ سے آپ
اس دل آزار کا کیا جانے ہے کیا خوف مجھے — دل دھڑکتا ہی مرا دو دو پہر آپ سے آپ
ہے ابھی رات کہان جاتے ہے اے ماہ لقا — بول اُٹھا یہ یونہین مرغ سحر آپ سے آپ
بخت برگشتہ جو ہو جایئن گے میرے سیدھے — وہ چلے آئینگے سیدھے مرے گھر آپ سے آپ
گل بھی دیوانے ہین تیرے جو کہ آتے ہی بہار — ٹکڑے کر ڈالتے ہین جیب و جگر آپ سے آپ

آتش شوق سے اوڑتا ہے برنگِ سیماب
لگ گئے ہین دلِ بیتاب کو پر آپ سے آپ

دل سے ہے راہ اگر دل کو تو ہو جاوے گی
بے خبر تجھ کو محبت کی خبر آپ سے آپ

دل کے آئینہ کو تو صاف تو کر دیکھ ذرا
اُسکی صورت تجھے آویگی نظر آپ سے آپ

جبکہ ہو جاویگا اُس زلف سے دل کا سودا
بھید کھلجائیگا تب سود و ضرر آپ سے آپ

اے پری وش تری زلفین وہ بلا ہین جنکو
دیکھکر ہوتا ہے دیوانہ بشر آپ سے آپ

فکر و تدبیر سے کیا ہوگا کہ جو ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت سے ظفر آپ سے آپ

غزل ناسخ

تیرے کوچے مین کھڑا رہتا ہون مین اے یار چپ
رات دن جس شکل سے ہو صورت دیوار چپ

کاروان شہر خاموشان کے ہین رہبر خدنگ
اس لیے رہتے ہین اے قاتل لب سوفار چپ

قیمت اس شیرین زبانی سے بیان یوسف نے کی
رہگیا حیرت سے سارا مصر کا بازار چپ

فاش ہوتے ہین کمالِ عشق مین اسرار عشق
ہوش مستی مین نہین ممکن کہ ہو میخوار چپ

ہین یہ بت واللہ بید رد انکو ہے کسکا خیال
سمجھین صحت مرکے ہو جاوے اگر بیمار چپ

تیرے کوچے مین جو کرتا ہون فغان معذور ہون
کس طرح گلزار مین ہو بلبل گلزار چپ

ہے قیامت صحبت ارباب غفلت کا اثر
پاس سوتا ہے جو کوئی رہتے ہین بیدار چپ

خواب مین بھی یار کے شکوے کا گر آیا خیال
بول اُٹھا پاس وہان اے لب اظہار چپ

روندنے والے نہ ہرگز درد سے ہون نعرہ زن
صبر سے گر پائمالی مین نہ ہو ہر خار چپ

خوش کلامی اسکی ہو جب بزم مین حیرت فزا
ہون دہن انسان کے مثل دہن دیوار چپ

کیون نہین دیتا کسی کو تو جواب اے سنگدل
سنکے جب آواز کو رہتے نہین کہسار چپ

لال ہوتی ہین زبانین ناسخ اپنے سامنے
بغض سے دشمن رہین سنکے یہ اشعار چپ

غزل آتش

بل کھا سکے نہ صورت گیسوئے یار سانپ
تو رٹے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ

احول کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا
دو زلفین یار کی نظر آئی ہین چار سانپ

کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکون مین پیرہن
سودائے زلف یار مین ہے تار تار سانپ

افشان چھڑک کے یار کی زلف سیاہ پر
دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ

موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوے
کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہے بال بال
کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ

اس زلف مین ہے جیسے مرا داغدار دل
طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ

سودائے زلف مین ہے جو کچھ حال کیا کہون
رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف
بو پا کے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ

موذی کو چاہتا ہے سدا آسمان دون
اکثر بنایا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ

آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہے
رخسار گنج ہین نہ تو گیسوے یار سانپ

غزل انشا

پھرا جو آنکھ مین اس زلف عنبرین کا سانپ
کہ موج اشک ہوا اپنی آستین کا سانپ

لٹ اسکے بالون کی غصہ مین ٹک جبین پہ رکھو
یہ ایسا ہوویگا صحراے ملک چین کا سانپ

کچھاری چوٹی یہ کسکی تھی جسکے دھوکے مین
جگر کو کاٹ گیا شوخ یاسمین کا سانپ

مگر وہ زلف مددگار چشم تھی کہ مرے
ڈسے ہے دل نگہ سحر آفرین کا سانپ

عمامہ والے سے ایدل تو بچکے نکلا کر
کہ ہے یہ زاہد مکار راہ دین کا سانپ

شب فراق تو ایک ہی تھی اژدہا تمثال
کہ تھا خیال مین اس جعد عنبرین کا سانپ

صباح کھنچ زرین آفتاب کو دیکھ
کہا یہ مین نے یہ کاڑھا نہین زمین کا سانپ

نگل ہی لینے کو نکلا ہے غار مشرق سے
وہ پھین نکالے ہوے چرخ چارمین کا سانپ

عصاے حضرت موسیٰ ہوا اپنی آہ انشا
کبھی کہین جو کرے میرے قصد کین کا سانپ

غزل آتش

دکھلاتی ہے رنگینیِ رخسار عجب روپ
رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ

کہتا ہے گل ولالہ کوئی کوئی مہ و مہر
لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ

نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک
بدلے ہوئے ہے مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہون ترے دید کی آنکھین
دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ

دلاون کی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو
پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ

اس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر
ہوتا ہے مرا صورت بیمار عجب روپ

جب دیکھئے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا
ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹھکھیلی کی چالین
ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ

کھلجائین تجھے معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

غزل ناسخ

ردیف تائے فوقانی

اس چمن مین ہین بے شمار درخت
پر کہان مثل قدّ یار درخت

وہ ترا سرو قد ہے بے سایہ
صدقے ہین لاکھ سایہ دار درخت

میرے سوز درون سے کیا نسبت
مین ہون انسان اور چنار درخت

ہر روش پر ترے ہی مجرے کو
ہین کھڑے باندھکر قطار درخت

آنکھین بادام ہین زنخدان سیب
قد جانان ہے میوہ دار درخت

سرو و شمشاد و سدرہ و طوبے
صدقے اس قد پہ ہین چار درخت

ہین وہ دیوانے جو ہین اہل متاع
سنگ کھاتے ہین باردار درخت

سوز دل سے زمین جلتی ہے
سبز کیا ہو سر مزار درخت

فندقی میوہ ہاتھ ہین شاخین
گل ہین رخسار قد یار درخت

لیک مجھ دل جلے کی تربت پر
سبزہ ہوگا نہ جز چنار درخت

ہون مین عاشق انار پستان کا
ہو نہ تربت پہ جز انار درخت

آدمی کیا کہ ترے فرمان سے — دوڑے آتے ہین لاکھ بار درخت
تاقیامت خلل نہین ناسخ — نخل غم کا ہے پائدار درخت

غزل شاہ نصیر

چل و لاس کوچے ہین فوج اشک چشم تر سمیت — بادشاہ ملک تن ہے تو نکل لشکر سمیت
کیون نہ ہم شیشے کو پٹکین باغ مین ساغر سمیت — توڑتا گلچین ہے غنچے کو گل احمر سمیت
دیکھی آدھی رات کو مانگ اسکی جب جھومر سمیت — کٹ گئی تب کہکشان دنبالہ دار اختر سمیت
چشم وہ کیا ہے کہ جسمین ایک بھی آنسو نہین — آبرو تب ہے صدف کی جبکہ ہو گوہر سمیت
قشقہ اس بت کی جبین پر جون الف یارو نہین — دیکھ لو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
آنسوؤن کے بوجھ کی لائی نہ مژگان تاب آہ — عاقبت ٹوٹی رسن طفلان بازیگر سمیت
ابروے پُر خم کے پہلو مین بنا کاکل کا خال — اے قمر طلعت نکلتا ہے ہلال اختر سمیت
نان کے حلقے سے بچ اس بحر خوبی کے دلا — ڈوبتی کشتی ہے اس گرداب مین لنگر سمیت
حسن سے آگاہ گر مغرور خوبان تو کیا — گاڑ ہی دیتا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
ہے نمود خط ترے رخسے اٹھا دے رخسے زلف — رات کو خوبی ہے لالہ کی مہ انور سمیت
گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین — رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
ذکر کسکی جامہ زیبی کا چمن مین اے صبا — کی جو سو ٹکڑے قبا ہر گل نے بالا بر سمیت
ہین خط پشت لب و لبر کے ہون بوسے پہ خوش — زہر ہے اسنے دیا یار و تو دان شکر سمیت
تونے کیون صیاد پھینکا لاشہ بلبل کو آہ — واب دیتا تھا کہین گلشن مین بال و پر سمیت
موج ہاے بحر کی ہو مشق پیتابی دو چند — گر نہاؤن تا بسینہ مین دل مضطر سمیت
ابروے پر چین پہ اسکی دل نظر کر غور سے — دیکھتے ہین اصفہانی تیغ کو جوہر سمیت
حشر کو جاہین گے تجھسے خونبہاے دل صنم — ساتھ اپنے تجھکو لیکر تیغ اور خنجر سمیت
مہر ہاے داغ سے معمور ہے سینہ تمام — روبرو اللہ کے جائین گے ہم محضر سمیت

شوق اگر قلیان کشی کا ہے تو مہتابی پہ بیٹھ
لے کے سلطان خوبان شب کو کروفر سمیت

پیچوان نیچہ ہے الحقہ سہین ہے ماہ
عقد پروین کی چلم گردون کی ہی اختر سمیت

ہے تپ ہجران نہ لکھ نسخے مین میرے اے طبیب
ق
خرفہ و کشنیز و رب انار تر سمیت

یار کے خال و لب رنگِ مسی کا ہے خیال
تخم ریحان دے مجھے عناب و نیلوفر سمیت

ہمکو ترغیب طواف کعبہ مت کر زاہدا
زاد رہ تو لیکے جا احرام کی چادر سمیت

ابرو و بینی سے اپنے رخنہ دکھلاتا ہے یار
نقشۂ محراب بیت اللہ کو منبر سمیت

پان کی سرخی دکھا مت کر مسی سے لب سیاہ
لعل کو رکھتا ہے ہان کوئی بھی خاکستر سمیت

پڑھ یہ تبدیل قوافی اس زمین مین اے نصیر
دوسری بھی وہ غزل مضمون تازہ تر سمیت

غزل آتش

قامت سے دکھا یار تماشائے قیامت
ہو آج ہی ہونا ہے جو فردائے قیامت

دونون سے علاقہ نہ رہا چاہ کے تمکو
جنت کے نہ دوزخ کے ہوئے ہائے قیامت

واعظ سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے
دیدار کے بھوکون کو ہے صحرائے قیامت

اس مرحلہ مین خون جگر کھانا پڑے گا
بے دانہ و بے آب ہے سودائے قیامت

شاعر ہون یہی عرصۂ محشر مین کہون گا
کیا مصرعۂ برجستہ ہے بالائے قیامت

رحمت سے تری ڈر نہین ہرچند کہ ہووے
فردائے قیامت پس فردائے قیامت

کشتے تری خلخال کے آواز کے ہین ہم
ہمسے نہ سنا جائیگا غوغائے قیامت

دو گام جو محشر مین چلے تم روش ناز
پامال ہوئے فتنۂ صحرائے قیامت

اس قد کشیدہ کا نہ مشتاق ہو اے دل
اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت

اے داغ جنون حشر کا خورشید ہے تو بھی
گرمی سے تری ہوتی ہے ایذائے قیامت

آتش نہین بیچ رہنے کے تمکو بھی کریگا
صحبت مین شریک انجمن آرائے قیامت

غزل سودا

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست — ہم پوجتے ہین اُسکو جو ہو آشنا پرست
اس دور مین گئی ہے مروت کی آنکھ پھوٹ — معدوم ہے جہان مین چشم حیا پرست
دیکھا ہے جب سے رنگ کفک تیرے پانؤ مین — آتش کو چھوڑ گبر ہوئے ہین حنا پرست
چاہے کہ عکس دوست رہے تجھ مین جلوہ گر — آئینہ وار دل کو رکھ اپنے صفا پرست
آوارگی سے خوش ہون مین اتنا کہ بعد مرگ — ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست
سودا سے شخص کے تئین آزردہ کیجیے — اے خود پرست حیف ہنہین تو وفا پرست

غزل میر

وصل دلبر نہ تاک ہوا قسمت — مر چکے ہجر مین بھی یا قسمت
ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی — ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت
شیخ جنت تجھے مجھے دیدار — وان بھی ہر اک کی ہے جدا قسمت
پھول جن ہاتھون سے سبھونکو دیئے — زخم تیغ اُنسے اپنی تھا قسمت
کیا ازل مین بلا نہ لوگون کو — تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

غزل آتش

مہندی سے لال لال ہوے دست و پاے دوست — خون شہید ناز ہوا ہے حناے دوست
حصے مین دوستون کے ہین جور و جفاے دوست — دشمن خدا نخواستہ ہو مبتلاے دوست
دل کو ہوے ہین معنی توحید منکشف — آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سواے دوست
لاتین چلینگی سینے پہ اپنے شب وصال — کیا کیا نہ غل مچاینگے خلخال پاے دوست
کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو — ہم بھی ہین سائل در دولتسراے دوست
زندہ سنے تو مردہ ہو ہوجاے دم فنا — مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پاے دوست

غزل سلیمی

نہ پسیے کیونکہ خزان رشک سے بہار پہ دانت — جو موتیا کے گلے دیکھے روے یار پہ دانت

نہین ہے خار مغیلان مزار مجنون پر
زمین نے کھوے ہین لیلی کے خاکسار پہ دانت

پھڑک گیا وہین شب بے تکلفی کے سبب
لگے جو عالم مستی مین گلعذار پہ دانت

کہ بیوفائی قسمت سے خلق عالم کے
تمام عمر سے ہین جانب مزار پہ دانت

یہ بخت الٹ گئے اگر دن بھی کچھ اثر نہ ہوا
مین پیستا رہا رات اپنے تیرہ تار پہ دانت

مراد دل کی خدا پر ہے تو ملے ہی گی
ہے کوہ کن نے لگایا یہ کوہسار پہ دانت

شب وصال سلیمی کو جو نہ دیکھ سکے
الٰہی اُسکے لگین وصل او رپیار پہ دانت

ایضاً

یہ وہ فلک ہے کہ ہین لسکے ہر بہار پہ دانت
مدام پیستا رہتا ہے لالہ زار پہ دانت

فلک پہ چاندنی حسرت سے پیستی ہے سدا
ہمارے رشک قمر کے گلے کے ہار پہ دانت

شب وصال پرا اسکی خدنگ آہ لگے
رکھے جو اپنے کوئی روز انتظار پہ دانت

غضب ہے ہر گھڑی جراح بیوفا ظالم
رکھے ہے نشتر سوزن کے دلفگار پہ دانت

الٰہی کیونکہ ہون بوس وکنار اُس بُت سے
رکھون ہون عمر سے جس شوخ کی بہار پہ دانت

مساس خون شہیدان سے شکل نشتر کی
یہ دیکھ لو جو نہ رکھے ہون تیغ یار پہ دانت

سحر کو افعی لالہ رقیب کا اے جان
نکالتا ہے تری زلف تابدار پہ دانت

یہ وہ فلک ہے کہ حاسد ہے ہر محبسم کا
مدام کھولے ہی رہتا ہے لو رونار پہ دانت

سلیمی غم کی پیا پے پڑے ہے آہ ہمدم
ہمارے جان و دل و عجز و انکسار پہ دانت

غزل جرأت

بلائین ہاتھون نے میرے جو لین تمہاری رات
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات

پڑے تڑپتے ہین بستر پہ آہین بھر بھر کے
جو یاد آتی ہے صورت پیاری پیاری رات

پلک نہ رات جھپکتی تھی دل دھڑکتا تھا
نہ پوچھ کے وعدے پہ حالت تھی یہ ہماری رات

اگرچہ دن بھی کٹے ہے بری طرح سے ولے
ترے مریض پہ لاتی ہے سخت خواری رات

سحر کو پارۂ بستر نظر پڑا نہ کہین
تڑپ تڑپ کے یہ کی ہمنے بیقراری رات

اب اسکے وعدے پہ یون روز و شب کٹے ہی ہین
قدم شماری ہے دنکو تو دم شماری رات

صدا ے شب نہین ہو جہ تیرے عاشق کی
کرے ہی حال زبون پر یہ آہ و زاری رات

ترے مریض پہ کیا جانے کیا ہوا تا صبح
کہ لوگ کرتے تھے گرد اُسکے اشکباری رات

الٰہی پہلے مرے تن سے جی روانہ ہو
کرتا کہے نہ کوئی وصل کی سدھاری رات

جدا ہوے ہون جو اس لب سے لب تا دم صبح
میسر آئی ہے ایسی بھی لاکھ باری رات

یہ ہاے اب تو وہ صحبت نہین ہی خواب مین بھی
اسی خیال سے ہم جاگتے ہین ساری رات

شب فراق کٹے کس طرح سے ملے جرأت
یہ رات وہ ہی کہ کہتے ہین جسکو بھاری رات

غزل مسافر

ہاے کس سے کہون مین دلکی بات
روتے روتے کٹی ہی ساری رات

پر نہ رحم آیا بھی تجھے ہر چند
سنکے احوال کو مرے ہیہات

تجھ سے گالی وہ جھڑکیان کھائین
الغرض لے گیا بسر اوقات

کیا بھلا ہو گیا ترے دلکو
چھوڑ دی ہمسے تو نے رمز و لکات

نہ کبھی خط نہ گاہ پیغام سے
کب تلک اسطرح ہمارے سات

اب تو آ مجھ طرف ارے قاتل
جان جاتی ہی وقت ہے سکرات

ہر دو عالم سے کچھ نہین مطلب
بس مسافر کو ایک تیری ذات

غزل اختر

عجب اب کی آئی بہار بسنت
جدھر دیکھو ہے وان نگار بسنت

نشے مین ہے سرمست آئی بسنت
کھلا اس سبب لالہ زار بسنت

پلا ہمکو ساقی کسیفتی صبوح
ہے آنکھون مین ابتک خمار بسنت

میان قطب دین کو مبارک ہو یہ
کہ اس سے ہی ہیگا وقار بسنت

تماشا بھلا دیکھ لے تو یہ اختر — کہان ہم کہان پھر بہار بسنت

غزل سودا

نگارسطرابرو یار بسم اللہ کی صورت — قد رعنا سراپا ہے الف اللہ کی صورت

زلف واللیل رخ والفجر نرگس چشمہ کوثر — نمایان ہے سواد خط کلام اللہ کی صورت

زلیخا کی نمط کر درد دل مین سورہ یوسف — جو تجھکو چاہ سے آکر لے دلخواہ کی صورت

ہے شکر الحمد للہ بعد مدت میر منزل نے — دکھائی عشق کے صحرا مین ہمکو رہ کی صورت

الم نشرح ہوا عالم مین تیرا عشق اے سودا — نہ پنہان ہو سکے دریاے دلمین ماہ کی صورت

غزل سراج

اداے دل فریب سرو قامت — قیامت ہے قیامت ہے قیامت

نہ کرنا جی کو قربان تجھ قدم پر — ندامت ہے ندامت ہے ندامت

شہید خنجر الفت ہوا ہون — سلامت ہے سلامت ہے سلامت

جماعت مین پریرویون کے تجھکو — امامت ہے امامت ہے امامت

سراج اب عشق کی درپن کا صیقل — ملامت ہے ملامت ہے ملامت

غزل آتش

وصل کی شب ہنین عاشق سے سزاوار لپیٹ — ہنیند کا حیلہ نہ کر منھ کو نہ اے یار لپیٹ

جان پڑتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا — دلکو لیتے ہین ترے گیسوے خمدار لپیٹ

مثل گل تو نے جو پہنی ہے قباے محبوب — لالہ کی طرح سے بھی لٹ پٹی دستار لپیٹ

قتل پر میرے اٹھایا ہے جو بیڑا تو نے — خوب کسکر کمر اے ترک جفاکار لپیٹ

داغ عشق آپ ہی کھا اسکو نہ کھلوا للہ — ساتھ اپنے بھی جگر کو نہ دل آزار لپیٹ

چاند سے منھ کو دکھا ابر سیہ سے زلفین — کبک طاوس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ

بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر — نہ کہین کسکو ترے قصر کی دیوار لپیٹ

ردیف التاء الہندی

خط مشکین سے رخ یار کے منھ پر یہ کھلا
روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ

شان مریخ بھی دکھلا چکا قاتل مجکو
اے خوش اندام بس اب جامۂ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر
منھ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہے بہت اے قاتل
خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ

ابھی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لے کوئی خوشرو سا خریدار لپیٹ

غزل میر

بنایا دل ہوا روز سیہ سے جسکا جالٹ پٹ
کسو کی زلف ڈھونڈھی مو بمو کا کل شب لٹ پٹ

تو کن نیندون پڑا سوتا تھا دروازیکو مونڈے شب
مین چوکھٹ پر تری کرتا رہا سر کو پٹک کھٹ پٹ

چوٹین لگتی ہین دلپر بلبلون کے باغبان تو جو
چمن مین توڑتا ہی ہر سحر کلیون کے تئین چٹ چٹ

ترے ہجران کی بیماری مین میر ناتوان کو شب
ہوا ہے خواب سونا آہ اس کروٹ سے اُس کروٹ

غزل سلیمی

بوسے کا خیال آیا جو دلمین مرے جھٹ پٹ
تو آکے صبا نے لین بلا مین مری چٹ چٹ

ہنستے ہوئے بھولے سے کچھ ان پر جو گرا ہاتھ
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ چل دور ہو نٹ کھٹ

کل تیرے رقیبون نے جھڑک کر کہا مجھ سے
آنے سے لگی رہتی ہے ہر روز کی کھٹ کھٹ

ہر چند کہ مین عجز و تملق سے رجھایا
بولا ہمین بھاتی نہین یہ آپکی سٹ پٹ

کھینچا جو غم ہجر سلیمی نے بیک عمر
تو خوب ہوئی وصل کی شب یار سے لٹ پٹ

غزل انشا

آج کیا ٹھہریگی ہان یا کہ نہین منہ سے تو پھوٹ
ہوگی وہ بات وہان یا کہ نہین منھ سے تو پھوٹ

کوٹھے پر ٹھہرو ان ہین یا آنکہ منڈیری سے ادھر
صحن مین یوڑھی سے یا اور کہین منھ سے تو پھوٹ

سر ہلانے سے بھروسا نہین پڑتا کس وقت
کس جگہ کب وہ کدھر یان کہ وہین منھ سے تو پھوٹ

لوگون کے چرچے کا انشا جو تجھے ڈر ہوتا
تیری کیون آنکھین بھلا پھوٹ ہین منھ سے تو پھوٹ

غزل آتش

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ | آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ
چل رہی ہے ولا ہواے بہار | لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ
سامنے تیرے جو پڑے اے ترک | اسمین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ
چار دن ہے بہار اے بلبل | زر گل کا ہزار توڑا لوٹ
صف مژگان سے کہہ رہی ہے چشم | دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ
صرف للہ مال دنیا کر | مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ
صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار | آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ
نعمت خوان حسن جو ملجاے | یہ سمجھے ہے من و سلوا لوٹ
کیا عجب جب وہ گیسوے سر ہنگ | لین متاع دل احبا لوٹ
جانتے ہین کہ فوج جنگی سے | ہین سردار پھیر لیتا لوٹ
کام مردون کا ہے یہ اے آتش | رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

غزل سلیمی

پڑے جو کان مین میرے تری کہین آہٹ | تو فرش چشم نظر تک کرون زمین کو سمٹ
ہمارے دل پہ جو کالی بلا سی لہرائے | ڈسے نہ ناگنی زلف اُسکی کیونکر آپ ہی لپٹ
دمیدہ سبزہ سے ہے رشک باغ چہرہ یار | وہ خط حسن سے جسکے رہے بہار لپٹ
غم فراق مین کھائے جو ہم ہزارون داغ | ہوا ہے رشک بہار چمن جگر بھی چپٹ
کوئی ہے قبلہ کوئی بت کے سامنے مسجود | بجائے کعبہ سلیمی کو بس حری چوکھٹ

غزل سلیمی

پینے لگے جب ہم سے تو حید غٹا غٹ | تب رمز معانی کے کھلے راز جھٹا جھٹ
کل دیکھ شب وصل مین رندون کی برائی | ٹکرانے لگے سر کو بھی چوکھٹ سے کھٹا کھٹ

جب تیغ نگہ تیری دے اسلام کو قوت
افواج مین کفار کے پڑجاوے ہٹا ہٹ

دارا جو مین سر پر درنا یاب سخن کو
گردن مین لپٹ لینے لگے بوسے چٹاچٹ

طفلی ہی سے مکتب مین ترے دھیان مین آکر
کھاتا رہا آخون جی کے بید سٹاسٹ

ٹک دیکھ خزان مرگ کی غافل نہو ہشیار
جھڑتے ہین بر و برگ شجر ترسے چٹاچٹ

دعوے سخن کا نہ ہو شاگرد سلیمی
استادون سے جو باندھے مضامین جھٹاجھٹ

غزل سودا

جسکے خط اترے تو اس سے دل لگانا ہے عبث
سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہے عبث

ابر مین اے یار رہ سکتا ہے کتنا آفتاب
چہرے کو اندر نقاب ہمسے چھپانا ہے عبث

پوچھتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری مجھ بغیر
گذری سو گذری جو کچھ اسکا فسانہ ہے عبث

ناصحا داغ جگر جون شمع پہونچا تا بدم
جل چکا سب کچھ تب آتش کو بجھانا ہے عبث

غیرت اے سودا نہین ہے مقتضی اس بات کی
جی ہر دوری مین پھر اسکو منھ دکھانا ہے عبث

غزل تمنا

زلفون کا دام پھینکا ہے ہمپر عبث عبث
دل کھائے اتنے گیسو نے ہمپر عبث عبث

ہر طرح کرنا جھوٹی مری سچی بات کو
سوگند کھانا میری قسم پر عبث عبث

اصلاح پر مزاج نہین ہے خفا وہ شوخ
خط پر عبث عبث ہے قلم پر عبث عبث

پلکون کی آستین اسے کافی ہے شیخ تو
رکھتا ہے ہاتھ دیدۂ نم پر عبث عبث

اے اشک چشم یار کا شہرا نہ کر ذرا
بدنامی میرے شور و ستم پر عبث عبث

نقشہ گلی کا اسکی تمنا ہے دل پہ نقش
تہمت ہے صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سلیمی

رات جانان نے کیا ہمسے یہ پیغام عبث
آئے کل رات مرے گھر مین سر شام عبث

فکر کرتا ہون اگر آغاز محبت مین کہ ہے
آخر الامر کو ہے عشق کا انجام عبث

تھو سے اُس بت پر فن کے بامید وصال — رات صہبا کے پیے ہمنے کئی جام عبث
ابل گلشن کا یہی طور تھا کل گلشن مین — گالیان دیتا ہے بلبل کو گل اندام عبث
رات دن سر پہ سلیمی کے اے ظالم خونخوار — کھینچتا ہیگا سدا خنجر و صمصام عبث

غزل آتش

ردیف جیم عربی

نبینگے کسکا زیور چاند سورج — گڑھا کرتے ہین زرگر چاند سورج
چڑھین کیا تیرے منھ پر چاند سورج — جوان سب ہے تو مصر چاند سورج
قسم ہے سر کی مجکو لے رخ یار — نہین تیرے برابر چاند سورج
جبین رکھتے ہین جب وہ دیکھتے ہین — سر اے یار کا در چاند سورج
وہ رخسارے جو ہوتے ہین مقابل — نکل جاتے ہین بچکر چاند سورج
چراغون ہین جو تیرے راستے کے — رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج
تمھارے روبرو ہوکر ہوئے ہین — سفید و زرد اکثر چاند سورج
وہ لکّا نور کا ہے تو جو دیکھے — رہین حیران ہوکر چاند سورج
چڑھے میری طرحسے جو تپ عشق — ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج
وہ بالون مین اگر رکھے نہ باندھے — آویزین پیدا کرین پر چاند سورج
ہم اُس میخانے کے ہین مست آتش — کہ جسکے ہین دو ساغر چاند سورج

غزل شجاعت

نہین تجھسا ہے کوئی دلستان آج — غلام آسا ترے پیر و جوان آج
یہ قد سرو سہی پر چشم نرگس — ختم بس کر گیا ہے باغبان آج
بہار بوستان گلرو ہے بر مین — تو چل چل جا یہان سے لے خزان آج
مصوّر کھینچ لے تصویر اسکی — کہ یکتا حسن مین ہے مو میان آج
دہین بولا ترش ہو چین جبین ہو — ہوئی دشوار تجھپر کب زبان آج

پری طوطی طبع باشندہ بستان
ذرا ادھر جا تو اب شکر فشان آج

شجاعت کیا چلے اس جا دلیری
دلاور ہے وہی شوکت نشان آج

غزل حاتم

سرو کچھ دعوی کرے گر قامت دلبر سے آج
چھیڑ ڈالے فاختہ آرہ بنا شہپر سے آج

خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہی تیر
دل ہمارا سہم اب کھاتا ہی کار اتبر سے آج

زلف و چشم و خال و خط چارون ہین دشمن دین کے
حق رکھے ایمان سلامت ایسے کفر و شر سے آج

ہاتھ مت کھینچ اے جنون تجھکو مرے سر کی قسم
ایک جبتک بھی رہے تار گریبان سر سے آج

رات دن جاری ہے عالم مین مرا فیض سخن
گو کہ ہون محتاج پر حاتم ہون اس جی ہر سے آج

غزل میر

حال برا ہے ہمکو تمسے اتنی غفلت کیا ہی آج
کوئی گھڑی تو پاس ہو یان پھر دن فرصت کیا ہی آج

سامنے ہی وہ آئینہ رو پر آنکھ نہین کھل سکتی ہی
دل تنگی سے رکے ہی دم کیا کہیے صورت کیا ہی آج

فرق و تیغ جٹے رہتے ہین جیسے دلکی لاگ لگی
اس ظالم بیرحم کی سے ایسی صحبت کیا ہے آج

شیشہ صراحی ساغر و مینا سب کل تک بھی حاضر تھے
کوے بادہ فروشان مین یہ میری حرمت کیا ہی آج

میر گھڑی یکساعت ہی ہین عیش لگے تم کرنے ہو
تاب نہین کیا ضعف سے دلمین جی کی طاقت کیا ہی آج

غزل سراج

اپنا جمال مجھکو دکھانا رسول آج
عاجز کی التماس کو کرنا قبول آج

اے مہربان طبیب شتابی علاج کر
تیر مژہ کے درد سے ہے دلمین حول آج

مرحم ترے وصال کا لازم ہے اے صنم
دل مین لگی ہی ہجر کی برچھی کی ہول آج

کیون آج بزم بلبل نالان خراب ہے
مرجھا رہا ہے صحن گلستان مین پھول آج

بیفکر ہون عذاب قیامت سے اے سراج
دین محمدی کو کیا ہے قبول آج

غزل ترقی

ہے عجب لذت شکار افگن تری تیرون کے بیچ
جس کا چرچا ہو رہا ہے سارے نخچیرون کے بیچ

کل جو دیکھی شکل مجنون ہمنے تصویرون کے بیچ
ایک مشت استخوان تھے لاکھ زنجیرون کے بیچ

خون کے قطرون کا عالم تو مرے اشکون مین دیکھ
لعل کے ٹکڑے چمکتے ہین پڑے ہیرون کے بیچ

بلبلو تمکو مبارک ہو یہ گلگشت چمن ؛ ؛ ؛
لالہ و گل کا نہ کیجیو ذکر دلگیرون کے بیچ

آگے دل ہوتا تھا بیکل اسکا میری آہ سے
آگیا ہے فرق اب آہون کی تاثیرون کے بیچ

گر مرقع مین کھینچی ہو اس مسیحا کی شبیہ
جان پڑ جائے مصور ساری تصویرون کے بیچ

وہ خماری انکھڑیان بکھرے ہوئے بال و نین دیکھ
جسطرح دو مست جکڑے ہو وین زنجیرون کے بیچ

قاصد اکیا خط لکھون مین اسکو فرط شوق سے
قورت ہو جاتا ہے مطلب مجھسے تحریرون کے بیچ

گفتگوے یار کی کیا بات ہے کیا گھات ہے
ساری محفل کو لگا لیتا ہے تقریرون کے بیچ

اور تو صورت ترقی کوئی بخشش کی نہین
ہان مگر باعث ہو یہ تقصیر تقصیرون کے بیچ

غزل سودا

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ
جون غنچہ سو زبان ہے اسکا دہن کے بیچ

پانی ہو بہ گئے مرے اعضا مین کی راہ
باقی ہے جون حباب نفس پیرہن کے بیچ

جن نے نہ دیکھی ہو شفق حسن کی بہار
آ کر ترے شہیدون کو دیکھے کفن کے بیچ

وہ خار سرخ رو نہین اہل جنون کے پاس
پابوس کو مرے جو نہ پہونچا ہو بن کے بیچ

کل رخصت بہار تھی شبنم صفت مین روز
رویا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

آتشکدہ مین دیکھ تو شعلہ ہے بے قرار
آرام دل جلون کو نہین ہے وطن کے بیچ

بعد از شباب ہون تری انکھیان زیادہ مست
ہوتی ہے زور کیف شراب کہن کے بیچ

سودا نے اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہے
ایسی کی اک نگاہ رہی من کی من کے بیچ

غزل انشا

بیگمان چاند کے دریا کے بڑے پاٹ کو سوچ
بید صرف پانون نہ رکھ پہلے تو کچھ گھاٹ کو سوچ

بہے جاتے ہین پہاڑ اسمین کہان تھل بیڑا
وہ دھار تلوار سے بھی تیز ہے اس گھاٹ کو سوچ

ارے دوانے سے چلی جا تو بے یا تو ن ابھی
دیکھ کمبخت کھٹولے کو نہ کچھ کھاٹ کو سوچ

کاٹ کے ٹکڑے پہ کھینچا جو انھین تو لین
میرے کپڑون کی طرف دیکھ اور اس ٹاٹ کو سوچ

موتیو نمین انھین آنکھون کی ترازو مین تول
ارے انشا تو تنبیو لی طرح باٹ کو سوچ

غزل آتش

بلا اس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ
خم اندر خم ہے ہر مو پیچ در پیچ

الٰہی خیر کیجو کھا رہی ہے
ادھر وہ زلف ادھر نازک کمر پیچ

ہوئے ہین زلف پیچان سے بھی طرے
ترے دستار کے بید اور گرپیچ

نہو اس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ

جو ابخط عنبر داری سے لانا
نہ پڑنے پائے کچھ اے نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہمکو دے گا
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ اے یار اس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا چل گیا آتش کا گر پیچ

غزل میر

عشق مین لے طبیب یہان تک سوچ
پائے جان در میان ہی یان تک سوچ

بے تامل ادا ے کیون مت کر
قتل مین میرے مہربان تک سوچ

سربسر ست جہان سے جا غافل
پاؤن تیرا پڑے جہان تک سوچ

پھیل اتنا پڑا ہے کیون یان تو
یار آگلے گئے کہان تک سوچ

ہونٹھ اپنا ہلا نہ سمجھے بن
یعنے جب کھولے تو زبان تک سوچ

گل ورنگ بہار پردے ہین
ہر عیان مین ہے وہ نہان تک سوچ

فائدہ سر جھکے سے شیب مین میر
پیری سے آگے اے جوان تک سوچ

غزل حسرت

گل جو پہونچی تری آواز مرے کان کے بیچ
آگئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ

سخت ہے خوف مجھے دل کا خدا خیر کرے
آگ بھڑکے ہے اسی سینۂ سوزان کے بیچ

یان تلک روئے ترے غم مین کہ روتے روتے
نام نم کا نرہا دیدۂ گریان کے بیچ

ساربان محمل لیلے کو ادھر تک لے چل
خاک مجنون کی بھٹکتی ہے بیابان کے بیچ

رو رہا اک شاخ پہ کل بیٹھی ہوئی بلبل زار
حسرت اس شعر کو پڑھتی تھی گلستان کے بیچ

وائے اے فصل خزان سیر نہ دیکھا گل کو
اور ہی رنگ ہوا باغ کا اک آن کے بیچ

غزل آتش

رہِ الفت مین نقدِ عمر کر خرچ
نہین ہر چند ممسک تجھکو درخرچ

کہان اب طاقت صبر و تحمل
یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ

وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے
تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ

نہین یہ بار گیسو سے لچکتی
نزاکت کرتی ہے انکی کمر خرچ

خدا دے دولت قارون تو کیجے
نہ حاتم نے کیا ہوا اس قدر خرچ

وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ
مشون کرتا ہے جو رازق شکر خرچ

ہم اپنی نقد جان پر کھیلتے ہین
ترا ہوتا ہے کیا اے سیمبر خرچ

جنون عشق ہے غارت گر ہوش
کرے کیا عقلمندی یان بشر خرچ

رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ

چلے دنیا سے داغ عشق لیکر
یہی توشہ یہی بہر سفر خرچ

ملا جو آسکو سمجھے منّ و سلوا
توکل پر رہا شام و سحر خرچ

حسینون نے ہی آتش کو ہے لوٹا
رہا فرمایشون سے خرچ پر خرچ

غزل سودا

سیر چمن اک عمر جو کی ہمنے تو کیسا ہیچ — رنگین ہے جوانی کا گل اُسمین سو لیکن ہیچ
شیشے کو بھی توڑ دو تو نکلتی ہے اک آواز — عاشق کا یہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ
اسباب جہان دل نے کیا جب نظر انداز — پوچھا جو مین کیا دیکھے ہے دیوانہ کہا ہیچ
ناصح تو نہین چاشنی درد سے آگاہ — بے عشق بتان جینے کی لذّت بخدا ہیچ
مانی نہ بنا سکیگا کبھی نقش اُسکی کمر کا — فرسودہ نکر خامہ کو اب فائدہ کیا ہیچ
ہم شیخ کی سنتے تھے مریدون سے بزرگی — دیکھا جو اُنھین جاکے تو عمامہ سوا ہیچ
سودا سے کہا مین جو ترے شعر کو سنکر — جو دیکھا تجھے آکے تو ہے بے سر و پا ہیچ
بولا کہ تجھے یاد ہے وہ مصرعۂ بیدل — عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

غزل آتش

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح — پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعائے قدح
دکھا رہا ہے عجب آئینہ صفائے قدح — سرور اسے ہے جو ہے صورت آشنائے قدح
زمانے مین کوئی مجھسا نہین ہے دریا نوش — حباب وار ہے سر مین بھری ہوائے قدح
شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو — دکھائے گی لب بیگانہ آشنائے قدح
صراحی دار ہی گردن نہین فقط اُنکی — وہ چشم مست کی گردش بھی ہے ادائے قدح
مرے کے ساتھ ہو غم ہو کہ اسمین شادی ہو — مثال گریۂ مینا و خندہ ہائے قدح
شراب خانے مین کرتا مین سیر دریا کی — دکھایا کرتا ہے لہر آب باصفائے قدح
بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی — بنے گی خشت سر خم کی خاکپائے قدح
سبو و شیشہ و خم کسکی کی نہ پابوسی — کسی نے منہ نہ لگایا مجھے سوائے قدح
جہان کی سیر دکھاتا ہے نشۂ صہبا — دماغ رکھتے ہین جمشید کا گدائے قدح
ان انکھڑیون مین جو کند ان سی سرخ ہو دینگی — لہو لگا نشۂ دو رنگ مین طلائے قدح
حجاب دور کیا کیف مے نے اُس بت کا — جزائے خیر دے ساقی تجھے خدائے قدح

دو چشم مست کا ساقی کے وصف ہے مقصود ... کنایہ ہے یہ جو کرتے ہین ہم ثناے قدح

شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑے ایسے ... کہ ابتدا مین ہوا حال انتہاے قدح

فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب ... لڑا کے شیشے سے توڑون یہی سزاے قدح

یہ جلوۂ مہ و خورشید سے کھلا آتش ... ہنوز باقی ہے دور فلک مین جاے قدح

غزل ناسخ

کیون دکھاتی ہے فلک بے یار صبح ... ہے شفق سے مجھپہ آتشبار صبح

یان کسی خورشید رو کی یاد مین ... ہوتی ہے ہر رات سو سو بار صبح

زلف سے رخسار کو ہوتا ہے ربط ... کیون شب فرقت سے ہے بیزار صبح

کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب ... ہے ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہے آج اے فلک ... شام سے کر پیشتر تیار صبح

حسن کا عالم بھی کیا عالم ہے واہ ... زلف جانان شام ہے رخسار صبح

سینہ پر ہے داغ و چاک پیرہن ... ہے وصال یار مین گلزار صبح

وصل مین تھا صبح سے بیزار مین ... ہجر کی شب مجھسے ہے بیزار صبح

تہمر ہو گر شملہ پر زر ترا ... دیکھ پاے اے پری رخسار صبح

چاک کرتی ہے گریبان دیکھکر ... کارچوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر مین بار یاب ... نور سے ہین سایۂ دیوار صبح

وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین ... دیتی ہے ہر شب نیا آزار صبح

ہے یہان کسکو شب فرقت مین ہوش ... ہو چکی ہوگی ہزار ہزار صبح

وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب ... شام کو کرتا ہے فریاد صبح

ہے دعا اے خالق لیل و نہار ... ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

غزل تابان

ابرو نے تیرے مجھپہ کیا وار بے طرح
دل مین مرے لگی ہے یہ تلوار بے طرح

ممکن نہین کہ عشق کے ہاتھون سے جی بچے
پیدا ہوا ہے مجکو یہ آزار بے طرح

عالم تمھارے پیچ مین آوے گا آج جان
زاہد کی فکر مین ہے وہ میخوار بے طرح

پگڑی کو پیچ اُسکی پیئے گا شراب آج
تمنے سجا ہے چہرۂ بلدار بے طرح

کیا جانیئے کہ آج کس عاشق کی ہے اجل
کیفی ہوا ہے اب تو مرا یار بے طرح

ممکن نہین قفس سے کہ گل تک پہنچ سکے
بلبل ہوئی ہے اُسکی گرفتار بے طرح

غارت خدا کرے یہ ترے ملک حسن کو
ہے فوج خط کے گرد نمودار بے طرح

تاباں بتا کہ یار کو کیونکر منایئے
اب کے ہوا ہے مجھ سے وہ بیزار بے طرح

غزل ضیا

دل کو پسند ہے بت عیار کی طرح
اقرار وصل کرتا ہے انکار کی طرح

بارش ابھی ہے دور پرآنکھون نے اسقدر
باندھا ہے تار رونے کا بیمار کی طرح

چہرے کو بل جو دیکے دیے پیچ اسنے چھوڑ
جیسی غضب ہے یہ تری رفتار کی طرح

گرچہ فراق یار ہین ہین دل دو نیم ہون
سنتا ہے کب وہ ایسے ستمگار کی طرح

دو دن کی زندگی پہ مناسب ہے کب غرور
بھاتی ہے اپنے دل کو طرحدار کی طرح

تجھکو یہ کیا ہوا ہے ضیا کچھ تو حال کہہ
کل پوچھتا تھا تجکو وہ غمخوار کی طرح

غزل ناسخ

ہے نازکی سے قامت جانان سمن کی شاخ
سوز دروں سے مین ہون چنار کہن کی شاخ

دیکھی جو اُسکے سلسلۂ پرشکن کی شاخ
کھاتی ہے پیچ و تاب غزال ختن کی شاخ

ظالم کو بعد مرگ بھی ہے ظالمون سے ربط
خنجر کا دست کیون نہ بنے گرگدن کی شاخ

ہم وحشیون کے بخت جو برگشتہ ہین سو ہین
سیدھی کسی طرح نہو جیسے ہرن کی شاخ

رکھی چھڑی جو ناز سے اُسنے تہ ذقن
سبکو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ

دکھین یہ جو چنبیلی کی کلیون سی انگلیان | وہ تیرے دوست وپا کو کہین یاسمن کی شاخ
دکھلائے اپنے فندق پا کی جو تو بہار | پابوس کو چمن کے جھکے نار ون کی شاخ
مرتا ہون مین کسی کی نزاکت پہ دوستو | بہر جریدتین ہو نازک بدن کی شاخ
وصفِ صباحت رُخ جانان اگر لکھون | درکار ہو براے قلم نسترن کی شاخ
اے عندلیب جھڑتے ہین کیا تیرے منھ سی پھول | گویا ہر ایک نالہ ہے نخل چمن کی شاخ
معنی ثمر حروف ورق صنعتین ہین گل | ناسخ ہے کلک فکر نہال سخن کی شاخ

غزل آتش

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانان سُرخ | نہ کر سکا رُخ کافر کو نور ایمان سُرخ
حلال ہونیکو سب سے ہین پہلے ہم موجود | وہ پان کھا کے کرین تو لب ودندان سُرخ
یہ اشتیاق شہادت مین خون رُوتا ہون | بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سُرخ
ہوئی ہین غصہ سے کیا لال لال وہ آنکھین | نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سُرخ
عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہین | کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دندان سُرخ
مزاد صال ہے اے سیمبر عجب دولت | خوشی سے ہوتا ہے کندن سا رنگ انسان سُرخ
ہمیشہ کرتی ہے اس بحر حسن سے پنجہ | حنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سُرخ
ترے شہیدون کے آگے نہ رنگ پکڑیگا | ہزار رنگ سے ہو لالۂ گلستان سُرخ
سفید کپڑے پہنتا نہین وہ خسرو حسن | سنا ہے جبسے کہ تاج وقباے سلطان سُرخ
چمن مین لالہ وگل رہتے ہین گریبان چاک | دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سُرخ
شراب دینے مین وقفہ نہ کیجیو ساقی | ہوا نہین ابھی رخسارہ بار چندان سُرخ
اثر پذیر طبیعت ابھی شرد سے ہے آتش | نہ کیف سے ہوا آنکھونکی طرح مژگان سُرخ

غزل سودا

یہ ہاتھ ہو سکے زلف اُسکی سے کہان گستاخ | نسیم وشانہ مگر ہو تو ہو وہان گستاخ

چمن کی سیر مین اُس کو اگر سُنے دم صبح — چلی نہ جاے صبا سوے بوستان گستاخ
سمجھ کے کوچۂ میخانہ سے گذر زاہد — کہ رند ہوتے ہین اکثر بزاہدان گستاخ
کچھ اُس کی بے ادبی کا گلہ نہین مجکو — نظارہ بازون سے ہوتے ہین مہوشان گستاخ
نجائیو کبھی اے شیخ بزم رندان مین — کہ تو وقار طلب اونکی ہے زبان گستاخ
نہین ہے میرا سخن طبع زاد اے سودا — کسی بزرگ کی خدمت مین ور جہان گستاخ

غزل آتش

کرتا ہے زندگی کو تمھارا حجاب تلخ — اُلٹو نہین تو ہمسے سُنے گا نقاب تلخ
آغاز سرّ عشق کا انجام سے ہے بخیر — کیفیتِ شراب ہے شیرین شراب تلخ
شربت کے گھونٹ کا مزہ لے لیکے پیجیے — ہرچند تیغ کا ہو تمھارے لعاب تلخ
سائل ہون بوسۂ لب شیرین نگار سے — شان کریم سے ہے نہ اگر دے جواب تلخ
عاشق ہی ہین جو سنتے ہین اے نونہال حسن — حنظل سے ہین بُرے سخن ناصواب تلخ
بیمار کا مزاج ہون مین ہجر یار مین — سم ہے طعام میرے لیے اور آب تلخ
سوداے زلف یار سے نیند اوڑگئی مری — اس وردسر نے کردیا آنکھونکو خواب تلخ
شیرین لبون کی کیون نہ گوارا ہون گالیان — ملنے سے قند کے نہین ہوتا گلاب تلخ
بھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا — ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ
شیرین ادائیون سے جو محفوظ تو کرے — شکّر کو مُور شہد کو سمجھے ذباب تلخ
وصلت کی شب مین ہوتا ہی ہر بات پر ترش — عیش و نشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ
غافل نہو مزے سے محبت کے آشنا — یہ چاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

غزل کنور

غمزۂ یار سے ہے میرے جگر مین سوراخ — جیسے کرتا ہے کوئی لعل و گہر مین سوراخ
تیر مژگان سے ہوا میری نظر مین سوراخ — جیسے ہو سوزن فولاد سے زر مین سوراخ

اس دل تفتہ سے برلاؤن اگر آہ الم
چرخ پر ہووے وہین شمس و قمر مین سوراخ

قبر سے کشتۂ تیر نگہ ہوش کے
روز دیکھون ہون نئی راہگذر مین سوراخ

بنگیا نیش سے مژگان کے مرا سینہ یون
ہووے جسطرح سے زنبور کے گھر مین سوراخ

کثرت گریہ سے ڈرتا ہون مبادا ہووے
روتے روتے نہ کہین دیدۂ تر مین سوراخ

ہے کسی غمزدہ کی آہ کا شاید یہ اثر
دیکھتا ہون جو عیان گھر کے مین در مین سوراخ

دل مشبک ہے مرا خار غم ہجر سے یون
جسطرح تیرون سے پڑجاتین سپر مین سوراخ

دل مرا یون ہے کنور تیر نگاہون سے فگار
بہر تسمرن کرے کوئی کہ تخم ثمر مین سوراخ

غزل ضیا

دلربا ہے مرا بڑا گستاخ
مین نے اتنا نہ سمجھا تھا گستاخ

ناز بیجا کبھی نہ کرتا تھا
کیا رقیبون نے کر دیا گستاخ

اب تو وہ شوخیان لگا کرنے
یک بیک ایسا ہو گیا گستاخ

جان فشانی ہم ایسے کرتے ہین
رام ہرگز نہ وہ ہوا گستاخ

اے ضیا کیجیو سمجھ کے کلام
وہ صنم تو ہے بے وفا گستاخ

غزل آتش

پری پسند طبیعت کو ہے نہ حور پسند
تمھارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند

ہر ایک شخص خریدار ہے دل و جان سے
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند

ادھارے پرے اڑا کر بہار مین اب کی
برہنگی کی قبا ہے جنون مین عور پسند

نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے مین
مبصرون کی نہین اسمین کچھ ضرور پسند

نگہ مین اپنی سماتا نہین ہر ایک حسین
پری کے چہرے کے اوپر ہے چشم دور پسند

ہوا ہے جب سے کہ ساقین یار کا سودا
زیادہ تر مجھے ہیرے سے ہے بلور پسند

ہوئی ہے خانۂ دل مین جو روشنی منظور
کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ دور پسند

گناہ عشق کا جبسے کہ مرتکب دل ہے — زبان کو مرے ہے ذکر یا غفور پسند
خیال یار کا رہنے لگا ہے اسمین بھی — ہوا ہے دل کو بھی آنکھونکی طرح نور پسند
نہ طفل بن نہ دلا محو حسن صورت ہو — کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور پسند
دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش — کرین جو آپ سے بے حرف و بے شعور پسند

غزل ناسخ

یار آیا تو ہوے دیدۂ ناکام سفید — جیسے ہو آمد سلطان مین در و بام سفید
پڑے عکس اُسکے لب سرخ کا گر ساغر مین — ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید
دید اس چشم سیہ کی نہ میسر ہو اُسے — دیدۂ غزہ ہون مثل گل بادام سفید
سوجھے مضمون بیاض رخ جانان جو مجھے — ہو گیا رنگ مرکب دم ارقام سفید
سرخ پوش آئے نظر شوخ تہ رنگ بدن — پہنے پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید
گو پہنتا نہین جز جامۂ رنگین تو آج — کفن اک روز ملیگا تجھے خود کام سفید
غزہ کر حسن و دور وزہ پہ نہ اے سیم اندام — رنگ سب نگون مین ہوتا ہے بہت خام سفید
اپنے رخسار پہ چھوڑے نہ کبھی تو جو نقاب — ہو نہ پھر صبح امید الہی ایام سفید
حرف مطلب جو لکھون صاف وہ دیتا ہے جواب — بھیجتا ہے مجھے کاغذ وہ دلآرام سفید
تیرے محبوب کے قاصد نے کہا کیا ناسخ — ہو گیا منھ جو ترا سنتے ہی پیغام سفید

غزل میر

زمین پر مین جو پھینکا خط کو کر بند — بہت تڑپا کیا جون مرغ پر بند
گرفت دل سے ناچاری ہے یعنے — رہا ہون بیٹھ مین بھی کر کے گھر بند
پھنسا دل زلف کاکل مین نہ پوچھو — پڑا ہے ناگہ آ کر سفر پر بند
سبب اُسکی چشم پر نیرنگ نے محو — کر گئی اُن نے عالم کی نظر بند
چھپت بین کیونکہ ہم پر لب جادین — بلند از بسکہ ہے دیوار و در بند

بہت پیکان چھپیے یار تو نے ‌ ‌ تمام آہن ہے اب میرا جگر بند

ہوئین رونے کی مانع میری پلکین ‌ ‌ بندھا خاشاک سے سیلاب پر بند

کہا کیا جائے ان ہونٹون کے آگے ‌ ‌ ہمارے لب کرے ہے یہ شکر بند

کھلے بندون نہ آیا یان وہ اوباش ‌ ‌ پھرا مونڈھے پہ ڈالے بیشتر بند

یہی اوقات ہینگے دید کے سیان ‌ ‌ رکھ اپنی چشم کو شام و سحر بند

بچار ہتا تھا چہرہ حسن سواب ‌ ‌ گریبان مین ہے وہ دست ہنر بند

فن اشعار مین ہون پہلوان میر ‌ ‌ مجھے ہے یاد اس کشتی کا ہر بند

غزل انشا

نہ لگی مجھکو جب اس یار طرحدار کی گیند ‌ ‌ ان نے محرم کو سنبھال اور کہی تیار کی گیند

دسترس ہو تو ترے سیب ذقن پر وارون ‌ ‌ قرص خورشید کی اور لمعۂ انوار کی گیند

جھٹ پلٹ آن لگی بیچ مین چھاتی کے مرے ‌ ‌ تھی یہ روکے ہوئی کس محرم اسرار کی گیند

رکھے ہے ماہ شب چاردہم دل مین ہوس ‌ ‌ کہ وہ قالب بنے اور ہو تری دستار کی گیند

لیجیے اسکے بدل آپ جو یہانے مین ‌ ‌ ق ‌ ‌ گم ہوئی مجھسے جو کل رات کو سرکار کی گیند

گر مقیش طلائی کے کرن ٹکڑا کر ‌ ‌ مین یہ لایا ہون بنا اطلس گلنار کی گیند

گوکھرو لہر بنت ڈانک ستارون کی سمت ‌ ‌ اور اک کھچین گے زر بفت نمودار کی گیند

شالی رومال کی تو چوٹ مجھے کچھ نہ لگی ‌ ‌ اب بنا پھینکئے ہے کمخواب کی شلوار کی گیند

لگے فرمانے وہ پڑھ پڑھ کے غزل لو انشا ‌ ‌ واہ کیا خوب بنی کا غذ اشعار کی گیند

غزل نظیر

چھوٹا بڑا نہ کم نہ مجھولا ازار بند ‌ ‌ ہے اس پری کا سب سے اسولا ازار بند

ہر اک قدم پہ شوخ کے زانو کے درمیان ‌ ‌ کھاتا ہے کس جھلک سے جھکولا ازار بند

گوٹہ کناری بادلا مقیش کے سوا ‌ ‌ ٹکے چار ٹوٹے موتی جو تولا ازار بند

ہنسنے مین ہاتھ میرا کہین لگ گیا تو وہ ق لونڈی سے بولی جا مرا دھولا ازار بند
اور دھو نہین تو پھینکدے ناپاک ہو گیا ” وہ دوسرا جو ہے وہ پہ ولا ازار بند
اکدن کہا یہ مین نے کہ اے جان آپ کا ” ہمنے کبھی مزے مین نہ کھولا ازار بند
سنکر لگی یہ کہنے کہ کیا خوب لوچہ خوش ایسا بھی کیا مین رکھتی ہون پولا ازار بند
اک رات میرے ساتھ وہ عیار مکر باز ” لیٹی چھپا کے اپنا مولا ازار بند
جب سو گئی تو مین نے بھی دہشت مین اسکی آ پہلے تو چپکے چپکے ٹٹولا ازار بند
آخر بڑی تلاش سے اُس شوخ کا نظیر جب آدھی رات گذری تو کھولا ازار بند

غزل خاشاک

کاکل یار کی دیکھی جو ہین تنویر سفید ہو گیا سکتہ مجھے بنگئی تصویر سفید
کالا منھ کرتے ہین مجرم کا یہ ہے رسم بلاد منھ کیا یار نے میرا دم تعزیر سفید
سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے ہوئی شاید مری تقدیر سے تحریر سفید
دونون رخسار ونپہ یہ عکس نہین موتیون کا گرد خورشید کے یہ کھینچی ہے تحریر سفید
داغ فرقت نہین جاتا کسی صورت دلسے زنگی ہوتا نہین ہرگز کسی تدبیر سفید
لاکھ تدبیر کی کچھ بس نہین چلتا میرا کرون کس طرح سے یار وخط تقدیر سفید
کوے جانان کا تجسس کیا مین نے یان تک کوچہ گردی سے ہوئی پاؤنکی زنجیر سفید
سنکے آواز مری ہوتا ہے یخود ایسا جس طرح ہوتا ہے کافر دم تکبیر سفید
بوسہ لیتے تو لیا پھر جو ہین تیوری بدلی رنگ رو میرا ہوا باعث تقصیر سفید
رنگ چہرے کا مرے دیکھکے فق ہوتا ہے پیدا کی آہ نے شاید مری تاثیر سفید
آسمان پر یہ نمایان نہین سیارے ہین دیکھو خاشاک کے ہین نالہ شبگیر سفید

غزل خان

آگے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد نرہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

کیا عجب ہے جو اُٹھے مرقد لیلی سے صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

تیز رکھیو سر ہر خار کو اے دشت جنون
شاید آجاے کوئی آبلہ پا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین جاتا ہون اور باد صبا میرے بعد

منہ پہ رکھ دامن گل رووینگے مرغان چمن
ہر روش خاک اُڑا ئیگی صبا میرے بعد

اسلیے کرتا ہون مین چاک کفن کو اپنے
کون کھولے گا ترے بند قبا میرے بعد

جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آئے گی تجھے میری وفا میرے بعد

لاش مجھ کشتہ کاکل کی لٹکوا دو کہین
تا نہو ئیگی کوئی مجھ سے بلا میرے بعد

ولیہ اک سانپ سا لہراتا ہے مرقد مین صنم
کون سونگھے گا تری زلف دوتا میرے بعد

جاکہ کہدیوے کوئی خان کی زبانی اتنی
اب نہین آتے ہو پھر آوگے کیا میرے بعد

غزل رفیع السودا

اشک کو کب ہے شناسائی گہر سے پیوند
صاحب درد کی ہے اسکو نظر سے پیوند

دلکو میرے نہ جدا دل سے کر اپنے ظالم
مین کیا ہے یہ بہت خون جگر سے پیوند

دامن ابر پکڑتا ہے جو اتنا شاید
کسی عاشق کے نہو دیدۂ تر سے پیوند

کون ایسا ہے جسے دست ہو دلسازی مین
شیشہ ٹوٹے تو کرین ہم بھی ہنر سے پیوند

کھینچتا کیون ہے عبث ناز طبیب اے سودا
درد کو دل کے نہین درد جگر سے پیوند

غزل آتش

رتبہ رکھتے ہین ترے ابروے خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند

کیا کہون کتنے ہین مضمون قد یار بلند
سرو و شمشاد سے ہین مصرعۂ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
رکھتے ہین دست دعا کا فرودیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی کیسی
تیری آواز ہوا اے مرغ گرفتار بلند

تیری درگاہ کی اللہ رے رفعت اے دوست
آستان سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو تو ہر اک قبر سے سن ۔۔۔ نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑون مصر محبت مین مہ کنعان سے ۔۔۔ چاہیے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھ کے کر سیر چمن اے محبوب ۔۔۔ پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

شمع دیدار شب ہجر مین جو یاد آیا ۔۔۔ شعلے کی طرح ہوئی آہ شرر بار بلند

تشنۂ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے ۔۔۔ پانی اپنا مرے سر سے تری دیوار بلند

غزل میر

لڑکے پھر آئے ڈر گئے شاید ۔۔۔ بگڑے تھے کچھ سنور گئے شاید

سب پریشان دلی مین شب گذری ۔۔۔ بال اسکے بکھر گئے شاید

ہین مکان دسرا و جا خالی ۔۔۔ یار سب کوچ کر گئے شاید

کچھ خبر ہوتی تو نہ ہوتی خبر ۔۔۔ صوفی بے خبر گئے شاید

آنکھ آئینہ رو چھپاتے ہین ۔۔۔ دل کو لے کر مکر گئے شاید

لہو آنکھون مین اب نہین آتا ۔۔۔ زخم اب دل کے بھر گئے شاید

اب کہین جنگلون ہین ملتے نہین ۔۔۔ حضرت خضر مر گئے شاید

بیکلی بھی قفس مین ہے دشوار ۔۔۔ کام سے بال و پر گئے شاید

شور بازار سے نہین اٹھتا ۔۔۔ رات کو میر مر گئے شاید

غزل آتش

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند ۔۔۔ ہلال سامنے سے اسکے ہووے سارا چاند

تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند ۔۔۔ لو آؤ در بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

نقاب الٹ کے رخ رشک ماہ دکھلا دو ۔۔۔ اندھیری رات مین ہے ایک ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غرہ ۔۔۔ نشاط عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے ۔۔۔ لگا ہے کیک مین سورج سے ہی پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر چند — نہ کر سکا ترے ابرو کا یارا شارا چاند
شراب پی کے کرو گے رخ صبیح کو سرخ — حرارہ لاوے گا خورشید کا تمھارا چاند
فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا — گران ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند
مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو — یہ بیقرار ہوا وڑ جائے بنکے تارا چاند
تری غلامی کا دعوی ہے یار اُسکو بھی — جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند
زمانہ یار کا آیا گزر گیا یوسف — طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند
ہمارے دلمین نہین نقش رُخ روشن یار — پری کے بدلے ہے اس شیشہ مین اُتارا چاند
ملاویگا ترے پاپوش کے ستارو نسے — کبھی ادھر سے کریگا نہ کیا گذارا چاند
رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش — اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

غزل سودا

لے آئے در پہ ترے جو ستم کشان فریاد — ہوئی کسیکی نہ اُن مین سے رائگان فریاد
کیا ہے قد کو مرے شاخ ارغوان کا رشک — تمھارے ہاتھ سے اے چشم خونفشان فریاد
مین دیکھتا ہون جسے ہے وہ آپ ہی نالان — تمھاری کیجیے کس پاس اے بتان فریاد
تم اپنے جور سے مت سمجھیو کہ نالان ہون — یہ دوستون کی ہے دوری سے دشمنان فریاد
نہ میرے دل کی خموشی ہے موجب آرام — کبھو ہوا ہے کرے مرغ نیم جان فریاد
قسم ہے گل کی تجھے عندلیب سودائی — جو ہو کیا نہ کرے لگے ہر زمان فریاد

غزل سجاد

وارث و تخت نشین قیس ہوا میرے بعد — صید کس کسکو کیا دام بلا میرے بعد
دشت کربت مین مرا حال سنا ہو فرہاد — تیشہ سر اپنے پہ مارا سو بھرا میرے بعد
خار صحرائے جنون پھینکدے چن چنکے صبا — تاکوئی آتا نہو آبلہ پا میرے بعد
اسلیے سرخ مین رکھتا ہون گریبان کفن — یہ شہادت کی گواہی ہو بھلا میرے بعد

جیتے جی اتنا نہ ترساؤ کروگے پھر یاد — گرچہ یاد آئی وفا میری تو کیا میرے بعد
یاد اُس کاکل زیبا کی مرے سینے مین — سانپ سا کاٹیگی مرقد مین بھی آ میرے بعد
طاق ابرو مین پڑھو میرے جنازیکی نماز — تاکوئی دیر و حرم بھول نجا میرے بعد
اسکی دہلیز پہ سجادہ کا کریو مدفن — تاکوئی کھاوے نہ ٹھوکر سے دغا میرے بعد

غزل آتش

ردیف ڈال ہندی

نہ کیسے ہے زمستان مین مجھکو ایذا ٹھنڈ — لپٹ کے سو دیگا وہ گل رہے کلیجا ٹھنڈ
پڑا ہے جب سے دم سرد سے مجھے پالا — بدن کو دیتا ہے لرزے کی تپ کی ایذا ٹھنڈ
برہنہ پھرتے ہین جاڑے مین تیرے دیوانے — پھٹکنے دیتی نہین گرد داغ سودا ٹھنڈ
دکھاتی ہے مے گلرنگ و سبزۂ مینا — شراب خوار کو ہے باعث تماشا ٹھنڈ
فراقِ یار مین لی ہے جو مین نے ٹھنڈی سانس — ہوئی ہے گرمی مین جاڑے کی طرح ایذا ٹھنڈ
غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری سے — نہ کر سکے گا گزند ایسے گر کے پالا ٹھنڈ
کرونگا سوز درون سے جو آفت مین سرا مین — پھر گئی ڈھونڈھتی آتش کنار دریا ٹھنڈ

غزل نظیر

ردیف ذال معجمہ

ہو کچھ آسیب وہان چاہیے گنڈا تعویذ — اور جو ہو عشق کا سایہ تو کرے کیا تعویذ
دل کو جس وقت یہ جن عشق کا لپٹا پھر تو — کیا کرین وان وہ جو لکھتے ہین پلیتا تعویذ
ہم تو جب ہوش مین آوین کہ کہین سے پاوین — یار کے ہاتھ کے بازو کا گلے کا تعویذ
زور تعویذ کا چلتا تو عرب مین یارو — کیا کوئی ایک بھی مجنون کو نہ دیتا تعویذ
کوہکن کو وہ کوکس واسطے کاٹا کرتا — ق دیتے غمخوار نہ کیا اُسکے تئین لا تعویذ
آخر اُسکے بھی گیا دل کا دھڑکنا اس روز — قبر کا تیشے نے جب اُسکے تراشا تعویذ
ہمکو بھی کتنے ہی لوگون نے دیے آہ نظیر — پر کسی کا کوئی کچھ کام نہ آیا تعویذ

غزل سودا

دفتر دہر کا ہے پیش نظر ہر کاغذ
لکھے اپنے کا نہین علم ہے کیونکر کاغذ

لکھ رہا ہے نہ ملے گو تری یان ظلم کی داد
دون گا حاکم کو ہنگامۂ محشر کاغذ

لکھنے سے وصف بناگوش کا تیرے اے یار
پائے ہر ملک مین اب قیمت گوہر کاغذ

اُسکی مین راستی قد کی ثنا لکھتے وقت
نہین پاتا کبھو محتاج بہ مسطر کاغذ

نامے اُس شوخ کو مین کرکے رقم اے یارد
اُتار دیا ہون کہ لیجاوے شناور کاغذ

وہ تو مجمر مین طرح عود کے دے ہے آتش
جب اُسے بھیجون ہون مین کرکے معطر کاغذ

بسکہ رنگینیِ معنی ہین مرے دیوان مین
ہر ورق کا ہے گلستان کے برابر کاغذ

غزل آتش

مرغوب طبع کیون نہو ایسی چشک لذیذ
چکھا تو حسن کا ہے تمھارے نمک لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزا نہ پوچھ
جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی مین بوسے اُس لب لعلین کے لیجیے
کیفیت شراب مین ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذائقۂ دلپذیر ہین
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہین
شیر و شکر سے ہے یہ بلا شبہہ و شک لذیذ

شیرین وہ لب ہے یا نمکین جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہو تو شکر سے نمک لذیذ

بریان ہو سوز غم لے محنت کے ساتھ دل،
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

غزل انشا

لکھدو آخون جی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ مرے منہ سے لگے آ سکے گلے کا تعویذ

کچھ تو دے اپنی نشانی مجھے بندا بالا
توڑا زنجیر کڑا قول کا چھلا تعویذ

دل دھڑکنا ترے عاشق کا نجاوے ہرگز
گرچہ سو لاکھ طرح لکھدے مسیحا تعویذ

غش ہوئی کو تو اجی ٹھہر تھا اُس کافر کا
لال ناڑے مین بندھا ہاے وہ نیلا تعویذ

سر کے بالون سے لٹک جھمکے سے الجھا اٹکیا
اب انگا مجھکو ستانے یہ نگوڑا تعویذ

خیر انشا کی جو چاہو تو پلا دو دھو کر — اُسکے بازو کا وہ ننھا سا رُو پہلا تعویذ

غزل مسیح

قند و نبات و شہد و شکر ہین کہان لذیذ — شیرین لبون کی جیسے کہ ہون گالیان لذیذ

ہین سوز غم سے بسکہ یہ جلتے برنگ شمع — کام ہما مین میرے نہین اُستخوان لذیذ

ساقی ہو سیر باغ ہو اور گلعذار بھی — مشرب مین اپنے تب ہوئے ارغوان لذیذ

ہو کیون نہ موج شربت عیسٰی مری زبان — نام اُسکا لیتے ہی ہوا میرا دہان لذیذ

ہر میوہ و مٹھائی کی لذت سے دل پھرے — ہر ہر مدام بوسۂ شیرین زبان لذیذ

جب ہاتھ مین نہوئے وہ سیب ذقن مسیح — کیونکر لگے ہمین ثمر بوستان لذیذ

طرح غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنتہ

تری ہی پا زیب سر کا جھومر زمین پہ گو ہر فلک پہ اختر — لگے ہین جلوہ نما چمک کر زمین پہ گو ہر فلک پہ اختر

دو نور اشکو نگاہ ہمارے نکلتے آہو نہین ہین شرارے — نہ کیونکہ ہون عرش پر چھا ور زمین پہ گو ہر فلک پہ اختر

پہ چھوٹے پانو نہین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان — کہ ہین پوانے تیرے کیونکر زمین پہ گو ہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھائے چنکر — کہ تا نظر آوین ماہ پیکر زمین پہ گو ہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ گل نہ جوش شبنم نہ چمکے جگنو ہوا یہ ہر دم — نظر سب آتے ہین مجکو یکسر زمین پہ گو ہر فلک پہ اختر

ادھر تو فوارے چھٹتے ہین دان اُدھر ہین اشجار پر چراغان — عجب ہے سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گو ہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہو اُستاد پر وہ کامل — غرض دکھائے وہی بنا کر زمین پہ گو ہر فلک پہ اختر

غزل عزیز الدین

چوسر کیون نہین کھیلون پیا کے سنگ ارے نار — اِس دو سر کے پٹ سار جا تو یہ دن ہین تن چار

سات پانچ کی کچی پکی نارن سے ہوئے ہے ہار — داؤ رکھے سو رنگ ہے داکو وہی جیتے سو بار

جو جیتے سو پیا کر جیتے جو ہارے سو ہے بیالار — تیری تو سب طرح جیت ہے مت کر سوچ بچار

اب تو اری کہا بند چلے ہے کرے ہے دھاندل ار ار — چھپ چھپکے چھوٹ بتادینگے تب کیا کرلیگی گھلار

اٹھ جام انکی سدھ بدھ راکھو یہ جو کھلے دس دوار
تو نند بار اسد ہون تب ہے جو نتون انکو شمار

کری کرت مین پیاس بجھاؤن دس پہ لگاون یار
تیر ابھلا اسمین ہے پیارے کام کی لیتی تز و مار

دس ہین دوار اور پانچ نت ہین ان پندرہ کو ٹھار
چودہ بھون تب ہی کھلین تو کو جو تجے ہنکار

اب تو دو رنگ سے ایک ایک ہو جا اور نکر تکرار
جا کو ست رہی سوئے پیا کو اور کرے پیا پیار

بارہ ہین باٹین اٹھارہ ہین پلندے اور چالیس ہین ہزار
تو چل گر دکے تباہین چالین پانہ اد ترینگے پار

گھڑی گھڑی پل پل چھین چھین پیری پیری پکار
لال ہر سے ملا جو چاہے تو شام مورت چت دھار

سب کچھ پاسو نہین پانسے ہاتھ مین پھیکین گے مختار
چاہے کچھ اور آوین کچھ اور ہاتھ مین نا چار

اوپر والے کو خوب سوجھی ہے اسکا کہا مت ٹار
جگ جگ جیو عزیز الدین پڑھتا ہو اکبار

غزل درد

اس قدر تھا یا کرم یا ظلم ارانی اس قدر
مہربانی اسقدر نا مہربانی اسقدر

جان کو آنے دے لب تک [illegible] ہون
دشمنی مجھ سے نہ کر اے ناتوانی اسقدر

کیا کہون دل کا کسی سے قصہ آوارگی
کوئی بھی بے ربط ہوتی ہے کہانی اسقدر

درد تو کرتا ہے معنی کے تئین صورت پذیر
دسترس رکھتے تھے کب بہزاد و مانی اسقدر

غزل آتش

دکھائے حسن کی اپنے جبین کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکار اکرے بہار بہار

ظہور داغ محبت ہے یون مرے دل سے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
دکھائے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے لے یار رنگ لائے ہوئی
بلائے عالم آشوب روزگار بہار

شگفتہ غنچے سے اس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون رکھتی ہے سر پہ مرے سوار بہار

نمود کی خط مشکین نے لالہ رخ پر — یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
کنارے جوے چمن جھومتے ہین مست ترے — بط شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہے سو کہان — شگوفے نے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار
کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام — ترا و یا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار
تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون — ہمارا فصل مین آنکھون سے ہی دو چار بہار
شگفتہ ہوکے نسیم سحر سے غنچے ہون گل — اٹھائے پردہ در سے نقاب دار بہار
نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجیے انکی — خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

غزل نظیر

ہرگز نہ پلاے مجھے تو آنکھ بدل کر — ساقی ترے کوچے سے نجاؤنگا سنبھل کر
مین کشتۂ ابرو ہون ترا اے مرے قاتل — آئے ہو لیے ہاتھ مین کیون تیغ مچل کر
تنے تو دل اپنے سے کیا قتل ہے مجکو — بیٹھے ہو لبین باندھ کے باہر جو نکل کر
جب مجھ سے خفا ہوکے وہ جاتا ہے شمرو — خاموش ہو رہتا ہون پروانہ سا جل کر
مین عاشق بیدل ہون ترا اے مرے جانی — مست آنکھ چرا ہم سے تو ایسا نہ خلل کر
کہتا ہے نظیر اسکو ذرا پیار سے سوجا — تب اٹھکے کھڑا ہوتا ہے وہ شوخ اچھل کر

غزل میر تقی

دیکھ اسکو ہنستے سب کے دم سے گئے اوکھڑ کر — ٹھہرے ہی آرسی بھی دانتون زمین پکڑ کر
کیا کیا نیاز طینت اے ناز پیشہ تجھ بن — مرتے ہین خاک رہ سے کوڑی رگڑ رگڑ کر
قد کش چمن کی اپنی خوبی کو بیوے چلے ہین — پایا پھل اس سے آخر کیا سرو نے اکڑ کر
وہ سر چڑھا ہے اتنا اپنی فروتنی سے — کھویا ہمین نے اسکو ہر لحظہ پانون پڑ کر
پاے ثبات بھی ہے نام آوری کو لازم — مشہور ہے نگین جو بیٹھا ہے گھر مین گڑ کر
دوری مین دلبرون کی کٹتی ہی کیونکہ سبکی — آدھا نہین رہا ہون تجھسے تو مین بچھڑ کر

اب کیسا زہد و تقوی دار و ہے ادریہ مین — بنت العنب نے اپنا سب کچھ کیا ہے مگڑ کر

دیکھو نہ چشم کم سے معمورۂ جہان مین — بنتا ہے ایک گھریان سو صورتین بگڑ کر

اس تشنہ لب کے اوپر دل نے عرق سے یون ہین — یاقوت سے رکھے ہین جون موتیون کو جڑ کر

ناسازگاری اپنے طالع کی کیا کہین ہم — آیا کبھو نہ یان تک غیرون سے یار لڑ کر

اپنے مزاج مین بھی ہے میر ضد نہایت — پھر مرہی کے اٹھین گے بیٹھین گے ہم جو اڑ کر

غزل سودا

اٹھ جانے مین ہے روز مزہ یار سے لڑ کر — ملتے ہین تو پھر چھاتی کو چھاتی سے رگڑ کر

پوجون ہون مین جس بت کو خدا کا ہی تراشا — آوز نہین لایا وہ مرے واسطے گھڑ کر

خودکردہ کا درمان کہو اب کیا کرون یارو — دل اسنے لیا مجھ سے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر

نادان ہو سمجھے کہ محبت نہین وہ شئے — در پر کسی کے بیٹھے ہو جسکے لیے اڑ کر

کہتا تھا یہ سودا وہ نہ چاہیگا کہان تک — جا بیٹھون گا دروازے پہ اب اسکے مین گڑ کر

غزل ناسخ

جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوئی جانان چھوڑ کر — بلبل نالان کہان جائے گلستان چھوڑ کر

چاہیے وحشت مین جامہ چاک ہونا روح کا — دامن قاتل کو یون اپنا گریبان چھوڑ کر

وصل جانان مین نظر آیا مہ شعبان مجھے — سبزہ کیا دیکھون خط رخسار جانان چھوڑ کر

کاوش غم دور ہو میرے دل بریان سے کیا — خار آتے ہین کہین صحرا کا دامان چھوڑ کر

روح لیلیٰ کا عبث ہے تجھکو مجنون انتظار — بوے گل کب دور کرتی ہی گلستان چھوڑ کر

وصل جانان کسکی قسمت مین ہمیشہ ہے ولا — جاتی ہے اک روز آخر جسم کو جان چھوڑ کر

مین نے جب آنکھون کے مضمون کا پڑھا وحشت مین شعر — کوے جانان کو چلے آہو بیابان چھوڑ کر

جور ہے ساقی مرا کیونکر ہے مے مجھپر حرام — واعظ کرتا ہے کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

ہوا کبھی وصل جنت مین بھی مجھکو یار کا — کب وہ انسان ہی جو مانگے حور انسان چھوڑ کر

سانپ کو قابو مین لاکر چھوڑ دینا جہل ہے
جان سے مایوس ہون مین زلف جانان چھوڑ کر

سر پٹکتی پھرتی ہین ارواح سنگ و خشت سے
چل بسے ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر

اعتبار اصلا نہین گرہے جہان زیر نگین
اٹھ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑ کر

زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا وہ ہے
سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑ کر

آج تو پوشاک پر مرتا ہے کل تو دیکھیو
جائیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑ کر

روشنی کی سیر جب مین نے شب فرقت مین کی
شعلے آلپٹے مجھے سر و چراغان چھوڑ کر

دیکھو فرقت نہ دیکھی ہو جو برق و ابر کی
خندہ زن جاتا ہے ظالم مجھکو گریان چھوڑ کر

عیش تنہائی ہوا مردونکی کثرت سے محال
جاؤن یا رب اب کہان شہر خموشان چھوڑ کر

ہو وطن مین خاک میرے گوہر مضمون کی قدر
لعل قیمت کو پہونچتا ہے بدخشان چھوڑ کر

کوے قاتل کو چلے وحشت مین یون صحرا سے ہم
بھاگتے ہین جس طرح سے تیر میدان چھوڑ کر

ہوتی ہے غربت مین ثروت پر بڑی ایذا کے بعد
رنج اٹھایا کس قدر یوسف نے کنعان چھوڑ کر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش
مسجد و نمین بیٹھے ہین وہ اپنی دکان چھوڑ کر

غزل نصیر

دوست انداز نہ گلچین ہون یہ مرغان چمن
رکھتے پہلو مین ہین شاخ گل تر سے تلوار

گذری شب وصل کی کر قتل مجھے تو لیکر
پنجۂ مہر گریبان سحر سے تلوار

کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار تھا آہ
تم ہرے قتل کو لائے جو سفر سے تلوار

لطف بن اسکے ہے کیا بادہ کشی کا ساقی
لب ساغر کے نہین کم یہ تبر سے تلوار

قتل ہونے کو نہ باندھے اگر عشاق کمر
قطرۂ خون کو ستمگر تری تر سے تلوار

دیکھتا کیا ہے کہ ہے معرکہ آرائی آج
برق چمکائے ہے انداز دگر سے تلوار

چاہتا ہون مین کہ لے ابر مژہ تجھ سے بھی
موج ہر اشک کی تلوار پہ برسے تلوار

امتحان کی ہوس ابتک بھی ہے اس ظالم کو
مر گیا تا بہ کمر کھا کے مین سر سے تلوار

دم چرانے کا گمان ہے یہ کہ کرتا ہے تیز
میری تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار

تخت دل یہ نہین تار مژہ پر طفل سرشک
پانون مین باندھ کے پھرتا ہے ہنر سے تلوار

قیس و فرہاد کہان جایئن ترے ہاتھ سے عشق
کاش لین راہ عدم یار کے سر سے تلوار

خار صحراے جنون خیز لیے ہے برچھی
کمر کوہ مین ہے سبزۂ تر سے تلوار

غزل بادشاہ

بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یون روز بہار
اے گل رعنا ترے دامن سے کیون لپٹے ہین خار

کیا نزاکت سے گران سر ہے چشم یار کو
بار کاکل سے کمر کیونکر نہ لچکے بار بار

مطرب و مینا و ساقی نغمہ و چنگ و رباب
سب مہیا ہین و لے تیرا فقط ہے انتظار

جو گل رخسار جانان کی نہ آئی اسکو تاب
چھپ رہے غنچہ و گل غیرت سے ہو کر شرمسار

گل نے کر چاک گریبان یون کہا رو رو کے زار
چشم گل کو نوک مژکان کی جگہ ہے نوک خار

تیرے مقدم کے لیے ملے سیمبر گلزار مین
گل گریبان چاک کر آیا نکل بے اختیار

تیغ ابرو دیکھکر آئی ندا اے بادشاہ
لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

غزل سودا

پھینکے جو کمان دار مرا تیر ہوا پر
سیمرغ بچے پھر نہ عصافیر ہوا پر

مرقد پہ مرے موج نسیم آئے تو یون جان
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر

کر خانۂ گردون پہ نظر چشم فنا سے
ہے شکل حباب اسکی بھی تعمیر ہوا پر

توسن پہ تجھے دیکھ کے مانی و بہزاد
اللہ نے کھینچی ہے یہ تصویر ہوا پر

سودا کی در دوست جو یارب نہ رکھے خاک
اس جرم کی تو کیجیو تعزیر ہوا پر

غزل ذوق

جب چلا وہ مجکو بسمل خون مین غلطان چھوڑ کر
کیا ہی پچھتاتا ہون مین قاتل کا دامان چھوڑ کر

کیونکہ نکلے تیر اسکا دل ہین پیکان چھوڑکر | پھر نہ اٹھا کوچۂ چاک گریبان چھوڑکر

طفل اشک ایسا گرا دامانِ مژگان چھوڑکر | جائے بیٹھے کو کہان یہ مرغ پران چھوڑکر

کام یہ تیرا ہی تھا رحمت سے لے ابر کرم | ورنہ جاوے داغ عصیان میرا دامان چھوڑکر

جسکو ہو لذت اٹھانی زخم تیغ عشق کی | کب وہ مرہم وان کو ڈھونڈھے ہے نمکدان چھوڑکر

صید دلکو کیونکہ چھوڑے جبکہ دکھلاوے نہ تو | مچھلیان دست حنائی ہین مری جان چھوڑکر

سرد مہری سے کسی کے آگے سے جی سرد ہے | یان سے ہٹ جا دھوپ لے ابر بہاران چھوڑکر

دیکھیے کیا ہو کہ ہے اب جان کے پیچھے پڑی | دلکو لے کافر تری زلف پریشان چھوڑکر

لے دل اسکے تیر کے ہمراہ سینے سے نکل | ورنہ پچھتائیگا تو یہ ساتھ نادان چھوڑکر

کیون نہ رم کرجائین آہو ایسے وحشی سے ترے | شیر بھاگین جسکے نالون سے نیستان چھوڑکر

سرخی پان دیکھ لے زاہد جو دندان پر ترے | اٹھ کھڑا ہو ہاتھ سے تسبیح مرجان چھوڑکر

پیش خیمے کے نکلا گردباد دور دور | ہے جو سرگرم سفر تن کو مری جان چھوڑکر

اٹھ گیا وہ آج سب ہستی کا سامان چھوڑکر | تم گئے تھے کل جسے بیمار ہجران چھوڑکر

گر خدا دیوے قناعت ماہ یک ہفتہ کی طرح | دوڑے ساری کو کبھی آدمی نہ انسان چھوڑکر

ساغر دل بیچتا آیا ہون ملکوت ہاتھ سے | چوکتا ہے کیون یہ جنس دست گردان چھوڑکر

پڑھ غزل اے ذوق کوئی گرم سے اب تو نہ جا | جانب مضمون طراز گفتۂ جانان چھوڑکر

غزل آتش

پڑگئی آنکھ جو ان چاند سے رخسارون پر | لوٹتے کبک نظر آگئے انگارون پر

ابروئے یار کا سر مین ہے جنھون کے سودا | رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر

روز و شب رہتے ہین بلبل کی طرح سے نالان | ٹوٹی پھولونکی چھڑی جیسے گنہگارون پر

باد کی جھونکے کے لگنے سے ہین میلے ہوتے | نازکی ختم ہے ان پھول سے رخسارون پر

موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا | دوڑتے پھرتے ہین ہم باغ کی دیوارون پر

شور نالے کا مرے جب سے سنا ہے آتش | قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

غزل مطلب

مارتا ہون تمہاری ہین ہر بار | آشناؤن مین سب بڑا ای یار
تمکو لازم ہے پکڑوگے میرا | ہاتھ مین ہاتھ با محبت و پیار
مجکو پیاری لگی تمہاری آج | چال دھیمی لے سرو خوش رفتار
خوب کروایا اب تو مت کروا | مجکو رسوا بہ کوچہ و بازار
اک ذرا بھی تو مجکو کرنے دے | یار سن درد دل کی اب تکرار
حکم ہوئے تو آج مارون مین | کھینچکر پیٹ مین عدو کے کٹار
گرچہ مطلب کا خوش لگے تمکو | تو پڑھون ریختہ سجن للکار

غزل غیور

تحسین بھی کی شیرین نے کچھ تیشہ زنی پر | پتھر پڑین فرہاد تری کوہ کنی پر ہے ہے
اس لب نے نہ ایک لعل کا بازار کیا سرد | کچھ آگ سی ہے ایک عقیق یمنی پر
ان زلفون کا عنبر کے تئین دیکھ ہوا خوار | سرپوش دھرا نافۂ مشک ختنی پر
اب رانجھی کے نام کی جپتا ہون مین سمرن | دل جب سے گرفتار ہے اک رانجھنی پر
کیون سینہ و سر اپنا مین پتھر سے نہ پھوڑون | وہ وعدہ شکن ہے مرے اب دل شکنی پر
کیون غنچے کے مانند گریبان نکرون چاک | گل کھائے جو ہاتھون پہ وہ اس گلبدنی پر
شاباش غیور آفرین صد مرحبا تمکو | کیا خوب غزل کہتے ہو اس کم سخنی پر

غزل خلیق

ہے حسن ترا مہر درخشان کے برابر | دندان در و لب لعل بدخشان کے برابر
کیا چاہیئے عاشق کے تجھے قتل کو خنجر | ابرو ہین ترے خنجر بران کے برابر
اس دست حنائی کے تصور مین خلیق اب | جی ڈوب چلا پنجۂ مرجان کے برابر

غزل تحسین

کس مزے کے رنگ سے بن ٹھنکے آتی ہے بہار / حسن کو اپنے عجب سج سے دکھاتی ہے بہار
چاندنی ہے سیر ہے اور بادۂ گلرنگ ہے / گر نہین ساقی تو کس کا فر کو بھاتی ہے بہار
ماہتابی کے مزے مین ہاے وہ مہتاب نہ / حیف اسکے ہجر مین کیا مفت جاتی ہے بہار
جھومتی جھلکی جھمکتی جھم جھماتی چاندنی / چاندنی کے رنگ مین کیا دل لبھاتی ہے بہار
واہ وا تحسین پٹ پہ مصرعہ موزون ہوا / جو وہ گلرو یان نہین کسکو خوش آتی ہے بہار

غزل انشا

جا سکتے نہ تھے جسکے چھپر کھٹ کے برابر / شب اسنے سلا یا ہمین کروٹ کے برابر
اس ململی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی / ہے بگڑی ادا لاکھ بناوٹ کے برابر
اس موسم برسات مین کیون گھر نہ رہین ہم / آنکھین بھی برستی ہین ہماوٹ کے برابر
وہ پردہ اٹھا گھر سے جو باہر نکل آیا / غش کھا کے گرا ہٹ سے مین چوکھٹ کے برابر
کب اُسکو اثر کرتی ہین انشا کی دعائین / تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل راقم

کسپہ جان قربان کرین ابروے دلبر چھوڑکر / کسکے سودائی نہین زلف معنبر چھوڑکر
ہم چلے ملک عدم کو پاے قاتل کے تلے / تن تڑپتا چھوڑکر اور لوٹتا سر چھوڑکر
آج تمنے کر دیا اندھیر عالم مین بپا / روے رشک مہر پہ زلف معنبر چھوڑکر
رشتۂ الفت سے باہم ہو جدا ممکن نہین / تیغ سر کو چھوڑکر اور تیغ کو سر چھوڑکر
خانۂ اصلی سے نزدو کی روش اٹھ اٹھ گئے / کیسے کیسے نوجوان دنیا کی یو سر چھوڑکر
بوسۂ لب کے عوض مین گالیان سنتے ہین ہم / زہر کھایا کرتے ہین قند مکرر چھوڑکر
کسکو راقم اپنی چھاتی سے لگائین ہجر مین / اس پری پیکر کی تیغ ناز پہ در چھوڑکر

ردیف ڑائے ہندی

غزل انشا

اے دل سمجھ کے اسکی نہ زلف دوتا کو چھیڑ
کمبخت کیا کرے ہے نہ کالی بلا کو چھیڑ

غنچون کو روند گل کو مسل اور صبا کو چھیڑ
لیکن نہ اسکے عقدہ بند قبا کو چھیڑ

مین فندقین جو انکی رچانے لگا تو وہ
بولے کہ چل پرے ہو نہ میری حنا کو چھیڑ

نالون سے میرے بچنچ جو بلبل تو بولے آپ
واہ لے اجڑ گئی نہ مرے آشنا کو چھیڑ

اے ہمنشین یہ موسم ہولی ہے ان دنون
منظور ہے جو سیر تو اس خوش ادا کو چھیڑ

لیکن تو اور سوانگ نہ لا سر پہ لپیٹ ایک
نیلا قصابہ باندھ کے انکی ردا کو چھیڑ

شوریدگان عشق سے باتون مین مت الجھ
اے بے ادب پرے نہ گروہ خدا کو چھیڑ

چمکا نہ میرے سامنے اے مہر آئینہ
کہتا ہون بات مان نہ اہل صفا کو چھیڑ

ق

اک بوالہوس نے انکی جو انا سے کچھ کہا
رستے مین اپنے توسن حرص و ہوا کو چھیڑ

برقع الٹ کے منہ سے وہ کہنے لگی کھنچے
بھینا کو اپنی چھیڑ اور اپنی بوا کو چھیڑ

دیکھے بھی ہے کسی کو دو انا تو کچھ نہین
بیٹا کسی جوان سے ناز و فا کو چھیڑ

لیجا کے چپکے چپکے دوشالے کے نیچے ہاتھ
تا حسن گرد کے چٹکی لی انگشت پا کو چھیڑ

انشا جو ہونی ہووے سو ہو دل کہے ہے یون
تا چند ضبط آج تو اس دلربا کو چھیڑ

غزل سودا

ہے دیکھ نخل وادی ایمن ہر ایک جھاڑ
روڑا ہے کونسا جو نہین طور کا پہاڑ

تیر نگہ نے تیرے دلون کو الٹ دیا
مژگان تری نے دی ہین صفون کی صفین پچھاڑ

کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی
چھاتی کے جسکے سامنے کھلجاتے ہین کواڑ

منعم نہ مر بنا کے عمارت کی فکر مین
سب جھلیان تھین جہانتک ہے اب اُجاڑ

بدتر ہے مے کے پینے سے رشوت کلال کی
کچھ محتسب سے دختر رز کی نہ کھائے پچھاڑ

سنتا وہ شمع رو ہے نہ سودا کی خاک پر
گل بھی تو لوٹتے ہین گریبان کو پھاڑ پھاڑ

غزل رنگین

کرون مین کہانتک مدارات روز — تمہین چاہیے جی وہی بات روز

مجھے گھر کے لوگون کا ڈر ہی کمال — کرون کس طرح مین ملاقات روز

مرا تیرا چرچا ہے سب شہر مین — بھلا آؤن کیونکر مین ہر رات روز

کہانتک سنون کان تو اڑ گئے — تری سنتے سنتے حکایات روز

گئے ہین مرے گھر مین سب تجکو تاڑ — کیا کر نہ رنگین اشارات روز

ایضاً ولہ

تاس کر باجی نے جب میری بڑھائی پشواز — لیتے تب پیر سے دہ ٹکڑے اوڑائی پشواز

بڑھیا او جلی نے اک آن کے قصہ باندھا — آپسے بندی نے وہ دھانی جو دھلائی پشواز

کرتی جالی کی مجھے بھاتی ہے ہلکی پھلکی — کیون مرے واسطے باجی نے سلائی پشواز

تو دوا ایک ہے اللہ ری او حرفت باز — قادری مانگی تھی اور دوڑ کے لائی پشواز

بوجھ سے اسکے کمر جھکی ہی پڑتی ہے مری — کیون مجھے گھیر کی اتنا یہ بنھائی پشواز

رشک سے منہ پہ بسنتی کے گئے پھول بسنت — مین نے رنگین پہ بسنتی جو رنگائی پشواز

غزل مشفق

کنج تنہائی مین ہے صحبت اغیار عزیز — جیسے بیمار کو پرہیز ہو نا چار عزیز

اپنی عریانی کا یون دلکو خوش آیا خلعت — جس طرح شیخ کو ہو جبہ و دستار عزیز

دل سے تا حشر اثر اسکی نگہ کا نہ گیا — جان کو تھا تیر مژہ تا لب سوفار عزیز

اپنے عاشق سے تکلف نہین اتنا لازم — تجھسے تو جان بھی مجھکو نہین اے یار عزیز

عشق سے مین بخدا کھاؤن قسم اے مشفق — ترک الفت کو نہ سمجھے کوئی دشوار عزیز

غزل سودا

بال و پر ہونے نپائے تھے نمودار ہنوز
تب سے ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز

ہونگے پامال نکر ہمکو رہا اے صیاد
عشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم ڈھونڈھتے ہو مرہم زنگار ہنوز

حق تعالے اسے جیتا رکھے اس دنیا مین
اس قیامت سے نہین ہے تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو جگ مین ابتک
دشت مین خاک بسر روتے ہین کہسار ہنوز

تیری دوری سے عجب حال ہے اس سودا کا
مین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل یقین

خوش نہین آتا ہے بن مجنون ہین صحرا ہنوز
ان غزالون سے ہمارا جی نہین لگتا ہنوز

ابتلک کرتا ہی تیشہ کام مین پتھر کے دخل
مانتا ہے کوہکن کے نقش کو خارا ہنوز

مو نکالے پر بھی مستی حسن کی اتری نہین
بھر رہا ہے مے سے یہ معشوق کی مینا ہنوز

باوجود اسکے کہ ہر زخمون کے مارے خون غرق
آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا ہنوز

ہے یقین کا عشق مین ہر سو زبان احتیاج
اسپہ کم ہوتی نہین اُسکی یہ استغنا ہنوز

غزل اسد اللہ خان

نہ گل نغمہ ہون نہ پردۂ ساز
مین ہون اپنی شکست کی آواز

تو اور آرائش خم کاکل
مین اور اندیشہاے دور و دراز

لاف تمکین فریب سادہ دلی
ہم ہین اور رازہاے سینہ گداز

ہون گرفتار الفت صیاد
ورنہ باقی ہے طاقت پرواز

وہ بھی دن ہو کہ اس ستمگر سے
ناز کھینچون بجاے حسرت ناز

اے ترا غمزہ یک قلم انگیز
اے ترا ظلم سر بسر انداز

اسد اللہ خان تمام ہوا
اے دریغا وہ رند شاہد باز

غزل انشا

اپنی آنکھون کی جھڑی بھی کم نہین برسات سے
فیض سے جسکے ہوئے ہین سیکڑون فرسنگ سبز

اشک کا قطرہ جو ٹپکا ریزۂ الماس تھا
کیا تعجب گر اثر سے اسکے ہو ہر سنگ سبز

عشق مین ہونے نہین باقی کسی عنوان سے
غیرت و عز و حیا و شرم و عار و ننگ سبز

کیون نہو سرسبز انشا مثل سرو سبز آج
سبزۂ نوخیز ساقی سبزہ تسپر بنگ سبز

غزل غالب

کب ہوا اب ہمین حور و بشر کا امتیاز
دیکھکر جاتا رہا تجھکو نظر کا امتیاز

اسکا کوچہ چھوڑ کر جاوے ہے گلشن کیطرف
ہوگیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز

نازکی جسنے رگ گل کی نہ دیکھی ہو کبھی
ہو میان کیونکر اوسے تیری کمر کا امتیاز

ہے یہ سودائے محبت ہی کہ یان بس بات کا
کچھ نہین رہتا میان نفع و ضرر کا امتیاز

جب نشست اغیار کی پہلو مین ٹھہری یار کے
تب ہمارا رہگیا پھر وان کدھر کا امتیاز

اہل ہمت پوچھتے ہین خاک جب اکسیر کو
انکو کب ہوتا ہے صرف سیم و زر کا امتیاز

آگئے اپنے یار کے غالب ہمین معیوب ہین
ورنہ ہے کسکے اسے عیب و ہنر کا امتیاز

غزل میر

ہوتا نہین ہے باب اجابت کا وا ہنوز
بسمل پڑی ہے چرخ پہ میری دعا ہنوز

دن رات کو کھنچا ہے قیامت کا اور مین
پھرتا ہون منھ پہ خاک ملے جا بجا ہنوز

خط کا ڈھو لاکے تم تو منڈا بھی چلے ولے
ہوتی نہین ہماری تمہاری صفا ہنوز

غنچے چمن چمن کھلے اس باغ دہر مین
دل ہی مرا ہے جو نہین ہوتا ہے وا ہنوز

احوال نامہ بر سے مرا سنکے کہہ اٹھا
جیتا ہے وہ ستمزدہ مہجور کیا ہنوز

غنچہ نہ پوچھ دل ہے کسی مجھ سے زار کا
کھلتا نہین جو سعی سے تیری صبا ہنوز

توڑا تھا اسکا شیشۂ دل تو نے سنگدل
ہے دل خراش کوچے مین تیری صدا ہنوز

پہلو مین اسکے میر لہو تھا سو پی چکا
اوڑتا نہین ہے طائر رنگ حنا ہنوز

سبے بال و پر اسیر ہوں کنج قفس میں میر | جاتی نہیں ہے سر سے چمن کی ہوا ہنوز

غزل شہیدی

تیرے پر سے جو ہلنے لگے شہر نہ تڑپ تو بلبل زار بس | جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس
نہیں کوکہ بارھواں سال ہوئے مجھے یہی مقال ہے | ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس
کوئی کاروان جو نکلگیا سوے نجد قیس یہ بول اٹھا | وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس
تیرے غم پکا ہوں سپیدہ سر الے جنگ جو مرے قتل پہ | نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس
نہ چلی کسی کی فسونگری کہ وہ زلف سانپ سی بکھری | گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس
تجھے دیکھا جسنے ہوئے پری بخدا کسیکے نظارے کی | نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس
تو شہیدی ابر سیہ سے کہہ وہ شراب پیتے ہوں جس جگہ | وہیں جا برس وہیں جا برس وہیں جا برس وہیں جا برس

غزل محکم

مجھے حیف ہے ترا اے صنم کہوں آہ جا کے یہ کس سے بس | نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس
یوں پکار اٹھا ترے در پہ شب مجھے چور کہکے وہ بلفظ | ترا آج عسس ترا آج عسس ترا آج عسس ترا آج عسس
ترے ہجر میں مجھے اے صنم یہاں ہو گئے روتے دو ماہ کم | ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس
تب غم کے آتے اٹھا بھڑک بخدا صنم یہ جگر مرا | نہ بچا جرس نہ بچا جرس نہ بچا جرس نہ بچا جرس
مجھے بر میں محکم کہربا میں جان کر جو لپٹ گیا | سر خار و خس سر خار و خس سر خار و خس سر خار و خس

غزل انشا

پھنس گئی عندلیب ہو بیکس | وا اسے تنہائی اور کنج قفس
قیس لیلے سے ملگیا شاید | نہیں آتی ہے آج بانگ جرس
شب جو میں اسکے راہ میں لیٹا | خوف حاکم رہا نہ بیم عسس
ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی بس | انکی انگلی کی چٹ ہلکی جھٹ نس
لگے کہنے کہ میرے دامن کو | نہیں ابتک کیا کسو نے مس

مفت جلجائے گا برے بھی سرک
ارے ہین آگ ہون اور تو ہی خس

جب یہ سمجھے کہ چھوڑتا ہی نہین
تب تو ٹھہری کہ دینگے بوسے دس

گن کے دس لیلے گیا رھوان بھی سہی
ہمکو پیٹے کرے جو زیادہ ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھ سات
آٹھ نو دس ہوے بس انتا بس

غزل مشفق

آپ نے بھیجا تھا خط جو اپنے اس احقر کے پاس
وہ ہمیشہ رہتا ہی بالاے تکیہ سر کے پاس

دور ہی سے دیکھکے دربان خفا ہونے لگا
ڈرتے ڈرتے پہونچے ہم جسدم تمھارے در کے پاس

کانین بندے تمھارے دیکھکر کہتی ہے خلق
کیا ہی روشن دو ستارے ہین مہ انور کے پاس

اور بھی مخمور چشم یار ہو جاتی ہے مست
میکدے مین شیشہ جب آجاتا ہے ساغر کے پاس

عقدۂ دل صاف کھلجائیگا اے مشفق مرے
حل مشکل کا ہے نسخہ خالق اکبر کے پاس

غزل بعیدیل تخلص بمعروف

لیچلو مجکو تم اُس آئینہ رخسار کے پاس
خاک ہے زندگی جو یار نہین یار کے پاس

نرگس مست کا مت رکھ دل بیمار خیال
لینے بیمار کو رکھتے نہین بیمار کے پاس

ذبح کرتا ہے تو کر پر ذرا اتنا کیجو
رکھیو قاتل تو مجھے اپنی ہی دیوار کے پاس

جی مین آتا ہے کہ اب بھیس بدل جوگی کا
دھونی دے بیٹھے اب لف دھواندھار کے پاس

اب خیال اُسکا مرا فرار کرے ہے معروف
شہ قدم رنجہ کرے جا کسی نادار کے پاس

غزل رضا

تمنے کچھ قدر مری آہ نہ جانی افسوس
قدردانی سے کوئی بات نہ مانی افسوس

داستان درد کی اپنے مین کہون کس سے اجی
کوئی سنتا ہی نہین میری کہانی افسوس

دل اگر کہنے میں ہوتا تو یہ دکھ کیوں ہوتا
ہے بغل میں بھی مرا دشمن جانی افسوس

چشم تر ضعف بدن خشکی لب زردی رنگ
یہ ملی درد محبت کی نشانی افسوس

رحم آتا ہے رضا دیکھ ترا حال مجھے
مفت برباد گئی تیری جوانی افسوس

غزل میر

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس
اس ملک میں ہماری ہی چشم تر ہے بس

حرماں تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا
اک برگ گل گرا نہ جہاں تھا مرا قفس

مژگاں بھی بہہ گئیں مرے رونے سے چشم کے
سیلاب موج مارے تو ٹھہرے ہے کوئی خس

مجنوں کا دل ہوں محمل لیلیٰ سے ہوں جدا
تنہا پھروں ہوں دشت میں جوں نالۂ جرس

اے گریہ اُسکے دل میں اثر خوب ہی کیا
روتا ہوں جب میں سامنے اسکے تو دے ہے ہنس

اسکی زبان کے عہد سے کیونکر نکل سکوں
کہتا ہوں ایک میں تو سناتا ہے مجکو دس

حیراں ہوں میر نزع میں اب کیا کروں بھلا
احوال دل بہت ہے مجھے فرصت ہے یک نفس

غزل انشا

پھر تو کہہ بھرکے دم سرد مرے ہونٹھ نہ چوس
ہاں وہ کس طرح کے بیدرد مرے ہونٹھ نہ چوس

بھر ہے لعل سے زینت سے ترا یوں کہنا
رنگ یاقوت ہے یاں گرد مرے ہونٹھ نہ چوس

یہ نصیحت نہ ہو چلوں تو مجھے چھوڑنے دے
دیکھ جاگہ ہے یہ بے پردہ مرے ہونٹھ نہ چوس

مجکو حیران نکر چھوڑ تری دہشت سے
دیکھ رخسار ہوئے زرد مرے ہونٹھ نہ چوس

صدمے اس نازکے انشا سے یہ کہتا چل بے
چوٹ لگتے ہی ہوا درد مرے ہونٹھ نہ چوس

غزل شہیدی

نہ ہوگا مجسا دنیا میں کوئی ناکام سو سو کوس
کہ مطلب بھاگتا ہے سنکے مرا نام سو سو کوس

مبارک ہو تمھیں اے ہمصفیرو سیر گلشن کی
ہماری راہ میں پھیلے ہوئے ہیں دام سو سو کوس

ہماری شکل سے ہیں آپ ہی مانوس اے ہمدم
بلاتے تھے ہمیں جو بھیجکر پیغام سو سو کوس

نکالا آسمان نے جس گھڑی کوچے سے جانان کے
ہوا تھا ناتوان غم کو ہر ہر گام سو سو کوس
مریض عشق کی اپنے خبر لے جلد اے ظالم
ہوئے ہین دور اسسے طاقت و آرام سو سو کوس
نہ اکدن خضر نے بھی آکے میری رہنمائی کی
بھٹکتا ہی رہا ہین صبح سے تا شام سو سو کوس
غضب ہے حال سے اپنے نہین واقف ہے وہ اب تک
شہیدی جسکی خاطر سے ہوئے بدنام سو سو کوس

غزل حاجی

تم خفا ہو مجھ سے تو ہین بھی علی ہذا القیاس
آپ کی خو ہے وہی میری علی ہذا القیاس
تم جو کہتے ہو کہ تجھسے کچھ غرض مجکو نہین
ہمکو کب پروا ہے اب تیری علی ہذا القیاس
کون تو میرا ہین تیرا کون جو تم کہتے ہو
کچھ مرے دلمین بھی اب سوجھی علی ہذا القیاس
کوئی امید وفا پر مت لگا و اس سے دل
ہو گئی اک مجسے نادانی علی ہذا القیاس
بیٹھے ہین جسطرح سے نزدیک تیرے اے غیر
ہو گا میرے پاس بھی کوئی علی ہذا القیاس
کیجیے بدنام مجکو خوب لیکن میرے ساتھ
ہو گی صاحب کی بھی رسوائی علی ہذا القیاس
پوچھتے کیا ہو کہ اس حاجی نے دل کو جسطرح
کھو دیا تھا جان بھی کھوئی علی ہذا القیاس

غزل شاہ ظفر رحمۃ اللہ علیہ

ہو کہ سینے مین ہر داغ دل سوزان کی طپش
وہ نہو حشر کے دن مہر درخشان کی طپش
خاک پر میرے خس و خار نہ کیونکر جلجائین
اب تلک دلمین ہے سوز غم پنہان کی طپش
بہنے گو آنکھون سے رو رو کے بہائے دریا
نہ بجھی پر نہ بجھی ہان غم جانان کی طپش
نبض پر رکھتے ہی انگشت پھپھولا پڑجائے
اے طبیبو وہ بلا ہے غم ہجران کی طپش
نہین معلوم یہ کیا عشق کی بھڑکائی آگ
پھونکے دیتی ہے مجھے میرے دل و جان کی طپش
لکھ بہ تبدیل ردیف اور غزل گرم ظفر
جسکو ہو سنکے زیادہ دل یاران کی طپش

غزل میر

اسکا خیال آوے ہے عیار کی روش
کچھ اسکی ہمنے پائی نہ رفتار کی روش

کیا چال ہیگی زہر بھری روزگار کی
سب اس گزند کی ہے سیہ مار کی روش

وہ وقت خیز گرم تو مدت سے ہو چکے
رہتے ہین اب گرے پڑے بیمار کی روش

جاتے ہین رنگ و بوئے گل و آب جو چلے
آئی نہ خوش ہمین تو یہ گلزار کی روش

مائل ہوا ہے سرو گلستان پہ دل مرا
کچھ آگئی ہے اس مین قد یار کی روش

زندان مین جہان کے بہت ہین خراب حال
کرتے ہین ہم معاش گنہگار کی روش

یون سر بکھیرے عشق مین پھرتے نہین ہین میر
اظہار بھی کرین تو ہین اظہار کی روش

غزل شاہ ظفر

ساقی نہ دکھا بزم مین تو جام کی گردش
یاد آتی ہے چشم بت خود کام کی گردش

پھرتی ہے مری خاک بگولے مین ہمیشہ
ابتک بھی مرے ساتھ ہے ایام کی گردش

اک شب نہ مرے پاس وہ آیا مہ تابان
گردون نے نہ کی ایک مرے کام کی گردش

آنکھون کے تصور مین ترے صاف ہی لکھا
خامہ نے نہ کی جب دم ارقام کی گردش

مے بھرتے ہی ساقی کے ظفر ٹوٹ گیا جام
قسمت ہی مین تھی رندے آشام کی گردش

غزل سودا

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم کو نہین وہ دیر کی وسعت
اس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش

بھولے نہ مرے دل سے مرا مصرعہ جانکاہ
نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

یا نالہ ہی کر منع تو یا گریہ کو ناصح
دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش

بھولا پھرون ہون آپکو اک عمر سے لیکن
تجکو نہ کیا دل سے مین زنہار فراموش

دل درد سے کس طرح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشنوا حرف مین گفتار فراموش

غزل سوز

کسکی صحبت مین تو ہوا او باش
آفرین میرے مین چلیے شاباش

مین اگر جانتا کہ بانکا ہے
دل نہ دیتا تجھے مین پہلے کاش

کوئی منصف نہین کہون کس سے
کیونکہ گزریگی اس سے میری معاش

ناخن پا نظر پڑا تھا کہین
ابتلک میرے دلمین ہے وہ خراش

جسکو دیکھا سو ہے وہ رشک پری
سوز تو دیکھ صنعت نقاش

غزل انشا

کیون ساقیا نہ لعل ہوا اپنا یہ رنگ فرش
شیشے شراب سرخ کے ہین جاے سنگ فرش

جون آئینہ ہے اسکے جہان چاندنی بچھے
وان عرشیون کے باؤن کا ہی سایہ لنگ فرش

تمنے پلنگ دور بچھایا تو کیا ہوا
تم جانتے ہو مجکو کہ مین ہون پلنگ فرش

شیخ دراز قد نے جو مجلس مین ڈگ دھرے
پھبتی کہی سبھون نے کہ آیا کلنگ فرش

ٹک فربہی کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیاد
دریا کے بھی نہنگ سے ہے یہ نہنگ فرش

جو مجھ مین اور انمین دہما چوکڑی مچی
فراش بولے روز ہوئی یہ تو جنگ فرش

دھبا پڑا جو پاؤن سے مسند پہ بولے آپ
کیا سخت بے لحاظ ہے ہر ہر یہ ننگ فرش

غزل یقین

راتدن خوبانکو ہے دلہاے مفتون کی تلاش
روز و شب لیلا کو تھی در پیش مجنون کی تلاش

اشک رنگین سے گلی کو تونے مشہد کر دیا
مر گئے ہین دیکھکر اس چشم پر خون کی تلاش

جسطرح سے ڈھونڈھتے ہین لوگ خاطر باشتاہ
اسطرح رہتی ہے مجکو جان محزون کی تلاش

جی سے میرے لگرہی ہے سانورون کی جستجو
جسطرح ہوتی ہے افیونی کو افیون کی تلاش

شاعری ہے لفظ و معنی سے پرے لیکن یقین
کون سمجھے یان تو ہے الہام مضمون کی تلاش

غزل سراج

کیا شراب محبت نے دل کے خم مین جوش
عجب نہین جو قیامت تلک رہون مدہوش

صنم کے حسن کی خورشید کی خجالت سے
ہوا ہے چاند نقاب سحاب مین روپوش

نہین علاج بجز مرہم نوازش و لطف
جفا کے زخم سے کرتا ہے دل فغان و خروش

نہووے صور قیامت کے شور سے بیدار
جو کوئی خیال مین اس چشم کی ہوا ہے نوش

ترے دو ابرو ہمسر کو دیکھ حیران ہون
سنا نہین ہے کہین دو ہلال دوش بدوش

فسردہ دل ہون زمانے کی سرد مہری سے
عجب نہین ہے اگر مثل شمع ہون خاموش

کمند عقل سے آزاد ہے مثال سراج
جو اسکی زلف کی زنار کا ہے حلقہ بگوش

غزل ناسخ

اسقدر زیر فلک اے سرو گل اندام رقص
کر رہا ہے لولی گردون کو بے آرام رقص

سیکڑون مردے نکل پڑتے ہین ہر ٹھوکر کے ساتھ
فتنۂ محشر وہ ہے جسکا رکھا ہے نام رقص

مرغ خوشخوان اس چمن کا ہون کہ جسکے صحن مین
آسمان طاؤس سا کرتا ہے صبح و شام رقص

لگتی ہین مینا سے گردون کو ہزارون ٹھوکرین
کرتے ہین مستی مین جب رندان مے آشام رقص

مچگیا بھونچال تیرے رقص سے محفل مین رات
سب لگے کرنے در و دیوار سقف و بام رقص

ہوگیا پیری مین عیش اپنا جوانی سے دوچند
ہاتھ مین رعشہ سے کرتا ہے جو مے کا جام رقص

حال مین صوفی اگر ناچے ہے خامی کی دلیل
کرتے ہین گلخن پہ جیسے دانہاے خام رقص

دور دامن ہوگیا ہے مجکو مثل آسیا
پیستا ہے دلکو تیرا اے بت گلفام رقص

گر عوض ناقوس کے جا کر مین اک نالہ کرون
بتکدے مین ہر طرف کرتے پھرین اصنام رقص

تو ہے وہ صیاد او ظالم کہ تجکو دیکھکر
کرتے ہین بدلے تڑپنے کے اسیر دام رقص

جی اٹھے مردے ہزارون سنکے گھنگرو کی صدا
واسطے زندون کے لایا موت کا پیغام رقص

ناچنے گانے کا کیا رتبہ ہے اسکے سامنے
ہر سخن اسکا ہے اے ناسخ عناصر کام رقص

غزل سودا

آرام پھر کہان ہے جو ہو دلمین جاے حرص
آسودہ زیر چرخ نہین آشناے حرص

ممکن نہین ہے یہ کہ بھرے کاسۂ طمع — دن مین کروڑ اگر جو بھر آوے گدائے حرص
انسان ہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے — ذلت کسیکو کوئی نہ دیوے سوائے حرص
نادان تلاش طرۂ زر سے تو باز آ — چون شمع یہ نہو کہ ترا سر کٹائے حرص
اپنے سوا کسی کو نہ پایا حریص مین — کی قطع روزگار نے مجھپر قبائے حرص
سودا بسر ہو خوبی سے اوقات ہر طرح — پر درمیان نہووے بشرطیکہ پائے حرص

غزل میر تقی

شاعری شیوہ ہے شعار اخلاص — دین و مذہب مرا ہی پیار اخلاص
اب کہان وہ مودت قلبی — ہووے ظاہر مین یون ہزار اخلاص
سورت اخلاص کی پڑھی پرسون — میر رکھتا نہین ہے یار اخلاص

غزل رنگ

مرتبہ حق نے کیا خاص الخاص — تجسے رکھتا ہے دل مرا اخلاص
غیر کی بو مرے دماغ نہین — الفت دل عجب ہے خاص الخاص
حال تقلید طالب دنیا — جس طرح سے بنا ہوا رقاص
آپ انا فتحنا ہووے پناہ — مصحف روے ہے سورۂ اخلاص
بحر معنی مین غرق ہوگا رنگ — ہاتھ آیا سخن کا ہو غواص

غزل کنور

مین نپٹ دل سے ہون ترا مخلص — جذب باطن سے با صفا مخلص
دل کو فرقت مین کیا ہے بیتاب — غرض تجسے کرے وہ کیا مخلص
منتظر تیرے دیدکے ہین سب — برقع منہ سے کہین اٹھا مخلص
بے سبب رہتے ہو خفا ہم سے — آپ کا مین ہون بے ریا مخلص
شکر حق اب کنور وہ بر آیا — جس دعا مین ہمیشہ تھا مخلص

در ردیف ضاد معجمہ

غزل انشا

زہے نسائم فیضان مبدء فیاض
نمود جس سے ہوئے سب جواہر و اعراض

مدام ناصیہ سا ہین حضور مین جسکے
سواد چشم شب و گردن سحر کی بیاض

بدیع فطرت و خیاط خلعۂ تنویر
ہو جسکے ہاتھ گریبان صبح کی مقراض

حکیم حاکم دحکام دہر جس سے ہین
ہمیشہ خلق جہان کو ہزار ہا اغراض

ریاضی اور طبیعی سے ماحصل یہ ہے
الٰہیات سے نافہم کو نہو اعراض

کہ تیری ذات کو مخلوق بے مواد کیا
سیاست مدنی سیکھ جاوین تا مرتاض

شفا اب اسنے تصدق سے اپنے دی مجکو
ہزار شکر کہ سب دفع ہو گئے امراض

وگرنہ دیکھ کے انشا کی نبض ہوتا تھا
غریق بحر تحیر مسیح سا نباض

غزل سودا

چشم بینا ہو تو لیکر گل سے ہے تا خار فیض
بخشتے یارون کو ہر صورت جمال یار فیض

فیض ہے وابستۂ تار عقیدت ورنہ یار
نفع نے تسبیح مین ہے اور نہ کچھ زنار فیض

بخشتے ہے یون تقویت دلکو مرے دشنام یار
جون دوا سے تلخ سے پاوے کوئی بیمار فیض

مہر سے جون مہ کو پہونچے ہے ضیا جو خوبرو
میرے سنگ ہو تو پہونچاوے ترا رخسار فیض

جی بچے دو ن ہمتون سے تو غنیمت جانیو
کسکو گنج اپنے سے پہونچاوے ہے یا ر و مار فیض

کرکے صاف آئینۂ دل انمین تو دیکھ آپکو
بخشتے گا اے یار تیرا ہی تجھے دیدار فیض

تونے وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی
پڑھکے اک عالم اٹھاتا ہے ترے اشعار فیض

غزل سراج

مائل ہون گلبدن مجھے اس گل سے کیا غرض
کاکل مین اسکے بند ہون سنبل سے کیا غرض

خونی دلون کے قتل کو سیدھی نگاہ بس
اس تیغ کو فسان تغافل سے کیا غرض

رسوائی جہان سے مجھے فکر کچھ نہین
دیوانۂ جنون کو تامل سے کیا غرض

بس ہے غبار راہ لباس شہنشہی — سلطان بیخودی کو تجمل سے کیا غرض
جام الست سے بیخود ہون اے سراج — دور شراب شیشۂ پُر مُل سے کیا غرض

غزل یقین

کب سنے زنجیر مجھ مجروح دیوانہ کی عرض — پہونچتی تھی کان تک اُس زلف کے شانے کی عرض
گرمی اہل بزم سے مت کر کہ مین ہوتا ہون داغ — شمع کی خدمت مین ہی جلنے ہی پروانے کی عرض
شیشۂ مجھ دل سا بتا دے اور تری آنکھون سا جام — گر کرے ساقی ہزارون سال میخانے کی عرض
فصل جاتی ہی یقین اور باغبان سے ایکبار — کوئی کر دیتا نہین ہی باغ مین جانے کی عرض

از اتبرک غزل مولوی عبد اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

جو کرے تیری زلف سیہ پہ نظر اسے دیکھی دم مین دم غلط — جسے مار سیاہ کا زہر چڑھے کرے کیون نہ وہ ہوش و قدم غلط
نہین مجکو غرض کچھ تیر و کمان یونہین لی ہی تونے ہزار کی جان — تیرا تیر نگہ ہے اور یہ کمان جو کرے صف ترک عجم غلط
نہین ہی تیر اگناہ ذرا کہ جو تاڑے کوئی دم یون چرا — کہان سکا قصاص یت ہی بھلا جو ہو آپ ہی آپ عدم غلط
دیکھو بلبل گل کا نباہ صنم کیسے کرتے ہین ملکے یہ جلوہ بہم — نہین کوئی کبھی ہی انہین سے چشم نیم جو ہو قول و قرار قسم غلط
ذرا چشم کرم سے تو دیکھ ادھر ترے ہجر مین تجھ بن ہوا ابھی — جیسے بسمل مرغ ادھر ادھر گرا سپہ تو اتنا ستم غلط

غزل انشا

کیا دخل تیرے غم مین رہے تن مین جان غلط — حاشا غلط غلط غلط اے مہربان غلط
دو چار دن جو ہم سے نہ بولے تو کیا ہوا — پر چاہیے ہمیشہ سمجھے یہ گمان غلط
مین اور ترک عشق بھلا کچھ بھی ربط ہے — اے مہربان غلط غلط اے قدردان غلط
تصمیم عزم کعبہ نہ ہو تو بھی زاہدا — گو ہنے کی ہی ہو رہ کوے بتان غلط
اے میرے حاجی چپ ہو خدا کا بھی نام لے — مجھسے ہو ترک صحبت پیر مغان غلط
آوارہ وشت شوق مین مانند گرد باد — بھٹکا پھرون ہون کرکے رہ کاروان غلط
انشا سے اب خیال یہ افشاے راز کا — ہے وہ جو کچھ کہ آپ کی خاطر نشان غلط

غزل میر تقی

جسکو ہوا ہے اس صنم بیوفا سے ربط
اسکو خدا ہی ہووے تو کچھ ہو خدا سے ربط

گل ہوکے برگ برگ ہوئے اور ہوا ہوئے
رکھتے ہین اس چمن کے جو غنچے ہوا سے ربط

تہنار پشت پا سے نہین اٹھتی اسکی آنکھ
اس چشم شرمگین کو بہت ہے حیا سے ربط

شاید اسی کے ہاتھ مین دامن ہو یار کا
ہو جس ستم رسیدہ کو دست دعا سے ربط

کرتی ہے آدمی کو دنی صحبت فقیر
اچھا نہین ہے میر سے بے تہ گدا سے ربط

غزل سودا

تو جو ہو پاس تو ہے صبح طرب شام نشاط
دیکھنا تجھکو ہے اے جان و دل آرام نشاط

فضل حق جسکی طرف ہو تو اسے بخشے ہے
دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط

دل جنھون کا ہے اسیری کے مزے سے آگاہ
ہے قفس بیچ انھین عیش و تہ دام نشاط

عکس تا اسکی نگہ کا نہ پڑے جام کے بیچ
ہو سکے نشہ مے سے نہ سرانجام نشاط

دیکھ ہوتی ہے تجھے قمری و بلبل شادان
تو ہی اس باغ مین اے سرو گل اندام نشاط

شیشہ ہے زیر بغل آئینہ دل سودا
مے سے ہمکو نہین ہے ساقی گلفام نشاط

غزل سوز

اب ضرر کرنے لگا دل کو بتان کا اختلاط
سچ تو ہے ان بیوفاون سے کہان کا اختلاط

اب کوئی دم مین مچاویگی خزان یان آکی لوٹ
عندلیبو چھوڑ دو تم گلستان کا اختلاط

ناکسونکی دوستی دے دین و ایمان کو اکھاڑ
پوچھ د جاکر گلستان سے خزان کا اختلاط

خاک سے جسنے بنایا حضرت انسان کو
فیض گر چاہے تو کر اس باغبان کا اختلاط

سوز سے مت دل لگاؤ شفقو پچھتاؤگے
کاہش جان ہے عزیز و میہمان کا اختلاط

غزل رضا

ستم ہی مجھ سے تھا اے بیوفا شرط
مرے دل کی تو کیا لایا بجا شرط

بھلا اب تجھسے کیا بازی لگاؤن ۔ دیا مین ہار پہلے دل لگا شرط
نگہبانی سے کیا ہوتا ہے یارو ۔ غرض ہے خوبرو کو کچھ بجا شرط
اگر باور نہین جانبازی دل ۔ تماشا یہ دکھاؤن بھی بھلا شرط
لگا کہنے یہ باتین غیر سے کر ۔ اگر سے ہے تجھسے جا میری بلا شرط
رضا اُسکی رضا پر رہ تو راضی ۔ کہ راہ عاشقی مین ہے رضا شرط

ردیف ظا معجمہ

غزل سودا

رہے وہ معنی قرآن کہے جو تو واعظ ۔ پھٹے دہن کے تئین اپنے کر رفو تو واعظ
بتون کی حسن پرستی سے کیا خلل دین مین ۔ خدا نے دوست رکھا ہے رخ نکو واعظ
ثبوت حق کی کریمی سمجھو نپہ ہے لیکن ۔ تری تو نفی کرم پر ہے گفتگو واعظ
ڈرون ہون مین نکرین رند تیری داڑھی کا ۔ تبرکات مین داخل ہر ایک مو واعظ
سخن ہے وہ کہ موثر دلون کا ہو نادان ۔ یہ پوچ گوئی ہی جس سے ہے تجکو خو واعظ
کہا تو مان لے سودا کا توبہ کر اس سے ۔ لب دہن کے تئین کر کے شست و شو واعظ

غزل میر تقی

لطف جوانی کے ساتھ گئے پیری کیا ہے کیا محظوظ ۔ کیونکہ جبین یارب حیرت ہی ہیزہ لیسے نا محظوظ
رونے کڑھنے کو عیش کہو ہو ہم تو تمہارے دعا گو ہین ۔ یون نہین ہمیشہ عشق مین اُسکے رکھے ایسا خدا محظوظ
زردی منھ کی اشک کی سرخی دونون اتو رنگ پہ ہین ۔ شاید میر بہت رہتے ہو اس سے ہوکے جدا محظوظ

غزل انشا

کسکو سنا کر کہا آپ نے ادب لحاظ ۔ مجھسے نہ اتنے اجی ہوتے رہو بے لحاظ
گریہ کنان دیکھکر مجکو کہا شوخ نے ۔ تاڑتے ہین لوگ سب چپ ہو نہ رو بے لحاظ
ہونٹھ ہی مل ڈالے ہے یہ ٹھٹنی دل مین خبر ۔ اسکو مجھے ابکی تم کہتے تو دو سب بے لحاظ
آج جو کچھ دلمین ہے یار سے کہہ بیٹھے ۔ ایک گھڑی کے لیے ہو جیے گو بے لحاظ

پانون لگا وا سنے مین وہ تو غصہ ہو رات
کہنے لگا چونک کر چھوڑ یہ خوب بے لحاظ

سیکھ ادب لاکھ بار ہمنے کہا بات مان
پھر وہی کرنے لگا کرتے ہین جو بے لحاظ

چھوڑ اب انشا کوئی آپکو کیا دخل ہے
اور بھی دو گالیان اور کہو بے لحاظ

غزل سراج

عمل سے مے پرستون کے تجھے کیا کام اے واعظ
شراب شوق کا تو نے پیا نے جام اے واعظ

لگیگا سنگ خجلت شیشہ ناموس پر تیرے
عبث ہم بیگنا ہون کو نکر بدنام اے واعظ

نہین ہے امتیاز نیک و بد چشم حقیقت مین
مجھے یکسان ہوا ہے کفر اور اسلام اے واعظ

نیاز بیخودی بہتر نماز خود نمائی سے
نکر ہم پختہ مغزون کو خیال خام اے واعظ

پڑھے مکتب کے علم مختصر مین یہ معانی ہین
نہین ہے زہد کے طومار کو انجام اے واعظ

وہ شیرین لب کی کڑوی بات امرت ہے سحر حق مین
تجھے معلوم کیا ہے لذت دشنام اے واعظ

سراج اس کعبۂ جان تصور کو کیا ہے سجدہ
یہی ورد سحر ہے اور دعاے شام اے واعظ

غزل حاجی

سرخ جوڑا سج کے نکلا گھر سے دلبر الحفیظ
آگ رکھتا ہے یہ کس کس کے جگر پر الحفیظ

تیری یہ ٹیڑھی مژہ اور تیغ ابرو دیکھکر
اچھے اچھے بول اٹھتے ہین بہادر الحفیظ

اسکے کوچے کی تو کرا ہے دل سکونت اختیار
ساکن کوے صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ

دیکھیے ہوتا ہے کیا رہتی ہے یا جاتی ہے جان
ان دنون بگڑے ہین ہمسے کینہ پرور الحفیظ

حاجی اس نا آشنا سے دیکھیے کیسے بنے
آج کہتے ہین پکارینگے پیمبر الحفیظ

غزل کنور

جاتا ہے مرے بر سے دلبر کا خدا حافظ
دل بسکہ مشوش ہے مضطر کا خدا حافظ

کوچے مین ستمگر کے سر تک بھی تو ہم کھوئے
وادی طلب مین اب بے سر کا خدا حافظ

اک عمر قفس مین ہون بے بال و پری آئی
زندان مین عزیز و اب بے پر کا خدا حافظ

صحرا ہے پر آفت مین ہے عشق کے یہ جولان
کیا کیجیے اس دل کو بے ڈر کا خدا حافظ

ہے ڈر یہ کنور ہمکو فور آ نہ کہین ٹوٹے
ان تیز نگاہون کے خنجر کا خدا حافظ

غزل ناسخ

ایسا پروانہ زمانے مین کبھی دیکھا نہ شمع
طور کا شعلہ ہے پروانہ رخ جانانہ شمع

جل رہے ہین جوہر آئینہ پروانونکی طرح
آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع

مجھے نفرت غیر سے اس شعلہ روکو ہی بتیاک
اس لگس سے آشنا پروانے سے بیگانہ شمع

بیٹھتے دیکھا نہین اسکو کسی نے ایک دم
کہتی ہے اس بزم کو ایسا مسافرخانہ شمع

گر نقاب اُلٹے وہ روے آتشین سے باغ مین
ہی یقین ہنجاوے بلبل شاخ گل پروانہ شمع

سر پہ سوزان داغ سودا پانون مین زنجیر اشک
تیری محفل مین کھڑی ہے صورت پروانہ شمع

لنگ ہی اُسکو بناتے ہین کہ تجھکر دیکھکر
پھر پا بوسی نہ دوڑی آئے میتابانہ شمع

منہ دکھادیتا ہے پروانون کو گر وہ شعلہ رو
بھول جاتی ہے ابھی سب ناز معشوقانہ شمع

شاہ ملک عشق ہون لیتا ہون مرنے پر بھی باج
گل چڑھا جاتی ہے بلبل قبر پہ پروانہ شمع

ہے بجا دشمن اگر جلتے ہین پروانون کیطرح
جسمین ہے ہر ایک شک عارض جانانہ شمع

کچھ فقط تو ہی نہین ناسخ دل و جان سے نثار
بزم مین پروانے ہین سب اور صاحب خانہ شمع

غزل سودا

گو اب نہ مجھ غریب کی بالین پہ آئے شمع
دل نے کسی کا تجھسے جلے ہے بجاے شمع

پروانہ کے ہون مین اثر عشق سے خجل
کیون منفعل تجھے نہین کرتی دفاے شمع

آتا ہے جی مین یہ کہ قدم تیرے چھوڑکر
گر در ہتے جون پتنگ بہم ہوکے پاے شمع

بیگانہ تیری چشم سے مجھپر تو اشک گرم
جلنے سے اسکے آپکو آگے جلاے شمع

غزل میر تقی

لیے داغ سرپہ جو آئی تھی شمع
سحر تک سب اُسنے ہی کھائی تھی شمع

پتنگے کے حق مین تو تجھ سے ہوئی — اگر موم کی بھی بنائی تھی شمع
وہ اس مہ سے روشن تھی شب بزم مین — نکالا تھا اُسکو چھپائی تھی شمع
وہ ہے ساتھ میرے شب بزم مین — کہ تاب اُسکے رخ کی نہ لائی تھی شمع
پتنگ اور وہ کیون نہ باہم جلین — کہین سے مگر ٹک لگ آئی تھی شمع
فروغ اُسکے چہرے کا تھا پردہ دار — ہوا کیا جو ہمنے بجھائی تھی شمع
تف دل سے میر اک کف خاک ہے — مری خاک پر کیون جلائی تھی شمع

غزل انشا

بوقت صبح ہو یون نشۂ شراب طلوع — کہ جیسے شرق سے کرتا ہے آفتاب طلوع
یکایک ابر سے شیشے کے ہو گیا ساقی — ز فور نور سے خورشید ذرہ تاب طلوع
جو دیکھے اشۂ لمعات کی جھلک اُسکے — شعاع شمس کی ٹک لا سکے نہ تاب طلوع
افق سے نیّر طفلی کے ناگہان وان تو — بیان نیّر اعظم ہوا شباب طلوع
شب فراق کی ظلمت سے ہے بہ تنگ انشا — خدا کے واسطے اے مہر کر شتاب طلوع

غزل ناسخ

عریانی جنون مین مرے کام آئے داغ — طاؤس کی طرح ہے بدن پر قباے داغ
سوداگران مشک کا ملتا نہین دماغ — مرہم کی ہے تلاش جو ہمکو براے داغ
جلتا ہون سر سے پاؤن تلک مثل آفتاب — حاصل ہوا فلک سے نہ مجھکو سواے داغ
ہوتا ہے کرم خوردہ گل لالہ جس طرح — ناسور ہین میرے جگر مین بجاے داغ
بے داغ آسمان نے نہ رکھا کسی کو یان — ہر ایک مہ جبین نے چیچک کے پاے داغ
شکوہ نہین ہے جوشش سوداے عشق کا — مانند شمع سر سے ہمارا ابراے داغ
سودائی ہین ہم ایسے کہ ہر سال لالہ سان — ہوگا ہماری خاک سے نشو و نماے داغ
جراح اپنے شب کے مرہم کو دور رکھ — بھر جائینگے اس سے اور شعلہاے داغ

کیونکر گلون کی خاطر نازک کو توڑ دون
گلشن مین عندلیب سے مین نے چھپائے داغ

مرنے کا غم نہین یہ مگر داغ ہے مجھے
دامن سے اُسنے میرے لہو کے چھڑائے داغ

جنت کو جائینگے لیئے دوزخ بغل مین ہم
ناسخ یونہین جو بعد فنا ہے بقاے داغ

غزل میر تقی

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ دروغ
کہان دماغ ہمین اس قدر دروغ دروغ

تم اور ہمسے محبت نہین خلاف خلاف
ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ

غلط غلط کہ رہین تمسے ہم تنک غافل
تم اور پوچھو ہماری خبر دروغ دروغ

فراغ کچھ نہین دعوی کو صبح صادق کے
شب فراق کو کب ہے سحر دروغ دروغ

کسی کے کہنے سے ست بدگمان ہو میر سے تو
وہ اور اُسکو کسی پر نظر دروغ دروغ

غزل انشا

اے آتش فراق مرا دل ہے سوز داغ
جھلکے ہی دلمین دور سے جون دیر کا چراغ

آنکھون مین تاکہ نشۂ وحدت کا ہو طلوع
ساقی شئے منا نہ سے بھر دے مرا ایاغ

بیٹھا ہے آج مجلس رندان مین شیخ یون
طوطی کے پاس جیسے کوئی ہم قفس ہو زاغ

پیدا لگاوٹ آہ کسی سے نہ کیجیے
لیکن دل و دماغ کہان کسکو یہ فراغ

پوچھون مین کسکی کُنہ حقیقت کو آجتک
انشا مجھے ملا نہین اپنا ہی کچھ سراغ

غزل سودا

سرد مہری سے بتون کی ست گیا ہی سوز داغ
کردیا ان ظالمون نے ملک دل کا بے چراغ

دائے اس ہیشہ پرائے بلبل کہ جسکی ہو یہ قدر
خار ہین کوچہ بکوچہ گل ہے رسوا باغ باغ

مملکت ساری مین باور کر سلیمان کو نہ تھا
گوشۂ خاطر مین اپنی ہے مجھے جو کچھ فراغ

بلبل خوش نغمہ ہون لیک اس گلستان مین جہان
نالۂ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ

خوش کبھی اس بزم مین دو دل نہ دیکھے ایک جا
دم بدم مینا ہی روتا ہے تو ہنستا ہے ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق ہر طرف ہین نا قبول	گل سد البلبل سے نا خوش مجھسے تو ہو بید لاغ
دل اگر کھو یا ہی سودا چھوڑ مت دنبال اشک	شاید اس دیوانے کا طفلان سے تو اپنے سراغ

غزل میر تقی

میلان دل ہے زلف سیہ فام کی طرف	جاتا ہی صید آپ سے اس دام کی طرف
دل اپنا عدل داور محشر سے جمع ہے	ہوتا ہے کون عاشق بد نام کی طرف
اس پہلوے فگار کو بستر سے کام کیا	مدت ہوئی کہ چھوٹی ہے آرام کی طرف
یک شب نظر اُٹھا کہین لو سوے بام اب	رہتی ہے کون چشم ترے بام کی طرف
آنکھین جنھون کی زلف رخ یار سے لگین	وہ دیکھتے نہین سحر و شام کی طرف
جون چشم یار بزم مین انگلا پڑے ہے آج	ٹک دیکھ شیخ مے کے بھرے جام کی طرف
خار شگاف سینہ خراش ایک ہی نہین	لیکن نظر نہین ہے تجھے کام کی طرف
دل پک رہے ہین جنکے اُنھین سے مجھو ہو شوق	میلان طبع کب ہے کسو خام کی طرف
دیکھی ہے جب سے اُس بت کافر کی شکل میر	جاتا ہی جی نہین تنک اسلام کی طرف

غزل سوز

زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف	مرتے مرتے بھی نہ دکھلایا تجھے دیدار حیف
مین بھی بندہ تھا اگر ملتے تو کیا آتا خلل	پر ترے دل مین نہ آیا حیف میرے یار حیف
لے چلے دنیا سے ہم ارمان تیرے وصل کا	گور مین نکلے گی یہ آواز اے عیار حیف
حسن صورت کو ہے لازم میرے پیارے حسن خلق	یہ تری صورت قلانی اور یہ اطوار حیف
شعر پڑھنا بات کرنا مسکرانا اب کہان	سوز کے منہ سے ہی سنتے ہین لاکھون بار حیف

غزل سودا

دیکھون ہون یو نہین اُس ستم ایجاد کی طرف	جون صید وقت ذبح کے صیاد کی طرف
بے مشورت نگہ کے تری طبع روزگار	آدے نہ تازہ جور کے ایجاد کی طرف

سلے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام
پھنس گئے قفس مین دیکھ کے صیاد کی طرف

غیرون کی بات پر نہ کہون مت رکھو خیال
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف

طرّے کے تیرے واسطے صد چوب شانہ دار
قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کی طرف

جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم
مائل ہوئے ہین اُس دل ناشاد کی طرف

سامان نالہ سب ہین مہیا پر اے اثر
مین دیکھتا ہون تیری ہی امداد کی طرف

ثابت نہو وے خون مرا روز باز پرس
دیکھین گے اہل حشر بھی جلاد کی طرف

خون کر رہا ہے جوش رگ جان مین ترے
سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کی طرف

غزل انشا

لکھ مرے قتل کے محضر پہ وہ شنجرف کے حرف
تا وہ سب یاد رہین لوہو بھرے حرف سے حرف

یا علی سوزن مژگان مین پڑا دلبر تو
بن گئے رشتۂ تار نگہ زر رفت کے حرف

نوش جان ہی جو ترے جام بلورین پہ کھدا
اسکے گویا کہ تراشیدہ ہین سیاہی سے حرف

پنجتن پاک کے جو نام ہین سب گرد اگرد
زیب وہ تیرے گلے کے ہین یہ دو طرف کے حرف

قتل یقتل قتلاً ہی پڑھے ہے قاتل
کبھی دو چار وہ سنتا ہے جو کم ظرف کے حرف

تیس حرف نہین سبھی کچھ ہے پر انشا سچ ہے
سب یہی بچون کے ہین حرف یہی حرفا کے حرف

غزل نصیر

دیکھا جو سیمتن تری تصویر کا ورق
سمجھا دل اُسکو نسخۂ اکسیر کا ورق

مضمون سر و مہری جانان رقم کرون
گر ہاتھ آئے کاغذ کشمیر کا ورق

کیون سطر کہکشان سے مزین نہو فلک
ہے یہ کتاب کاتب تقدیر کا ورق

دیکھے وہ لب کو جسنے نہ دیکھا ہو اے صبا
برگ گل رخ بت بے پیر کا ورق

تعریف تیرے روے مخطط کی کس سے ہو
ہے مصحف مجید کی تفسیر کا ورق

لیلےٰ نے خط کو کھول کے قاصد سے یون کہا
ق
ہے کیسی کے عاشق دلگیر کا ورق

ردیف قاف

تب اسنے عرض کی کہ اسے دیکھیے یہ ہے
احوال قیس پاے بزنجیر کا ورق

تم گنجفے کے کھیل مین خنجر بکف نہو
رکھتا ہے یہ غلام بھی شمشیر کا ورق

تو وہ ہے آج دیکھے جو چاہے یہ رخ ترا
دھولاوے آب شرم سے تصویر کا ورق

خط پر نظر پڑے تو زمرد ستم کرے
سو ٹکڑے اپنے ہاتھ کی تحریر کا ورق

لیلےٰ نے جب مرقع عالم کی سیر کی
دیکھا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق

پہچان کر لگا لیا چھاتی سے اُس نے پھر
مجنون کے پاے بستہ زنجیر کا ورق

سودا نے دیکھکر ترے دیوان کو نصیر
پھاڑا بیاض منتخب میر کا ورق

غزل حافظ

نہ کوئی ہو جیویان مجھ سا مبتلاے فراق
گذر گئی ہے مری عمر در بلاے فراق

غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان
اُٹھا چکے ہین سبھی رنج و داغہاے فراق

ملے فراق مجھے گر تو جان سے مارون ؛
سرشک دیدہ سے بھر دون مین خونبہاے فراق

فراق تیرے کو فرقت کا مبتلا یہ کرون
کہ صرف خون جگر رویئن دیدہ ہاے فراق

کدھر فراق کہان ہین کدھر کے رنج و تعب
فلک کے ہاتھ سے اب ٹوٹ جاے پاے فراق

مین داد پاؤن کہان کیا کرون کہون کس سے
فراق کو کوئی دیگا جو دے سزاے فراق

یہ بیدلی ہو کہ حافظ کے اور مرے منھ سے
برنگ مرغ سحر نکلے ہے صداے فراق

غزل سودا

رنگ سے چہرے کے رسوا ہوئے ہے بیمار عشق
عشق کو یار و چھپا سکتا نہین انکار عشق

آگاہ اشک تر گئے خون گاہ ہے سخت جگر
اسطرح جاری ہے ان آنکھون سے کاروبار عشق

کیا کرون اُسنے مجھے ہے کر دیا بے خانمان
سر پہ کافر کے نہ پڑیو سایۂ دیوار عشق

تھا سکندر طالع اسد تک کے دل تھا میرے پاس
کھا گیا افسوس اس آئینہ کو زنگار عشق

اس چمن مین طرح بلبل کے وہ نالان کون تھا
روز و شب کھٹکا کرے سینہ مین جسکے خار عشق

غزل میر تقی

گر بادیہ مین مجکو صبا لے کے جائے شوق ۔ مجنون کو میری اور سے کہیو دعائے شوق
وصل و جدائی سے ہے مُبرّا وہ کام جان ۔ معلوم کچھ ہوا نہ ہمین یان سوائے شوق
ہر چار اور اُڑتی پھرے ہے ہماری خاک ۔ سر سے گئی نہ جی سے گئی پر ہوائے شوق
دیر و حرم مین ہمکو پھراتا ہے دیر تک ۔ پھر بھی ہمارے ساتھ ہے وہ ہی ادائے شوق
افسوس ایسے کوچے سے تم آشنا نہین ۔ کیا دردناک مین بھی کوئی ہے نوائے شوق
درد اور آہ بھی جو کرے ہے دم سحر ۔ اک مشت پر ہے مرغ گلستان ہائے شوق
کیا پوچھتے ہو شوق کہانتک ہے ہمکو میر ۔ مرنا ہی اہل درد کا ہے انتہائے شوق

غزل مومن خان

وہ جو زندگی مین نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق ۔ یہ قلق ہو کیسا کہ ہے ستم گئی جان پر نہ گیا قلق
کسی کے خرام کی یاد مین تہ خاک بھی یہ رہا قلق ۔ کہ زمین کو زلزلہ ہی رہے جو لٹائے مجکو ذرا قلق
پڑی ہم پہ حالت جان کنی غرض اب تو جان پہ آبنی ۔ یہ عذاب مرگ ہے یا طپش یہ خدا کا قہر ہے یا قلق
یہ کہان کی جی کو بلا لگی مری ہائے کیونکہ ہو زندگی ۔ کوئی کیا جیے جو ہو ایک سا شب و روز صبح و مسا قلق
شب ہجر تیرے وصال کی تری شوخیان جو نظر مین تھین ۔ کہون کیا تغیر حال دل کبھی تھا سکون کبھی تھا قلق
نہین چاہ میری اگر اُسے نہین راہ دل مین تو کس لیے ۔ مجھے روتے دیکھ کے رو دیا مرا حال سنکے ہوا قلق
غم ہجر یار کے ہاتھ سے شب و روز ہو نہین عذاب مین ۔ ہے ہمیشہ ایک نئی طپش ہے مدام ایک نیا قلق
شب وعدہ جذبہ شوق سے ہوئی کشمکش یہ ستم ہوا ۔ کہ وہ آتے آتے جو تھم گئے تو کسی طرح کا نہ تھا قلق
کہا جان بلب ہون جو آئے تو مری زندگی ہو تو یہ کہا ۔ ترے جینے کی مجھے کیا خوشی ترے مرنے کا مجھے کیا قلق
یہ شرارتو نکی شکایتین یہ جلانا غیر کا دیکھو ۔ کبھی کہتا وہ ترے ہاتھ سے نہین چین مجکو سوا قلق
نظر ابر پر جو کبھی پڑے تو خیال رونیکا اپنا ہے ۔ جو طپش وہ برق کی دیکھ لی مجھے یاد آیا نیا قلق

غزل انشا

عشق سچ ہو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق / جیسے غش ہم ہین اجی ویسی ہے ہمپر عاشق
مجھے رد کا جو کسی نے تو وہ بولے اے واہ / ایک میرا ہے وہ لاکھون کے برابر عاشق
تیری تصویر کے بدلے مجھے دیتا ہے تمام / شیخ سعدی کی گلستان مصور عاشق
حیف دروازے کی کنڈی نہ کھلی اور ترا / مر گیا رات کو چوکھٹ سے پٹک سر عاشق
دیکھ تو عشق کے دھڑکے کو شب وصل مین آہ / گرچہ ہے پاس ترے تو بھی ہر ششدر عاشق
آنسو بھر لائے جو ہم آنکھون مین تو کہنے لگے / آپ اس شکل پہ ہین میرے مقرر عاشق
دیکھکر انکی طرف شیخ رہا تو بولے / خوبی قسمت کی ہوا مجھپہ مچھندر عاشق
سنگ و خاک اور معشوق حقیقی کے سوا / جو گرفتہ نہین بابالش و بستر عاشق
بادشاہت ہے اگر عہدۂ دربانی مین / ہو وے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق
ادب آموز ہو مانند ارسطا طالیس / تا جبلت پہ تیرے ہوئے سکندر عاشق
سیکھ تقریر تو وہ شستہ و رفتہ جس سے / قلزم علم کے ہون پختہ شناور عاشق
فارسی پر ترے آوے شہ ایران کو غش / عربی بولے تو ہو روم مین قیصر عاشق
نہ کہ صحبت ہو رذالونکی جو یون تجکو کہین / دمون کی خیر رہے دولہ بہادر عاشق
دیکھتا تجکو جو مین ہائے تو کن آنکھون سے / تک رہے تھے طرف غرفۂ و منظر عاشق
شرط تھا عشق کو گر حسن تو پھر کیون ہوتے / چھوڑکر گل کو بھلا اور نہ صنوبر عاشق
کہہ بہ تبدیل قوافی غزل ایسی اور گرم / جسکے مطلع پہ ہو انشا شہ خاور عاشق

غزل ناسخ

ہر تنگ گل سمجھے کیا چاہیے گریبان چاک / کہ مثل گل کے ہزارون ہین دلین پنہان چاک
تصور اس دل صد چاک مین ہے اس مہ کا / ہوا ہے جسکے اشارے سے ماہ تابان چاک
ہر ایک لالۂ صحرا ہے تیرا داغ بدل / ہر ایک گل ہے چمن مین ترا گریبان چاک
تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیرے سامنے ہو / کتان کی طرح گریبان ماہ کنعان چاک

یہی دعا ہے خدا سے رہون بیابان مین
نہ میرے غم مین ہو پیراہن عزیزان چاک

جو زیست چاہے کرے مال سے تہی پہلو
صدف کے سینے کو کرتے ہین دیکھ یاران چاک

نہین ہر جادہ مین وحشی پھنسا جو زندان مین
مرے فراق مین ہے سینۂ بیابان چاک

کیا کلال قضا نے خمیر خاک بتان
یہ مہر و ماہ پیالے ہین چرخ گردان چاک

غزل میر تقی

عزت اپنی اب نہین ہے یار کو منظور تک
پاس جاتا ہون تو کہتا ہے کہ بیٹھو دور تک

حال میرا شہر مین کہتے رہین گے لوگ دیر
اس فسانے کے تئین ہونے تو دو مشہور تک

پشت پا مارے ہین شاہی پر گدا ئے کوے عشق
دیکھ تو یان کا خدا کے واسطے دستور تک

چاہیے گا مجھسے بے قدرت کا کیا ہے اعتبار
عشق کرنیکو کسی کے چاہیئے مقدور تک

حق تو سب کچھ تھا ہی نا حق جان دل کس واسطے
حوصلہ سے بات کرتا کاش کے منصور تک

منکر حسن بتان کیونکر نہو دے شیخ شہر
حق ہے اسکے اور وہ آنکھون سے ہی معذور تک

پھر کہین کیا دل لگا یا میر جو ہے آج زرد
منھ پہ آیا تھا ترے دو چار دن سے نور تک

غزل انشا

گر ہون افلاک و عقول و رنظر بیسون ایک
مدرکات اور معقولات عشر بیسون ایک

رعد و برق و شفق و ژالہ اور اسکے پل در
چار سمت اور فلق شام و سحر بیسون ایک

منطقات و موالید و جواہر خمسہ
ہفت اقلیم جہان معدن زر بیسون ایک

سبعہ سیارہ ارکین جہات و ابعاد
ہو وین گر انکے یہ جو شیر و شکر بیسون ایک

چودہ علم اور سبب جلال و ذکا و دانش
فی المثل ہو وین ہم یہ بھی اگر بیسون ایک

جسکے ہین اذن یہ نو امر جدو پنج حواس
کب ہون پابستۂ مردم جو بشر بیسون ایک

حامل وحی خضر چاک کسب بارعون راس
طرح مین انکے ہین با شمس و قمر بیسون ایک

و الشفیع آپ ہو اور گیارہ امام آٹھ بہشت | جسپر اشفاق کرین منھ یہ ادھر بیسون ایک
سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ | رکھتے ہین اسکی اطاعت کا ہنر بیسون ایک
پنجتن چودہ ہون معصوم حق انشاء اللہ | رکھین الطاف کی سب تجھپہ نظر بیسون ایک

غزل سودا

شمع اس عارض کی سب کہتے ہین پہونچی نور تک | نسبے جو پوچھے کوئی ہے حرف شمع طور تک
بس چلے تو دیکھنے ہر گز تجھے تجھکو نہ دون | آئینہ گھر مین ترے رہنے نہ دون مقدور تک
آن کر اس میکدے کے بیچ جز چشم پر آب | قسمت اپنی ہم نہ پائی ساغر معمور تک
یہ بہوت غافل نگاہ حسرت آرا اسکی سے | پہونچے وقت جان کنی گر اپنے تو رنجور تک
کون سے عارف کو یان دعوی اناالحق کا نہین | یہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور تک
ہجو ہے اس زلف کی تشبیہ دینا مشک سے | شاعر یہ بات پہونچے گی دراز و دور تک
یہ غزل سودا کہی ہے تو نے اس انداز سے | ہند سے پہونچیگی ہاتھون ہاتھ نیشاپور تک

غزل سوز

مجکو تہمت مت لگا ہر غدا تو اے فلک | ہاتھ بھی پہونچا نہین اب تک مرا دامن تلک
ہان مگر تقصیر یہ کی ہے کہ یک شب باغ مین | رخنہ دیوار سے دیکھی تھی قاتل کی جھلک
اس گنہ پر جو ترے دلمین ہو سو تو کر سلوک | لگیا تھا اس شرابی کے لیے مین دل گزک
اور بھی اک یاد آئی ہے کہ مین جھوٹا نہین | ق جون گیا مین پاس اسکے اٹھ گیا دامن جھٹک
دیکھکر مجھکو نہایت طیش سے بولا کہ وہ | اپنے رتبہ سے نہ رکھ تو پاؤن آگے چل سرک
رہگیا اپنا سا منھ لیکر قدم پیچھے پھرا | ہر قدم پر مارے خجلت کے مین ہٹتا تھا جھجک
اس گنہ پر جو ترے دلمین ہو اے چرخ کہن | اپنے اس دل سوز کو تو ہاتھ مین رکھ یا پٹک

غزل سلیمی

ایک آفت تھی اس مژگان کے ہر بھالے کی جھونک | اسپہ قیامت ادھر ہوئی سر ہوکر دنبالے کی جھونک

سوزشِ فرقت مین جانِ ناتوان گردش مین آ
کیا اُٹھا سکتی ہے داغ دل کے جو الیکی جھونک

شوق مین اُس شعلہ رو کے خانمان اندرون
پھونک ہی ڈالی ہے اپنی آستین نالیکی جھونک

مست لگا جانے مین لے رشکِ قمر سنجاف زر
بس قیامت ہی ترے دامن کی ہے بالیکی جھونک

بالیکی

بجتے ہین ساز محبت بزم مین اُس شوخ کے
آگیا ہے غش مین عالم سنکے جوتالیکی جھونک

پڑ گیا ناسور سا شاید کہ دل مین عشق کا
روز و شب جاری ہے جو اک خون کے پرنالیکی جھونک

آہین بھر بھر سوز غم سے اُف کلیجا جل گیا
پر نہ سمجھا مین کہ کیا ہے دل کے تجالیکی جھونک

مرہی جاتا ہون جو یاد آتی ہے روز ہجر مین
وصل کی شب کی جو لینے مست متوالیکی جھونک

نازکی اتنی کہ جھک جاتی ہے گردن ناز سے
جس گھڑی پڑتی ہے اُسکے کان کے بالیکی جھونک

ہار پھولون کے سلیمی جبکو لاتی ہے صبا
وہ اُٹھا سکتے نہین یک غنچۂ لالیکی جھونک

غزل ناسخ

ایسی تپ غم سے دل نالان مین لگی آگ
جب نالہ کیا عالم امکان مین لگی آگ

یہ سوزشِ غم ہے ہین مردون بھی کہ مین نے
جب سانس بھری روضۂ رضوان مین لگی آگ

ساتھ اشک کے آنے لگے لختِ دلِ سوزان
دیکھو گے کہ خمخانۂ مژگان مین لگی آگ

ہے صبح شبِ وصل ہوے گرم فغان ہم
سمجھو نہ شفق گنبدِ گردان مین لگی آگ

یہ آتش رنگ لب جانان نے جلایا
اخگر ہوئے یاقوت بدخشان مین لگی آگ

پہلو کی جلین ہڈیان نالان جو ہوا دل
یہ شیر کے نالون سے نیستان مین لگی آگ

تیرے لب جان بخش ہوے پان سے جب سرخ
عالم نے کہا چشمۂ حیوان مین لگی آگ

آیا ہے نظر تجھ مین جب رنگ گلون کا
سمجھا ہون یہی صحن گلستان مین لگی آگ

دریا مین لگا دھونے جو تو دستِ حنائی
مشعل کی طرح پنجۂ مرجان مین لگی آگ

بدنام ہوئی آہ شرربار تمھاری
ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان مین لگی آگ

غزل میر تقی

غافل ہین ایسے سوتے ہین سارے جہانکے لوگ
حالانکہ رفتنی ہین سب اس کاروان کے لوگ

مجنون و کوہکن نہ تلف عشق مین ہوے
مرنے پہ جی ہی دیتے ہین اس خاندانکے لوگ

کیونکر کہین کہ شہر وفا مین جنون نہین
اس خصم جان کے سارے دوانے ہین یانکے لوگ

رونق تھی دلّی مین جب نہین بستے تھے دلبران
اب کیا رہا ہے اُٹھ گئے سب اس جہانکے لوگ

تو ہم ہین اور آپ ہین مت دے کسیکو دخل
ہوتے ہین فتنہ ساز ہی درمیان کے لوگ

مرتے ہین اسکے واسطے یون تو بہت و لے
کم آشنا ہین طور سے اس کام جان کے لوگ

پتی کو اس چمن کے نہین دیکھتے ہین گرم
جو محرم روش ہین کچھ اس بدگمانکے لوگ

بت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتے ہین سب
خوش اعتقاد کتنے ہین ہندوستانکے لوگ

فردوس کو بھی آنکھ سے پھر دیکھتے نہین
کس درجہ سیر چشم ہین کوے بتانکے لوگ

کیا سہل جی سے ہاتھ اُٹھا بیٹھتے ہین ہاے
یہ عشق پیشگان ہین الٰہی کہان کے لوگ

منھ تکتے ہی رہے ہین سدا مجلسون کے بیچ
گویا کہ میر محو ہین میری زبان کے لوگ

غزل آتش

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ
دیدنی ہے جہان رنگا رنگ

سامنے تیرے روے رنگین کے
لالہ و گل نے بھی ہے پکڑا رنگ

آنکھین ہین اور زلف یار کا دھیان
کچھ نہ کچھ لا دے گا یہ سودا رنگ

تم جو حمّام مین نہین آئے
ہے نگرنگ کا ہے پیلا رنگ

زلف و رُخ سے ترے کھلا کہ نہین
ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ

مست تیرے نہ لین جو نذر بھی دے
ہے سرخ آسمان مینا رنگ

حسن نے گیسوؤن کو تیرے دیا
مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکر رنگین نے تیرے اے آتش
کیسے کیسے کیے ہین پیدا رنگ

غزل انشاء اللہ خان

جھونک دی عشق نے جب اس دل بیتاب مین آگ
غل پڑا یہ کہ پڑی معدن سیماب مین آگ

جب سے وہ شعلۂ برق آنکھون مین پھرتا ہے مرے
چونک چونک اُٹھون ہون مین دیکھ اجی خواب مین آگ

جی یہ چاہے ہے ابھی شیشۂ صہبا کو انڈیل
شمع سے دیجیے بس چادر مہتاب مین آگ

تجھ بن اے ماہ شب چاردہ ہم بر لب جو
پڑ رہی ہے مرے اس دیدۂ پر آب مین آگ

یاد مسجد مین جو آیا خم ابرو تیرا
لگی انشا کے دم گرم سے محراب مین آگ

غزل سودا

دل مسخر کر نہین سکتے ہہ تیغ و تیر و جنگ
ملک تو کچھ یہ نہین جسکو کرے تسخیر جنگ

یہ مگر مہر و محبت سے جو ہاتھ آوے تو آوے
اسکے ہاتھ آنیکی اے پیارے نہین تدبیر جنگ

جنبش ابرو نے مارا لشکر صبر و قرار
ہوئے ہے فیصل کہ جب پہونچے ہے تا شمشیر جنگ

سامنے پھر کیجے تیرے مہر و مہ کا ہو یہ حال
رنگ رو نامرد کا کرتی ہے جون تغییر جنگ

کب سپاہی کام مین آقا کے دیوے ہے اپنا جی
بھوکھ سے کرتا ہے ہو کر زندگی سے سیر جنگ

یہ نہین ممکن کہ وہ وحشی کسیکا ہووے رام
کرتے ہین اسپر عبث باہم جوان و پیر جنگ

روبرو آیا جو تھا سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکے اسکے قلم با خامۂ تقدیر جنگ

غزل شیدا

ہجر کل جا دے گا سن او گلبدن
جو ہوا ہم سے تو یک آن الگ
عاشق زار کا طور
اندنون سب کچھ اور

مثل گل غم سے ترے غنچہ دہن
چاک دامن سے ہے گریبان الگ
ہے کشتی کا جو مزہ
ہے یہی نام خدا

یار ہو ساقی ہو اور سیر چمن
بیٹھین خلوت مین مری جان الگ
خوب بدلیون کی ولا
بیٹھی باتو نپہ نہ جا

دل کو لے لیتے ہین کر سیکڑون فن
ان سے رہنا تو کہا مان الگ

زیست عاشق کی تبا / ہووے کس طرح بھلا
مار ہی ڈالے ہے مسّی کی پھبن / خون کرتا ہے ادھر پان الگ
دیکھیے کس کسکو یہ دل / ماجرا ہے مشکل
شیدا مانگے ترے بالون کی پھبن / بکھری ہے زلف پریشان الگ

غزل ذوق

ازل سے یون دل عاشق ہے نور کی قندیل / کہ جیسے عرش خداے غفور کی قندیل
سمجھ وہ دربنا گوش نور کی قندیل / خجل ہے اختر صبح نشور کی قندیل
ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے / کسی کی تاب کمال ظہور کی قندیل
جہان ہو خانۂ عشرت جسے ہو اسکا فروغ / کہ لٹکے اسپہ سر پر غرور کی قندیل
لیے ہے جون قمر شخصت سدا بے نور / سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل
پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن / حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل
عیان ہے یون مرا روز سیہ مین اختر دل / کہ جیسے شب کو نظر آئے دور کی قندیل
سوائے دل کے ہو تاریخ باغ خلد سے بھی / کبھی پسند نہ اس رشک حور کی قندیل
اڑے جو آہ کے ہمرہ نکل کے پارۂ دل / ہوئی ہوا مین بصورت طیور کی قندیل
وہ تیز ہین یہ ترے نالۂ قیامت زا / کہ انکے رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل
نسیم کرتی ہے روضہ مین نغمۂ جانون کی / نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل
سمجھتا قدر ہے ناقص کب اس غزل کی ذوق / یہ روشن آپ سے کیون پیش کور کی قندیل

غزل عارف

فلک جو دیکھے مرے رشک حور کی قندیل / نہ آفتاب کو پھر سمجھے نور کی قندیل
حباب بحر مین گر عکس رخ پڑے تیرا / اثر سے اسکے وہ ہو جائے نور کی قندیل
سوا اسکے حدت سے کہین شعلہ زن ہو آتش غم / بھڑک اٹھے گی دل ناصبور کی قندیل

وہی تو ہے در دار العدالت یزدان
جہان کہ ٹوٹے سر پر غرور کی قندیل

تمھارے تیر رہا کرتے تھے مرے دل مین
پھر اُسکو توڑ کے کیون چور چور کی قندیل

فروغ حسن سے روشن ہوا اسکی لٹکا وے
وہ بے چراغ جو گھر مین بلور کی قندیل

ہوا کو دخل کہان اژدحام رحمت مین
بجھیگی کب مرے بالین گور کی قندیل

یہ شیخ جی کا عمامہ تو دیکھیے گویا
منڈھی ہوئی ہے کسی بے شعور کی قندیل

جہان عیش کا اک آسمان سمجھے کہیے
کہے ہے یہ ترے بزم سرور کی قندیل

ہمارا گھر ہے بہت تنگ پھر آسا کش
ہمین جو کیجیے پر تو چشم مور کی قندیل

ستارا سا جو چمکتا ہے اُنکے کوٹھے پر
اُنھین نے رات کو روشن ضرور کی قندیل

ہزار تیر نگہ چلتے ہین جو اک پل مین
نہان ہے چشم مین کیا رشک حور کی قندیل

ہمارے آئینہ دل کو پاس سے دیکھو
دکھائی دیوے ہے چھوٹی سی دور کی قندیل

بچا ؤ کچھ تو ہے پروانے کا لگا ہوئے
قدیم سے ہے کسی باشعور کی قندیل

سبوے مے نظر آئے جو نشہ مین عارف
تو سمجھے ہم کہ یہ ہے بزم حور کی قندیل

غزل آتش

کانو مین ترے دیکھ کے سونے کے کرن پھول
اے سرو روان پھول گئے مرغ چمن پھول

پیدا کرے سو رنگ سے گو خاک چمن پھول
ممکن نہین رخ سے ترے اے غنچہ دہن پھول

ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ
پانی بھی جو مانگون تو پلا مشفق من پھول

دم سادگی یار کے اوپر ہے نکلتا
جھمکا ہے نہ بر فنظر اپنا نہ کرن پھول

زلفون کی لٹک دیکھ کے سودائی ہے سنبل
نازک بدنی پر ترے کھائے نہ سمن پھول

سنتے ہین جو شہرت ترے ناوک فگنی کی
ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہین ہرن پھول

کھلا ئیگی کیا شام غریبان کے شگوفے
ہر چند کہ غنچون کو کرے صبح وطن پھول

عشرت کدہ عاشق و معشوق نہین باغ
از دل ہی بلبل نہ تو یک شب نہ وطن پھول

تلودن کے تلے رکھ کے سلے یار نے سمجھا
سونگھے ہوئے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول

بیفائدہ قمری کا ہے یہ دردسر عشق
پھل ہی نہیں رکھتا ہے یہ گلہ سرو چمن پھول

قرآن کے عوض چلکے پڑھے صدن مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کہ ہیں یہ اہل سخن پھول

غزل انشا

فروغ مے سے نہوئے کیونکر ایاغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہی جہاں میں چراغ روشن مراد حاصل

ہمارے بازون میں آبلہ ہیں بیان گوہر کچھ ایسے خشان
کہ جسکے پرتو سے عکس کہتے ہے سراغ روشن مراد حاصل

چراغ روشن مراد حاصل مزا ہے پر دل جلوں کے مت رکھ
یہاں یہ لازم ہے تجھکو رکھنا کہ داغ روشن مراد حاصل

خوشی سے گت کیوں بھرے نہ صوفی کہ دیکھتا ہے لکھا ہوا اللہ
کچھ ہے ڈھولک ادھر اودھر سے اجاغ روشن مراد حاصل

نشہ ہے انشا کو آج ایسا طلوع سے جسکے کہ ساقیا ہے
سرور بجد مزاج خاطر و داغ روشن مراد حاصل

غزل میر تقی

دل دل لوگ کہا کرتے ہیں تمنے جانا کیا ہے دل
چشم بصیرت وا ہووے تو عجب بیدل جا ہے دل

اوج موج کا آشوب اسکی گئی زمین سے تا بفلک
صورت میں تو قطرہ خون ہے معنی میں دریا ہے دل

جیسے صحرا کشادہ دامن ہم تم سنتے آئے ہیں
بند کر آنکھیں ٹک دیکھو تو ویسا ہی صحرا ہے دل

کوہکن مجنون و امق جن سے پوچھو تیا دو سے
عشق جنون کے شہرون میں ہر چار طرف سوا ہے دل

ہائے غیوری دل کی اپنے داغ کیا ہے خود سرتے
آگیا ہے جیسے لیے جاتا ہے اسکے لیے پر دا ہے دل

مت پوچھو کیوں زیست کرو ہو مردے سے افسردہ تم
ہجر میں آ سکے ہم لوگوں نے برسوں تک مارا ہے دل

میر پریشان دل کے غم میں کیا کیا ظاہر داری کی
خاک میں ملتے کیوں نہ پھریں اپنا خون ہو بہ گیا ہے دل

غزل مظہر شاہ

لے گیا وہ دلربا دل آہ دل افسوس دل
یہ گیا دل وہ گیا دل آہ دل افسوس دل

میں نہ کہتا تھا پریشان ہوگا او سودائے زلف
اے گرفتار بلا دل آہ دل افسوس دل

نقد کو دل کے سمجھکر قلب اس دلبر نے آج
بے درم سستا لیا دل آہ دل افسوس دل

لگ گئی کسکی نظر جو ہو گیا یون مضمحل
تھا بھلا چنگا مرا دل آہ دل افسوس دل

ہین نہ کہتا تھا بتون سے اے دل کم حوصلہ
پھر خدا کی جو رضا دل آہ دل افسوس دل

غزل شہید

اے گل اندام چمن مین تو نہ مل بر سر گل
ڈھیر ہوئے ہین ابھی ٹوٹ کے گل بر سر گل

کچھ تو شبنم کو محبت ہے کہ ہر رات نثار
ایدھر ادھر سے یہ آرہتی ہے ڈھل بر سر گل

کان تو پھوٹ گئے شور و فغان سے بلبل
ایسا بیہودہ تو کیون کرتی ہے غل بر سر گل

عرق اُس چہرۂ گلرنگ پہ یون لہرایا
جیسے شبنم رہے بیتابی سے ڈھل بر سر گل

ہو رہے آمد گلشن کی تمنا مین شہید
عندلیبون کو پڑھا چاہیئے قل بر سر گل

غزل سودا

اس چمن کی سیر مین آیا رہیو مین بلکے مل
کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین گل کے گل

یہ نہ وہ دریا ہے جسمین گذرے پل باندھ کر
موج چشم عاشقان سے تو ٹپک مین پل کے پل

قتل کا کسکے کیا ہے آج ان آنکھون نے عزم
کھینچکر تیغہ رہے ہین ابرو اس قاتل کے تل

عہد مین تجھ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق
بج رہی ہین شرق سے لے غرب اس شاغل کے غل

حل مشکل کس سے ہو سودا کی تم بن یا علی
کھولدے مشکل کشا عقدے مرے مشکل کے کل

غزل علیم اللہ

تیم کے دیکھنے کے تماشا کو جا ئین چل
اپنے پیا کے عشق سے آپ ہی رجھا ئین چل

دونون جہان ہین جسکی تجلی سے تابدار
وہ آفتاب حسن نظر مین چھپا ئین چل

جلسہ کیا ہے یار نے محمل چلے ہین آج
خلوت مین رب غنی کے پیا کو پلا ئین چل

پروا نہین پیا کو کسی کے وصال سے
فن سے اُسی کے اُسکو آپسمین جھا ئین چل

دم کا سر دو کرکے ارادے کا تار باندھ کر
سر کو سدا اکا صور بنا کر سنا ئین چل

ناسوت سے گذر کے تفرج سے یا علیم
لاہوت کے مکا نمین سدا غل مچا ئین چل

غزل مومن خان

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم — پر کیا کرین کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم
ہنستے جو دیکھتے ہین کسیکو کسی سے ہم — منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم
مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا — انصاف کیجیے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے — شاہد شکایتون پہ ترے مدعی سے ہم
اُس کو مین جا مرینگے مدد اے ہجوم عشق — آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم
صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا — لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم
بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل — کہتے تھے انکو برق تبسم ہنسی سے ہم
ان ناتوانیون پہ بھی تھے خار راہ غیر — کیونکر نکالے جاتے نہ اُسکی گلی سے ہم
کیا گل کھلیگا دیکھیے ہے فصل گل تو دور — اور سوئے دشت بھاگتے ہین کچھ ابھی سے ہم
ہے چھیڑ اختلاط بھی غیرون کے سامنے — ہنستے کے بدلے روئین نہ کیون گدگدی سے ہم
وحشت ہے عشق پردہ نشین مین دم بکا — منہ ڈھانکتے ہین پردۂ چشم پری سے ہم
کیا دل کو لے گیا کوئی بیگانہ آشنا — کیون اپنے جی کو لگتے ہین کچھ اجنبی سے ہم
لے نام آرزو کا تو دل کو نکال دین — مومن نہ ہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم

غزل ابراہیم ذوق

شمع نازان نہو اک رات بہا آنسو گرم — برسون یان چشم سے ٹپکا ہے مرے لہو گرم
بل بے اے آتش غم دل کو کرے یہ تو گرم — کہ زمین پشت سمک تک ہو ترے پہلو گرم
لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب ہے تو گرم — شربت قند دیا کرکے بر آتش جو گرم
تن رہا یونہین غم ہجر سے گر گرم مرا — سیخ آہن کی طرح ہونگے بدن پر مو گرم
پیشتر جل کے نہ کیون کشتہ، فولاد ہو خاک — نکلے ہے آتش سودا سے مرے لو ہو گرم
کٹ سکا صید محبت سے نہ قاتل کا گلا — اس سے پتھر [illegible] رگڑا کہ ہو [illegible] گرم

آتش دل سے پس از مرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خودرو گرم

مہروش بل بے ترے حسن جہانتاب کی تاب
رخ سے گرم آئینہ ہو آئینہ سے زانو گرم

کیا کہون نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بسکہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹکرا کے گیا وہ اور مین
چو لگا اسوقت کہ جب منھ پہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کے رعشے سے سپر جائے چھوٹ
کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانے کا ہے سارا سامان
یہی شعلہ ہے ترا رنگ بھبوکا رو گرم

کونسا سوختہ جان صبح سے ہے گرم فغان
کہ ہوا آتی ہے کوچے سے ترے گلرو گرم

ہم تو سنتے تھے سدا کل حموضن بارد
ذوق ہوتا ہے وہ کیون ہوکے ترش ابرو گرم

غزل شاہ نصیر

کب دل ہے بچھڑون سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم

تو وہ چمن آرا ہے کہ ہر دستۂ نرگس
دیکھے ہے ترا بن کے تماشا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے ہاتھون کے ہین قربان
تودے کی طرح مجکو بنایا ہمہ تن چشم

ہر قیح کو الٹ منھ سے جو کرتا ہے تو یا مین
اپنا ہین ہمہ تن گوش بجون پایا ہمہ تن چشم

کیا خاک ہو صیاد مجھے چشم رہائی
حلقون سے بنا دام ہے تیرا ہمہ تن چشم

اے رشک قمر شبکو کہان نکلے ہین تارے
نظارے کو تیرے ہے فلک کیا ہمہ تن چشم

وہ مے پیے گر جام بلوری مین ہو ساقی
بنجائے حبابون سے یہ دریا ہمہ تن چشم

آنکھون کے تصور مین نصیر اسکے شب و روز
دل صورت آئینہ ہے اپنا ہمہ تن چشم

غزل ناسخ

ساتھ لائے ہین ازل سے دید کا آزار ہم
گلشن عالم مین کیا ہین نرگس بیمار ہم

جانکو سے یار مین ہین رات دن بیدار ہم
آنکھین وا رکھتے ہین مثل روزن دیوار ہم

بہ گئے ہین واعظا گرداب دور جام مین
زیست بھر ہونگے نہ اس دریاے مے سے پار ہم

گر نظر آتا نہین یک لمحہ وہ نورِ نگاہ
کرتے ہین اپنی نظر کو آنسوؤن کا تار ہم

جب چھپا گلبرگ مین کانٹا ہمارا دل دکھا
نرگس بیمار کے غم مین ہوے بیمار ہم

ہین جو غافل انکو سولی پر بھی آجاتی ہے نیند
پنبۂ توشک پہ ہین منصور سے ہشیار ہم

عمر گذری اک بتِ کافر نظر آتا نہین
حشر مین کیونکر خدا کا پائین گے دیدار ہم

ہو وہ کافر جسکو دیدار خدا کی ہو ہوس
او بتِ کافر ترے ہین طالب دیدار ہم

دوڑتے ہین پیچھے قاتل کے گریبان پھاڑ کر
رکھتے ہین کیا اشتیاقِ زخم دامن دار ہم

نفرت ایسی ہو گئی نظارہ بازی سے ہمین
رکھتے ہین تار نظر کو رشتۂ زنار ہم

داغ سودا ہین بجاے پوشش کعبہ ہمین
واعظا اپنے حریم دل کے ہین زوار ہم

سب رگین تن پر نظر آتی ہین مثل تار ساز
کرتے ہین ناسخ جو اک مطرب پسر کو پیار ہم

غزل جرأت

کوچۂ یار مین جو ہو وے سو ہو بیٹھے ہم
بد کہو دوستو یا نیک کہو بیٹھے ہم

اپنا تو قصد یہ ہے یان سے نہ اٹھین گے ہم
آگے تم رہنے دو یا رہنے نہ دو بیٹھے ہم

پھر توقع یہ نہین ہے کہ یہان آ دین گے
ایک دن آکے تری بزم مین گو بیٹھے ہم

آج جیتے ترے کوچے سے نہ ہم جاوینگے
مستعد مرنے پہ اے عربدہ جو بیٹھے ہم

کبھی رنجش کبھی غصہ کبھی پیار اور اخلاص
نت نئی دیکھتے ہین آپ کی خو بیٹھے ہم

دل کو اس یار ستمگر سے لگا کر جرأت
اپنے سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم

غزل میر تقی

ہے نہ دل بتون کا کیا معلوم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم

یہی جانا کہ کچھ نہ جانا ہاے
سو بھی اک عمر مین ہوا معلوم

علم سبکو ہے یہ کہ سب تو ہے
پھر ہے اللہ کیسا نا معلوم

گرچہ تو ہی ہے سب جگہ لیکن
ہمکو تیری نہین ہے جا معلوم

عشق جانا تھا مار رکھے گا — ابتدا ہی مین تھی انتہا معلوم
اس سیہ چشم دلبرون سے ہین — تھی وفا چشم سو دغا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے — مدعی کا ہے مدعا معلوم
عشق گر ہے طبیب جی کا روگ — لطف گر ہے جو کچھ دوا معلوم
دل بجا ہو تو میر کچھ کھا دے — اگر ہنے بچنے مین اشتہا معلوم

غزل آتش

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جل کے دل تمام — کرتی ہے روح مرحلۂ آب و گل تمام
حقا کہ عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین بہ — دم بھرتے ہین ترابت چین و چگل تمام
ٹپکاتے زخم ہجر پر اے ترک کیا کرین — خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام
دیکھا ہے جب سے تجھے عرق آگیا ہے یار — غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام
عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے — گھلوا یا خون کر تلے ہے آزار سل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے — مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے دکھتا ہے بند بند — اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام
ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ — مردون سے ہے لی ہوئی اپنی سجل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا — چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام
ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا — وعدہ کا دن سمجھے وہ پیمان گسل تمام
خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا تمھین — ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

غزل نظیر

دیکھو دیکھو بتو سنبل باغ کو مین مجھے اُس خم زلف دوتا کی قسم — ہنگام گردن ارتباط گلے کی طرف مجھے اُس رخ مہر و وفا کی قسم
یون پھرے ہے چمن کی فضا مین صبا وہ ہزار طرح سے ہو نا خوش — پھرے دل کو نہ کبھی اسکی ہوا مجھے کوئے صنم کی ہوا کی قسم

جو ہین آیا ادھر کو وہ جشم سیہ وہ ہین لیگیا دلکو بہ تیر نگہ / رہی عقل و خرد کی نہ جی مین جگہ مجھے اس بت ہوش ربا کی قسم

بدن اسکا ہی روکش برگ سمن مری ہی مین جو آوے وہ رشک چمن / کھلے غنچۂ دل مرا گل کی نمط مجھے اس گل بند قبا کی قسم

ترے عشق نے ہمین یہ درد دیا تو کچھ اس سے نہ ہمین بنے ایسا لیا / نکرون نکرون مین ہائے مین نے کھائی ہی اب تو دوا کی قسم

لگی مہندی کچھ ہاتھون مین اسکی ہیانا تو وہ سرخی کچھ ایسی تھی لالہ فشان / وہ شفق جو کہ صبح کو ہو عیان سو وہ کھاتی ہی اسکی حنا کی قسم

مین دیکھا نظیر جو اسکے تئین تو وہ شرم سے ہو گئے سرنگون / لیا نیچی نگاہون سے جان و دل و دین مین کہون کیا اب اسکی حیا کی قسم

غزل سودا

نہ غرض کفر سے رکھتے ہین نہ اسلام سے کام / مدعا ہمکو تو ساقی سے ہی اور جام سے کام

دل نالان کو مرے کس کے ہے آرام سے کام / کوئی بیچین رہے اپنے اسے کام سے کام

کیون نہ افعی چلے ہر ایک جگہ مگڑا کر / نہ پڑا اسکو تری زلف سیہ فام سے کام

ہون اسیر اسکا جسے بعد گرفتاری صید / نہ گرفتار سے مطلب رہے نے دام سے کام

گر اکیلا کہین ملجاسے ہمین تو دل کا / لیجے من مانتا اس شوخ گل اندام سے کام

جو ہین آغاز ترے کام کا دیکھا سودا / آئے وہ دن کہ تجھے اسکے ہو انجام سے کام

غزل وزیری

جون سبزہ لگد مرے اگتے ہی پیرون کے تلے ہم / اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم

روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب / غنچہ کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم

ارمان بہت رکھتے تھے ہم دل کے چمن مین / بیٹھے نہ خوشی سے کبھو سایہ کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار / گلشن کے تلے جاتے ہی کانٹون مین ملے ہم

ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے / نرگس کے نہالون مین تھے آ صدقے پلے ہم

افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا / کوئی دن کو چلے جاتے ہین مٹی کے تلے ہم

جب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہائے / فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم

دکھ اپنا عبث کہتے ہین بیدرد کے آگے / بے صبر جو جان آگ سے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت میں بھلا کس کو بلا ہین — رہتے ہیں وزیری سے ہی دن رات لئے ہم

غزل ذکی

نہیں تاب کہ دیکھون جمال صنم مجھے اپنے ہی خوش نظری کی قسم — مجھے حسن کی جلوہ گری کی قسم مجھے عشق کی پردہ دری کی قسم

پڑے عاشق زار ہزار یہان مجھے دیکھنے آئی ہے خلق جہان — کوئی دیکھا ہے مجھسا بھی سوختہ جان تجھے بیخبری و بیدردی کی قسم

ہو قاصد یار تو چین مجھے بھلا بھی اپنا خیال ہے اور کہین — ابھی ہوش کی اپنے خبر ہی نہیں مجھے عالم بیخبری کی قسم

شب وصل کی ہو گئی صبح عیان کہ تڑپنے لگا دل سوختہ جان — مرے دیدہ تر ہوئے شعلہ فشان مجھے اس شفق سحری کی قسم

نہ کر اتنا ذکی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہے نہ ذوق سبو — ترے شعر سے آتی ہے خون کی بو مجھے تیرے ہی بیجگری کی قسم

غزل میر تقی

اگر راہ میں اسکے رکھا ہے گام — گئے گذرے خضر علیہ السلام

دہن یار کا دیکھ چپ لگ گئی — سخن یان ہوا ختم حاصل کلام

مجھے دیکھ منھ پر پریشان کی زلف — غرض یہ کہ جاوے ہو گئی ابتو شام

سر شام سے رہتی ہین کا ہشین — ہمین شوق اس گاہ گا ہے تمام

قیامت ہے یان چشم دل سے رہے — چلے بس تو وان جا کے کرتے مقام

نہ دیکھے جہان کوئی آنکھون کے اور — نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام ق

جہان میر زیر و زبر ہو گیا — خرامان ہوا تھا وہ محشر خرام

غزل سوز

اے گل صبا کی طرح پھرے اس چمن مین ہم — پائی نہ بو وفا کی ترے پیرہن مین ہم

شیشہ کی طرح شام سے رو رو کے تا سحر — خالی کرین ہین دل کو ترے انجمن مین ہم

فانوس بیچ شمع جلے جس طرح ہنوز — جلتے ہین تیرے ہجر سے ظالم کفن مین ہم

شعلہ اٹھا نہ سر سے ہمارے کبھی بھی سوز — کس طرح جل گئے چپکے من ہی من مین ہم

غزل نظیر

دور سے آئے تھے ساقی سنکے میخانے کو ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

مے بھی ہے مینا بھی ہے ساغر بھی ہے ساقی نہین
دل مین آتا ہے لگا دین آگ میخانے کو ہم

کیون نہین لیتا ہماری تو خبر اے بیخبر
کیا ترے عاشق ہوے تھے درد و غم کھانے کو ہم

ہمکو پھنسنا تھا قفس مین کیا گلہ صیاد کا
بس ترستے ہی رہے ہین آب و دانے کو ہم

طاق ابرو مین صنم کے کیا خدائی رہ گئی
اب تو پوجین گے اسی کافر کے بتخانے کو ہم

باغ مین لگتا نہین صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہان لیجا کے بٹھین ایسے دیوانے کو ہم

کیا ہوئی تقصیر ہمسے تو بتا دے اے نظیر
تا کہ شادی مرگ سمجھین ایسے مرجانے کو ہم

غزل سودا

کیا مچائی اسنے میرے دل کے کاشانے مین دھوم
شور ہے جیسکے لیے کعبہ مین بتخانے مین دھوم

زلف کو کھولا تو کر اس دل کی شورش کا علاج
سخت دیوانے کی زنجیر کھل جانے مین دھوم

مٹ گئے وہ شور دل کے آہ تب آئی بہار
ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر و ویرانے مین دھوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل مارے ہے جوش
یا ہمکو دیکھون ہون مین جب شمع و پروانے مین دھوم

اس قدر ہین لاغری میری سے خوش [illegible]
جون ہلال عید ہے میرے نظر آنے مین دھوم

دلکو سن کوچے مین تیرے اب چلی ہے فوج اشک
ہو گئی بے وجہ وان اطفال و دیوانے مین دھوم

کب ہے اے سودا شرابا اس بزم مین پیتے ہین یار
تو نے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے مین دھوم

غزل ہوس

کبھی کہتی تھی لیلی پردہ نشین نہین کھاتی ورنہ ہے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجھے کچھ نہین غم آتی کشتہ ناز و ادا کی قسم

وہ کا پایا جو لیلی نے مجنون کا جی کہا کیون ہے خفا مرے سرو سہی
نہ تو مین نے کبھی سنگت بھی کی مجھے میرے ہی شرم و حیا کی قسم

جگر گریہ سے جائے ہی صبر سکون مری آنکھون سے ٹپکے ہے قطرہ خون
نہ تو کھایا جو قمری زار زبون مرے سرو کے قد و پا کی قسم

شب ہجر مین اشکون کا خون بہا اسے دیکھکے رنگ شفق کا اڑا
نہین آئینہ سا الفت آکے ذرا اسے تیرے ہی رنگ حنا کی قسم

تجھے کشتۂ غم کبھی حال تیری کہے جو جانا ہو تیرا ادھر
تجھے [illegible]

کبھی کہتا تھا قیس غم الوں سے یا کہو تو ادھر کدھر کو گیا
کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا مجھے لیلیٰ کے زلف دوتا کی قسم

کبھو سیا غم وصل میں بیٹھے پیا کبھو زخم جگر کو نہ میں نے سیا
غم و رنج و تعب کو عزیز کیا مجھے عشق کے جور و جفا کی قسم

نہ تو پائی ہوس کبھو پھولوں کی بو نہ تو بیٹھا ہوں میں کبھی پیر لگا
نہ تو بیکلی دل کی گئی ہے کبھو مجھے جا نیکی اپنے وفا کی قسم

غزل میر تقی

تظلم سے کے کھینچے الم پر الم
ترحم سے کے مت کر ستم پر ستم

علم بازیِ آہ جانکاہ ہے
رہے ٹوٹتے ہی علم پر علم

جو سو سر کے ہو آؤ مانوں نہیں
عبث کھاتے ہو تم قسم پر قسم

کئی بار آنا ادھر لطف سے
عطا پر عطا ہے کرم پر کرم

خطرناک تھے وادیِ عشق میر
گئے آسپہ بھی ہم قدم پر قدم

غزل انشاء اللہ خان

مل مجھسے اے پری تجھے انسان کی قسم
دیتا ہوں تجکو تخت سلیمان کی قسم

کروبیاں کی تجکو قسم اور عرش کی
جبریل کی قسم تجھے رضوان کی قسم

طوبیٰ کی سلسبیل کی کوثر کے جام کی
حور و قصور جنت و غلمان کی قسم

روح القدس کی تجکو قسم اور مسیح کی
مریم کی تجکو عفت داماں کی قسم

تجھکو محمد عربی کی قسم ہے اور
مولا علیؑ کی شاہ خراسان کی قسم

توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے
تجھکو قسم زبور کی قرآن کی قسم

دامن کو میرے ہاتھ سے اس رات مت جھٹک
تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم

مدت سے تیرے چاہ ذقن میں غریق ہوں
یا للہ تجکو یوسفِ کنعان کی قسم

قیدی ہوں تیرا میں بخداوندی خدا
اور اس عزیز مصر کے زندان کی قسم

موسیٰ کی ہے قسم تجھے اور کوہ طور کی
نور فروغ جلوهٔ لمعان کی قسم

سوگند اب ہنسی کی تجھے کچھ دلائیے
سن تجکو اپنے ناز کی اور آن کی قسم

تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کے تاک کی
اور شور عندلیب غزل خوان کی قسم

نرگس کے آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی
تجھکو سر عزیز گلستان کی قسم

سونے کی گاے کی قسم اور رودنیل کی
فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم

بستر مرا ہے خار مغیلان لبان قیس
لیلیٰ کی ہے تجھے صف مژگان کی قسم

ایسی بڑی قسم بھی نہ مانے تو ہے تجھے
مجنون کے قبلہ گاہ ابوالجان کی قسم

کونے مین باغ کے وہ جو رہتا ہے اک خبیث
تجھکو اسی کی شوکت ذی شان کی قسم

دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی
باغ ارم کی اور پرستان کی قسم

لونا چماری کی قسم اور کلوا بیر کی
کالی بلا کی غول بیابان کی قسم

قسمین تو ساری ہو چکین باقی رہی ہے ایک
پیپل تلے کے بھتنے و شیطان کی قسم

ہان پھر تو کہیو ہاے وہ کسطرح ہو غضب
انشا نہ چھیڑ تجھکو مری جان کی قسم

غزل میر تقی

کون کہتا ہے منھ کو کھولو تم
کاشکے پردے ہی مین بولو تم

حکم آب روان رکھے ہے حسن
بہتے دریا مین ہاتھ دھو لو تم

کیا سراہین وہ اپنے حسن کو لیک
دل عجب ہے متاع جو لیلو تم

جانا آیا ہے اب جہان سے ہمین
تھوڑی تو دور ساتھ ہو لو تم

جب میسّر ہو بوسہ اُس لب کا
چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم

پنجہ مرجان کا پھر دھرا ہی رہے
ہاتھ خون مین ذرا ڈبو لو تم

دوست دے ہے کسی پلک سے میل
دل جہان پاؤ اب پرو لو تم

آتے ہین متصل چلے آنسو
آہ کب تک یہ موتی رو لو تم

رات گذری ہے سب تڑپتے میر
آنکھ اگ جاے ٹک تو سو لو تم

غزل ناسخ

یان ازل سے داغ سودا ہے دل آگاہ مین
سنگ اسود جس طرح ہے نصب بیت اللہ مین

جاسکے کیا کوئی اُس قاتل کی جولانگاہ مین
سایۂ مژگان بچھا دیتا ہے کانٹے راہ مین

حسن جانان ایک عالم پر رہے ممکن نہین
یان کمی بیشی رہا کرتی ہے نور ماہ مین

دل مین رہتا ہی پر آنکھون مین نظر آتا نہین
کیا تفاوت اب رہا اس بت مین اور اللہ مین

وہ بہشتی رو لگا پھرنے جو پائے ناز سے
راہ مین آیا نظر خورشید یوسف چاہ مین

ہون ترے تاثیر کا قائل جو اے مضمون شوق
یار کو مکتوب پہونچے نامہ بر ہو راہ مین

ہے وہ مجنون جو نظر آیا ہے زیر آسمان
کون لیلی ہے جنون انگیز اس خرگاہ مین

مثل نرگس اک سمن بر کی ہین آنکھین منتظر
کھل گیا اے گل یہ تیری فرقت جانگاہ مین

بعد مردن اسکو راحت اسکو حسرت ہی نصیب
فرق اتنا ہی نظر آیا گدا اور شاہ مین

چشم کا ہیدہ ہی غم سے دل ہی سوزان داغ سے
شعلۂ آتش نہان ہی اپنے برگ کاہ مین

رشک نخل وادی ایمن ہے ہر رگ سیاہ
سنگریزے طور ہین اسکی تجلی گاہ مین

خوش عبث ہوتے ہین نادان ماہ نو کو دیکھکر
آہ [illegible] عمر کا ہوتا ہے کم ہر ماہ مین

سر بتون کے آستانے سے نہ اُٹھے حشر تک
یہ دعا ناسخ کی ہی یارب تری درگاہ مین

غزل درد

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دین تو فرشتے وضو کرین

سر تا قدم زبان ہین جون شمع گو کہ ہم
پر یہ کہان مجال جو کچھ گفتگو کرین

ہر چند آئنہ ہون پر اتنا ہون نا قبول
منہ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کرین

نہ گل کو ہے ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار
کس بات پر چمن مین ہوس رنگ و بو کرین

ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدان شہر
اے درد آ کے بیعت دست سبو کرین

غزل ذوق

بے یار روزِ عید شبِ غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دورِ چرخ کسے فرصتِ نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اُس زلفِ فتنہ زا کے لیے اے مسیح دم
کچھ دستِ شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین

زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشکِ لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

فرصت ہے نبض کی رگِ سنگِ مزار مین
دلکی طپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین

وحشی کو تیرے چشم کے مژگان ہر غزال
صحرا مین تیز ناخنِ ضیغم سے کم نہین

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورتِ درہم سے کم نہین

ساقی ملے ہزارون فلاطون یہ خاک مین
جو خم بنے ہے قالبِ آدم سے کم نہین

اُس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

شورابۂ سرشک سے دھوتا ہون زخمِ دل
تیزاب میرے حق مین یہ مرہم سے کم نہین

ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس زخمِ دل
مجکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین

اے ذوق کسکو چشمِ حقارت سے دیکھیے
سب ہمسے ہین زیادہ کوئی ہم سے کم نہین

غزل میر تقی

دل عجب جنس گران قدر ہے بازار نہین
لے بہا سیل جو دیتے ہین خریدار نہین

کچھ تمھین ملنے سے بیزار ہو میرے ورنہ
دوستی ننگ نہین عیب نہین عار نہین

ایک دو بات کبھو ہمسے کہو یا نہ کہو
قدر کیا اپنی ہمین اس لیے تکرار نہین

ناز و انداز و ادا عشوۂ و اغماض و حیا
آب و گل مین ترے سب کچھ ہے ہی پیار نہین

صورت آئینہ مین ٹک دیکھ تو کیا صورت ہے
بدزبانی تجھے اس منھ سے سزاوار نہین

دل کے اُلجھاو کو کیا تجھسے کہون اے ناصح
تو کسی زلف کے پھندے مین گرفتار نہین

اُسکے کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھے میر
کیا ہے زنجیر نہین دام نہین مار نہین

غزل نصیر

شمیم زلف معنبر جو روے یار سے لون
تو پھر خطا ہے مری مشک گرتار سی لون

قدم رکھے مرے سینے پہ آکے گروہ نگار
حنا کا کام مین خون دل فگار سی لون

اگر ملے ترے ہاتھون سے اے جنون فرصت
قصاص آبلۂ پا مین نوک خار سی لون

مرے حضور یہ لوٹین ہین تیری چھاتی پر
جو پہونچے ہاتھ تو بد لا گلون کے ہار سی لون

دلا بجے کہین گھڑیال تا مین گھڑیون کا
حساب اس شب ہجر سیاہ کار سی لون

عجب ہے سیر کسی دن تو ساتھ باغ مین چل
کہان تلک مین قدم عجز دانکسار سی لون

پیا پٹی کا مرے پاس گر نہو خیمہ
تو یار تیرے لیے ابر نو بہار سے لون

جو مے کشی کا ارادہ ہو کچھ ترے دل مین
چمن مین ساغر گل دست شاخسار سی لون

اگر صراحی غنچہ مین ہو نہ بادۂ سرخ
تو شیشہ مے خس سرو جو بار سی لون

نہووے مطرب نغمہ سرا تو اُس کا کام
قسم ہے مجکو ترے عندلیب زار سی لون

لگے جو ہاتھ نہ کوئی رباب چنگ نواز
تو اپنے دوش پہ رکھ بین کو کنار سی لون

یہ جی مین ہے کہ نہ دیکھے کوئی بھی پر دیکو
کنار آب روان چادر آبشار سی لون

بلائین لینے سے میری اگر خوشی ہو تری
بلائین مہر سے اخلاص دل سی پیار سی لون

اگر اسپہ بھی گل عارض کا تو نہ دے بوسہ
تو پھر مین جبر کرون اپنے اختیار سی لون

نصیر مدرسۂ عشق مین مطول کا
سبق نہ کیونکہ مین زلف دراز یار سی لون

غزل آتش

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

جنون کے جوش مین اک جا نہین ہم کو قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندو نکو نہ مردون کو ہے مدفن مین

کھلا زلفون کے لہرانے سے اس رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتون کے گھورنے کو جاتے ہین ہر برہمن مین

غزل مومن خان

نہ تن ہی کے ترے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
ہے پاش پاش جگر دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

جنون عشق پہ رہروئے دل شکن ہے بلا
کہ روز طوق و سلاسل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

اٹھا کے سوتے ہین وے پٹکارات سر شاید
کہ زیر سر کے مرے سل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

درازدستی یہ کس بے ادب نے کی دم صبح
تمام دامن قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہ کسکی چشم فسونگر نے کی فسون سازی
طلسم جادوے بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہان ہی چاک گریبان تو وان بھی چسپتی ہے
قبائے شوخ شمائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

نہ کیونکہ رشک سے خون ہو کسی کا اس در پہ
ہمیشہ اک نئے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل ہرائی کی مومن نے کیا کہ رشک سے آج
چمن مین سینۂ عنادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل معروف

ڈبا دیا ہے مجھے اس چشم تر کو کیا کو سون
جلا دیا ہے مجھے سوز جگر کو کیا کو سون

کہے تھا مجھسے کہ سو کوس زور چلتا ہون
گیا تو مر ہی گیا نامہ بر کو کیا کو سون

رقیب ایک دم اس سے جدا نہین ہوتا
یہ جم کے بیٹھے ہے اس رہ سپر کو کیا کو سون

یونہین بغل سے مرے مفت لیگیا دل کو
بغل بھی گرم نہ کی مفت بر کو کیا کو سون

شب وصال کے ہوتے ہی چاک جیب کیا
طرب کو کر دیا ماتم سحر کو کیا کو سون

نہ آنکھ بھر کبھی اس مہروش کو دیکھ سکا
وفور اشک قصور بصر کو کیا کو سون

پڑے ہین سینہ مین دل تک مرے ہزارون چھید
غضب کیا مژہ رخنہ گر کو کیا کو سون

نکل آنسے بزم مین بوسہ طلب کیا تو کہا
حیا کسی کی نہین اس بشر کو کیا کو سون

جفائین جب تری آتی ہین یاد آخر شب
لحاظ آئے ہے پچھلے پہر کو کیا کو سون

دیا ہے اپنے سے ظالم کو کسنے دل معروف
اب اور اس بت بیداد گر کو کیا کو سون

غزل جرات

اُلجھا گلے سے طاقت اے نازنین نہین ‏ ہے ہے خدا کیواسطے مت کر نہین نہین

کیا رک کے وہ کہے ہی جو ٹک اس سے لگ چلون ‏ بس بس پرے ہو شوق یہ اپنے تئین نہین

پہلو مین کیا کہون جگر و دل کا کیا ہے رنگ ‏ کس دن ذرا اشک خونی سے تر آستین نہین

فرصت جو پا کے کہیے کبھو درد دل سو ہاے ‏ وہ بدگمان کہے ہے کہ ہمکو یقین نہین

آتش سی پھک رہی ہی مرے تن بدن مین آہ ‏ جب سے کہ روبرو وہ رخ آتشین نہین

اُس بن جہان مین کچھ نظر آتا ہے اور ہی ‏ گویا وہ آسمان نہین اور وہ زمین نہین

کیا جانے کیا وہ اسمین ہے لوٹے ہے جسپہ جی ‏ یون اور کیا جہان مین کوئی حسین نہین

سنتا ہے کون کس سے کہوان درد بیکسی ‏ ہمدم نہین ہے کوئی مرا ہمنشین نہین

ہر چند ہے بلطف شب ماہ سیر باغ ‏ اندھیر پڑ رہی ہے کہ وہ مہ جبین نہین

آنکھون کی راہ نکلے ہے کیا حسرتون سے جی ‏ وہ روبرو جو اپنے دم واپسین نہین

طوفان گریہ کیا کہین کس وقت ہمنشین ‏ موج سرشک تا فلک ہفتمین نہین

حیرت ہی مجکو کیونکہ وہ جرأت ہی چین سے ‏ جس بن قرار جی کو ہمارے کہین نہین

غزل سودا

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہین ‏ ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہین

نہ دیکھا جو کچھ جام مین جم نے اپنے ‏ سو اک قطرۂ مے مین ہم دیکھتے ہین

یہ رنجش مین ہمکو ہے بے اختیاری ‏ تجھے تیری کھا کر قسم دیکھتے ہین

غرض کفر سے کچھ نہ دین سے ہی مطلب ‏ تماشاے دیر و حرم دیکھتے ہین

حباب لب جو ہین ہین باغبان ہم ‏ چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین

نوشتے کو میرے مٹاتے ہین رو رو ‏ ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہین

خدا دشمنون کو بھی وہ کچھ دکھاوے ‏ کہ جو دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہین

مٹا جاوے ہے حرف حرف آنسوون سے ‏ جو نامہ اسے کر رقم دیکھتے ہین

اکڑ سے نہین کام سنبل کی ہمکو
کسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہین

ستم سے کیا تو نے ہمکو یہ خوگر
کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہین

اگر تجھسے رنجیدہ خاطر ہے سودا
اُسے تیرے کوچے مین ہم دیکھتے ہین

غزل احسان

کیسے کیونکر طفل اشک اپنے گلے کے ہار ہین
اس زمانے کے تو کچھ لڑکے ہی ناہموار ہین

جسکی خاطر دشمن جان یار اور اغیار ہین
ہاے ری قسمت کہ وہ بھی ہمسے اب بیزار ہین

چھیڑ تو دیکھو سنا کر مجکو غیرون سے کہا
آج عاشق ہمکو صدقے کے لیے درکار ہین

چشم پوشی تیرے مذہب مین ہی کیا عین ثواب
ہمسے یون پرہیز تجکو اور ہم بیمار ہین

یاخدا اپنے کرم سے تو کسی موسٰی کو بھیج
سیکڑون مانند فرعون ابتو دعویدار ہین

فائدہ اس کج ادائی کا نہ سمجھا مین کبھی
یہ الف قدر راستی کہنے سے کیون بیزار ہین

لاغری کچھ نہایت ہی کہ مین بستر پہ ہون
اور مجکو ڈھونڈھتے پھرتے مرے غمخوار ہین

شیخ جی کے ہم ہین قائل کیا ہی اک انا ہی یہ
سبحہ کے بدلے ہین وہ پہنے ہوے زنار ہین

آتش دوزخ تلک مجبور رہتے ہمسے کہ ہم
خانہ زاد دودمان احمد مختار ہین

ہے سے مین توبہ کرون استغفراللہ سب غلط
نام توبہ سے سدا ہم پڑھتے استغفار ہین

اہل دین ہم جانکر بہر زیارت سے گئے
حضرت احسان کو دیکھا ایک دنیادار ہین

غزل انشا

دھوم اتنی ترے دیوانے مچا سکتے ہین
کہ ابھی عرش کو چاہین تو ہلا سکتے ہین

مجھ سے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہین
منھ تو دیکھو وہ مرے سامنے آسکتے ہین

وہ ہین آتش نفسان ہم کہ ہین آہ تو جھٹ
آگ دامان شفق کو بھی لگا سکتے ہین

سوچیے تو سہی ہٹ دھرمی نہ کیجے صاحب
چٹکیون مین مجھے کب آپ اڑا سکتے ہین

حضرت دل تو بگاڑ آئے ہین اس کو لیکن
اب بھی ہم چاہین تو پھر بات بنا سکتے ہین

شیخی اتنی نہ کر اے شیخ کہ رندان جہان — انگلیون پر تجھے چاہین تو نچا سکتے ہین
تو گروہ فقرا کو نہ سمجھ بے جبروت — ذات مولائی مین بھی لوگ سما سکتے ہین
چارہ ساز اپنے تو مصروف بدل ہین لیکن — کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتے ہین
ہے محبت جو ترے دل مین وہ اک طور پہ ہے — ہم گھٹا سکتے ہین اُسکو نہ بڑھا سکتے ہین
کرکے جھوٹا نہ دیا جام اگر تو نے تو چل — مارے غیرت کے ہم افیون تو کھا سکتے ہین
ہمنشین تو جو یہ کہتا ہے کہ قدغن ہے بہت — اب وہ آواز بھی کب تجھکو سنا سکتے ہین
وہ نہ آواز سنا دین مجھے در تک آکر — اپنے پانون کے کڑون کو تو بجا سکتے ہین
ایک ڈھب کے جو قوافی ہین ہم انہین انشا — اک غزل اور بھی چاہین تو سنا سکتے ہین

غزل غالب

دھوتا ہون جب مین پینے کو اُس سیمتن کے پانون — رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پانون
مرہم کی جستجو مین پھرا ہون جو دور دور — تن سے سوا فگار ہین اس خستہ تن کے پانون
اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ — ہلتے ہین خود بخود مرے اندر کفن کے پانون
ہے جوش گل بہار مین یانتک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوئے اُلجھتے ہین مرغ چمن کے پانون
شب کو کسی کے خواب مین آیا نہو کہین — دکھتے ہین آج اُس بت نازک بدن کے پانون
غالب مرے کلام مین کیونکر اثر نہ ہو — پیتا ہون دھو کے خسرو شیرین سخن کے پانون

غزل نظیر

کل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن — گل رخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری رو مہ جبین — سیمبر سیماب طبع و سیم ساق و سیمتن
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر — غنچہ لب رنگین ادا شکر دہان شیرین سخن
زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین یہ چارون غلام — مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک ختن
مبتلا ایسون کے ہوتے ہین سبھی ہین اے نظیر — بے قرار و دل فگار و خستہ جان و بیوطن

غزل امداد

پھیکی اس لب سے ہوئی لعل بدخشان کی شان
رشک سے خون جگر کھا گئی مرجان کی جان

شاخ گل رقص مین ہے وجد مین آتی ہے نسیم
کف زنان برگ ہین سن بلبل بستان کی تان

بت ناکے پوجے سے جو مقصد نہ بر آوے تیرا
گور کو جا کے کسی پیر مسلمان کی مان

کنہ ذات مین جب فکر کیا انسان نے
ہوش اس جا پہ ہوئے صاحب عرفان کی فان

حادثۂ دہر سے امداد نہ ہونا مضطر
تیغ ہمت کو چڑھا لیجیے اوسان کی سان

غزل ناسخ

ماہ تو ہے مثل ابرو لیکن اسکا رو نہین
ماہ کامل صورت رو ہے مگر ابرو نہین

کونسا تن ہے کہ مثل روح جسمین تو نہین
کون گل ہے جو ترا مسکن برنگ بو نہین

مشک مین خوشبو ہے پیچ و تاب مثل مو نہین
پیچ ہین سنبل مین مثل مو مگر خوشبو نہین

جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلے آفتاب
یار کے آگے مری آنکھون مین اک آنسو نہین

یاد گیسو مین ہوا میرا یہ دیجی سا بدن
تجھپہ پھبتی کہتے ہین مو بات مین گیسو نہین

جسم ایسا گھل گیا ہے مجھ مریض عشق کا
دیکھکر کہتے ہین سب تعویذ ہے بازو نہین

دیکھتے ہین ہنسنے مین جسدم سے دردندان یار
چھپتے مثل گوہر غلطان کسی پہلو نہین

عشق مین بدمست ہو نہین پر کوئی واقف نہین
نشہ ہے جام مے الفت مین لیکن بو نہین

زلف جانان مین نہین کوئی دل وحشی اسیر
یہ عجب تاتار ہے جو ایک بھی آہو نہین

ہو گیا ہے یہ قران آفتاب و ماہ تو
یار کے رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین

ہو گیا ہے مثل مو تار نگہ اپنا سیاہ
آگے آنکھون کے صنم جیسے ترے گیسو نہین

رات دن ناقوس کہتے ہین یہ آواز بلند
دیر سے بہتر ہے کعبہ گر بتون مین تو نہین

قمریان دیوانی ہین کیونکر گلے ڈالین نہ طوق
باغ مین اک سرو مثل قامت دلجو نہین

غزل آتش

آرزو ہے تجھے سجدے سحر و شام کرین ہمہ تن ہوکے زبان ورد ترا نام کرین
میرے ماتم مین نہ کپڑے وہ سیہ فام کرین خود بھی رسوا ہون مجکو بھی نہ بدنام کرین
گریہ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین
کوچۂ یار کا ہین پانون ارادہ رکھتے کعبۃ اللہ کے چلنے کا سر انجام کرین
منھ پیارے ہوئے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین
مست رکھتی ہے تری گردش چشم اے ساقی وہ نہین ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کرین
رخ روشن مین ہے خورشید قیامت کی چمک حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین
دل مین کچھ یاد نہ کفر بتون کا ہے خیال خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین
یک طرح حسن رخ و زلف جنھین تو دکھلاے نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین
شبکو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین نیند آئی ہے ہمین آپ بھی آرام کرین
بیٹھکر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹھ قصد بھیٹ پڑینگا آتش نہ در و بام کرین

غزل مومن خان

ہو گئی گھر مین خبر ہے منع وان جانا ہمین وہ بھی رسوا ہو خدا جسنے کیا رسوا ہمین
دمبدم روتا ہمین چارون طرف تکنا ہمین یا کہین عاشق ہوئے یا ہو گیا سودا ہمین
یہ ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا بند کرنے کو قفس مین دام سے چھوڑا ہمین
یار تھے یا دشمن جان تھے الٰہی چارہ گر لیچلے مرتے ہی زندان سے سوے صحرا ہمین
طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم غش پڑے تھے پھر گیا وہ جانکر سوتا ہمین
تو نجانے عشق بازی اور ہم نادان ہین بے سمجھ کہتا ہے ناصح تو نے کیا سمجھا ہمین
یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے یار کے ناز بجا سے شکوۂ بیجا ہمین
کیا کہین ہم رہگئے حیران تجھکو دیکھکر آ گیا دل یاد اے آئینہ رو اپنا ہمین
اہل ماتم اپنے روئین کس طرح منھ ڈھانپ کر مرتے مرتے پاس آس پردہ نشین کا تھا ہمین

ہم سے نازک طبع سے کب اُٹھ سکے بیداد چرخ
مر گئے مضمون جور یار جو سوجھا ہمین

مومن ارشکا تو تنہا ملنے مین ہرگز اختیار
یہ شکایت بھی خدا سے ہی تو یون سی کیا ہمین

غزل نصیر

قدم نرکھ مرے چشم پر آب کے گھر مین
بھرا ہی موج کا طوفان حباب کے گھر مین

لگے ہے دیکھ کے وہ عکس رخ ایاغ مے
نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر مین

مدام رند کرین کیون نہ آستان بوسی
حرم ہے شیخ بہشت مآب کے گھر مین

ہمارے دلمین کہان آبلے ہین اے ساقی
چنے ہوئے ہین یہ شیشے شراب کے گھر مین

تڑپ کو دیکھ مرے دل کی برق آتش بار
خجل ہو چھپ گئی آخر سحاب کے گھر مین

دلا نہ کیونکہ کرون اختلاط کی باتین
حجاب کیا ہے اب اُس بےحجاب کے گھر مین

نصیر دیکھ تو کیا جلوہ خدائی ہے
ہمارے اُس بت خانہ خراب کے گھر مین

غزل معروف

مین رنج محبت کبھی راحت سے نہ بدلون
عیش دو جہان اسکی مصیبت سے نہ بدلون

تجھ سے کبھی یوسف کو اگر بدلے زلیخا
زندان مین پڑون پر کسی صورت سے نہ بدلون

یہ رنگ رخ زرد جو اب دیکھو ہو میرا
قارون کی اگر بدلے دولت سے نہ بدلون

گر لاکھ کوئی مجپہ قیامت کرے برپا
تو بھی ترے قامت کو قیامت سے نہ بدلون

اس عشق کی رسوائی مین ہے یہ مری عزت
حرمت سے کوئی بدلے تو حرمت سے نہ بدلون

مالوف ہے دل اس غم الفت سے یہانتک
گر بدلون خوشی سے غم الفت سے نہ بدلون

دے خضر اگر چشمۂ حیوان بھی تو ہرگز
واللہ تری چشم عنایت سے نہ بدلون

جنت کو اگر بدلے کوئی اُسکی گلی سے
مر جاؤن و لے تو بھی مین جنت سے نہ بدلون

تو چاہے ہے کہ اے شعلۂ خو اب بدلے یہ کروٹ
یہ یاد رہے تیری شرارت سے نہ بدلون

ایسی ہے حلاوت ترے بوسے کی شکر لب
مین نزع مین بھی قند کے شربت سے نہ بدلون

معروف مرے پاس ہے وہ گنج قناعت
اسکندر و دارا کی بھی شوکت سے نہ بدلون

غزل میر تقی

جنون میر کی باتین دشت اور گلشن مین جب چلیان
نہ چوب گل لئے دم بار نہ چھڑیان بید کی ہلیان

گریبان شور محشر کا اوڑا یاد صحبیات کر کر
فغان پر ناز کرتا ہون کہ بل بے تیری ہٹ ہلیان

تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین
سہی معشوق گر پوچھے تو سب مصری کی ہین ڈلیان

ترسے غمزے نے جور و ظلم سے آنکھین غزالون کی
بیابان مین دکھا مجنون کو آنکھون کے تلے ملیان

چمن کو آج مارا ہی ہیا تک رشک گلشن نے
کہ بلبل سر ٹپکتی ہے نہین منہ کھولتین کلیان

مری آہ سحر کی برچھیان سختی کی تڑپون پہ
لگا ہین کرکے گر پڑتی ہین بجلی کی بھی اچپلیان

صنم کی زلف مین کوچہ ہے سربستہ ہر اک مو پر
نہ دیکھی ہونگی تو نے خضر یہ ظلمات مین گلیان

دیوانہ ہو گیا تو میر آخر ریختہ کہکر
نہ کہتا تھا مین اے ظالم کہ یہ باتین نہین بھلیان

غزل انشاء اللہ خان

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کی طرح ہم بھی ڈھلے جاتے ہین

سامنے آنکھون کے ڈستا ہے چمن نرگس کا
کہکے آتا ہون ابھی آپ چلے آتے ہین

ہاتھ کیا پھیر دو ہو عارض پہ ابھی کیا ہے دہان
خط کا کچھ دخل نہین گال ملے جاتے ہین

یاد ہین اس خط نوخیز کے جون دانہ بخط
رشک سبز آنکھون سے ہر وقت بہے جاتے ہین

آسیا آب کی ہے چشم تر اپنی جس سے
روز چھاتی پہ مرے مونگ دلے جاتے ہین

گرم ہو آپ جو ٹک ملتے ہین انشا سے کبھی
آتش رشک سے اغیار جلے جاتے ہین

غزل نظیر

صفائی اسکی جھلکتی ہے گورے سینے مین
چمک کہان ہے یہ الماس کے نگینے مین

نہ موتی ہے نہ کناری نہ گوکھرو لچکا
جچی ہے شوخ کی انگیا نبات کی سینے مین

جو پوچھا مین نے کہان تھی تو ہنس کے یون بولی
مین آگ ہی تھی اس انگیا موئی کے سینے مین

پڑا جو ہاتھ مرا سینہ پر تو ہاتھ جھٹک
ق پکاری آگ لگے آہ اس قرینے مین

جو ایسا ہی ہے تو اب روز ہم نہ آوین گے
کبھو جو آئے تو ہفتے مین یا مہینے مین

کبھو ملک کبھو بس بس کبھو پیالہ ٹپک
دماغ کرتے تھے کیا کیا شراب پینے مین

چڑھی جو دوڑ کے کوٹھے پہ وہ پری یکبار
تو مین نے جالیا اسکو ادھر کے زینے مین

وہ پہنا کرتی تھی انگیا جو سرخ لاہی کی
لپٹ کے تن سے وہ تر ہو گئی پسینے مین

یہ سرخ انگیا جو دیکھی ہے اس پری کی نظیر
مرے تو آگ سی کچھ لگ رہی ہے سینے مین

غزل غالب

ہیگا جو ناز و ادا اُس بت لاثانی مین
ایک بھی بات نہین یوسف کنعانی مین

عشق مین دیتا ہون اس لیلی کی کاوش جانکر
وہ مزہ ہے یہ کہان قیس بیابانی مین

چرخ نے پنبۂ مہتاب کو کانون مین دیا
سوزش یانتک ہے مرے اشک کی طغیانی مین

جان مردونکی پڑے لب سے جو نکلے دشنام
کیا مسیحائی ہے اس لعل بدخشانی مین

کار شمشیر کا کرتا ہے خیال ابرو
داغ اسکا ہے ازل سے پیشانی مین

پہنکر ہو دیگا خوش شال دوشالہ کوئی
ہم بھی ہین شاد سے غالب تن عریانی مین

غزل رضا

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمین
دیکھنا ایک نظر تمکو ہے منظور ہمین

صورت حق تو ہر آئینہ مین ہے جلوہ نما
دیدہ حیرانی سے اپنے نہین مقدور ہمین

دشت گلشن کی کرے سیر یہ کسکا دل ہے
اس تکالیف سے یار رکھو معذور ہمین

ہجر کی رات تو ٹلتی ہی نہین ہے یارب
کیا دکھا دیگی اب آخر شب دیجور ہمین

اب تڑپنے کی بھی طاقت نہ رہی ہمکو رضا
اسقدر آہ کیا ضعف نے رنجور ہمین

غزل شاہ عالم

عاجز ہون ترے ہاتھ سے کیا کام کرون مین
کر چاک گریبان تجھے بدنام کرون مین

رم رہتا ہے اے تند خو گو اب کی تو مجھ سے
پر دیکھ تو کیسا ہی تجھے رام کرون مین

اس دور جہان مین مجھے سب شکوہ تجھی سے
کیون کچھ گلۂ گردش ایام کرون مین

حیران ہون تری ہجر مین کسطرح سے پیارے
شب روز کو اور صبح کے تئین شام کرون مین

آوے جو تصرف مین مرے میکدہ ساقی
یکدم مین خمون کے خم انعام کرون مین

مجکو شہ عالم کیا اُس رب نے نہ کیونکر
اللہ کا شکرانہ اکرام کرون مین

غزل درد

مژگان تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایہ قد کشیدہ ہون

ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار
ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون

کرتی ہے بوے گل تو مرے ساتھ اختلاط
پر آہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون

یہ چاہتی ہے اب طپش دل کہ بعد مرگ
کنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون

اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
مین غم زدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہون

غزل سمجھو

یون وہ رخ ہے حجاب مین روشن
ماہ ہے جون سحاب مین روشن

اس کی بینی مین یہ بلاق نہین
شمع ہے آفتاب مین روشن

جام مے مین ہے عکس چہرہ یار
یا چراغ آفتاب مین روشن ہے

اُسکے گورے بدن مین لال لباس
دیکھو آتش ہے آب مین روشن

ساتھ رہتا ہے فندق یا سے
پنج شاخہ رکاب مین روشن

سوز سے ہے بر تک شمع مرا
نام ہے شیخ و شاب مین روشن

یون سوا رووگے تو پھر سمجھو
انکھین دیکھو گے خواب مین روشن

غزل حسین

مین عشوہ زدہ کوچۂ بازار کھڑا ہون — لالہ کی طرح داغ سا گلزار کھڑا ہون

قاتل تو مرے قتل کا اندیشہ نہ کر آہ — گر قتل مجھے مین بھی تو تیار کھڑا ہون

افسوس ترے وصل کی شب مجکو تو کب ہو — مین منتظر اس بات کا دلدار کھڑا ہون

مجلس مین تری خالی کیے شیشے جو مستان — مین بھی تو ترے چشمون کا خمار کھڑا ہون

ملنے کا حسین اُسکے یہ پیغام سمجھے ہی — عہد سے کے لیے برسر اقرار کھڑا ہون

غزل سوز

شہد مین جیسے مگس ہم حرص مین پابند ہین — وائے غفلت اس سپنج زندان مین یون خرسند ہین

رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے — تسپر اپنی صورتون کے روز حاجتمند ہین

مقبرون مین دیکھتے ہین اپنی ان آنکھون سے رُوز — یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین

تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہین یار — سوچتے اتنا نہین ہم خاک کے پیوند ہین

جبتلک آنکھین کھلین ہین یہ کہ دیکھین گے ہم — مند گئین جب انکھڑیان تب سوز سب آنند ہین

غزل سلطان

کل پہ بستر تھے نشتر تجھ بن — ایک آفت تھی رات بھر تجھ بن

میرے حق مین تو وہ ہی دوزخ ہی — جاؤن مین خلد مین اگر تجھ بن

کفر کسکا ہے اور کیا اسلام — آپ اپنی نہین خبر تجھ بن

ہو درخت امید بار آور — عمر کا کچھ مزا نہین تجھ بن

آرہی ہے لبون پہ جان حزین — دم کا دم مین نہین اثر تجھ بن

تو ہی اے ماہ ایک ہمدم ہے — کون لیجاوے وان خبر تجھ بن

گرمین سلطان ہفت کشور ہون — لیک مفلس ہون سیمبر تجھ بن

غزل حاجی

کھٹکی ہے تری آنکھون کو اے یار چمن مین — کیا چبکی کلڑی نرگس بیمار چمن مین

ہو جائیگی بیزار ہر اک پھول سے بلبل
تو جا ہو مت زینت گلزار چمن مین

جو آج تو آئی ہے صبا اور طرح سے
شاید کہ وہ پہونچا ہے طرحدار چمن مین

ہم وحشیون کا رہیو بیابان سلامت
اب سیر سے مطلب ہے نہ کچھ کار چمن مین

تاکید ہے درباؤن کو یہ باغ مین جا کر
آجائے یہ حاجی نہ خبردار چمن مین

غزل عاشق

دونون رخسار ماہ پارے ہین
ابرو اور خال چاند تارے ہین

مین نے دو بول کہکے ہارے ہین
تم ہمارے ہو ہم تمھارے ہین

نہین بوندین عرق کی چہرہ پر
چاند کے منھ پہ یہ ستارے ہین

ایکباری تو خواب مین آؤ
کب سے مشتاق ہم تمھارے ہین

عین مجلس مین آنکھ مارو ہو
سچ بتاؤ یہ کیا اشارے ہین

راتین کاٹی ہین تارے گن گن کے
تنکے بن چمن کے دن گذارے ہین

جنکو کہتے ہین غول صحرائی
وہ مری آہ کے شرارے ہین

پیچ مین کسکو لاؤگے صاحب
بال کسکے لیے سنوارے ہین

دل بیتاب کو دو نیم کیا
تیرے ابرو نہین یہ آرے ہین

عاشق ہو نہیں اس پر پردم کے
ہوگئے سب عدو ہمارے ہین

غزل رونق

تاب کی ضبط فغان آہ مجھے تاب نہین
ناصحا صبر کی واللہ مجھے تاب نہین

دلکے یان ٹکڑے نہو دین کہین مانند کتان
بس ترے دیدہ کی اے ماہ مجھے تاب نہین

صفحہ دل سے مٹاؤ رے تمثال بتان
بت پرستی کی اب اللہ سے مجھے تاب نہین

حوصلہ تنگ سے یان بھید دگوئی تا چند
بس زبان کھینچیے کوتاہ مجھے تاب نہین

ہمنشین چاہ مین یوسف جو پھنسا ہاے غضب
اڑ کے دینا سے کہین چاہ مجھے تاب نہین

جی سے ہے کھویا غم پروانے مین روتے روتے
آہ اے شمع سحرگاہ مجھے تاب نہین

غم ہجران سے ہوئی رونق بیدل کو نجات
آگے غمخواری کی یا شاہ مجھے تاب نہین

غزل سودا

باتین کدھر گئین وہ تری بھولی بھولیان
دل لیکے بولتا ہے جواب تو یہ بولیان

ہر بات ہے لطیفہ و ہر اک سخن ہے رمز
ہر آن ہے کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیان

حیرت نے اُسکو بند نہ کرنے دی پھر کبھو
آنکھین جب آدمی نے ترے منھ پہ کھولیان

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک
جون غوش جیبون کے تن پہ مسکتی ہین چولیان

ساقی پہونچ کہ تجھ بن اس ابر بہار مین
پڑتے نہین تگرگ برستی ہین گولیان

کسطرح ہووے آنکھونکی کاوش سے دلکو چین
مژگان نہ کر سکین تو نگاہین ٹٹولیان

کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا
جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبولیان

جون برف ہو گئے ہین خنک اب بتان ہند
انسے تو بلکہ گرم ہین کابل کی لولیان

سودا کے دل سے صاف نرہتی تھی زلف یار
شانے نے پیچ پڑھ کے گرہ اُسکی کھولیان

غزل صمصام

رات دلبر نے جو آنکھین سے ملائی آنکھین
خانۂ چشم مین پھولی نہ سمائی آنکھین

ہم اسیرونکو نہ کچھ گل سے نہ گلشن سے خبر
پھنس گئے دام مین کھلنے بھی نہ پائی آنکھین

منھ ملا دل کو پھنسا دور ہوئے آخر کار
دیکھ مین دیکھا تو کچھ کام نہ آئی آنکھین

کس بدآموز کی صحبت کی ہے یارب تاثیر
آج کچھ شور خرابی بیڈھب نظر آئی آنکھین

اور دنیا مین طرحدار نہ تھا کیا صمصام
ایسے بے مہر سے تو آتے لگائی آنکھین

غزل احسن

صبح سے شام تلک تا بہ سحر روتے ہین
اشک آنکھون کے ہمارے یہ گہر روتے ہین

جادو کرتا ہے رقیب ہمپہ تو کیا ہوتا ہے
سامری کے کہین موسیٰ پہ سحر ہوتے ہین

بیوفائی کا بتون کے جو کرے ہے شکوہ ۔ کیا جہان مین نہین بے ثمر شجر ہوتے ہین
اسقدر روتے ہین شب کو ترے ہجر مین جا کر ۔ نالہ سے نالے و گریہ سے بحر ہوتے ہین
عدو جلتے ہین ترے شعر کو سنکر احسن ۔ دوست کہتے ہین کہین ایسے بھی شعر ہوتے ہین

غزل نظیر

کیون نہو بام پہ وہ جلوہ نما تیسرے دن ۔ ماہ بھی چھپ کے نکلتا ہے ولا تیسرے دن
ہاتھ سے اتبر قلم رشک مسیحا رکھدے ۔ نسخے بدلے ہین جہان کے حکما تیسرے دن
غرق دریاے محبت کی نہین ملتی لاش ۔ ورنہ ڈوبا ہوا نکلے ہے سدا تیسرے دن
دل بیمار رہے عشق مین کیونکر سرسبز ۔ خاک سے دانہ کو ہے نشو ونما تیسرے دن
چھیڑ مت زلف کے مارے کو تو دریا مین ہنوز ۔ سانپ کے کاٹے کو دیتے ہین بہا تیسرے دن
تین دن چشم کے بیمار کا کر اپنے علاج ۔ ہوتی معلوم ہے تاثیر دوا تیسرے دن
لوگ کہتے ہین کہ ہین پھول ترے کشتے کے ۔ مہندی ہاتھونکو تو قاتل نہ لگا تیسرے دن
عمر اک ہفتہ نہین باغ مین اے گل مت پھول ۔ رنگ بدلے ہے زمانے کی ہوا تیسرے دن
چار حرف اُس بت پر خون کے اوپر بھیج نظیر ۔ آپ سے آپ جو ہوتے ہین خفا تیسرے دن

غزل عبد اللہ

شب کٹی ہجر مین اور دن کٹا غمخواری مین ۔ لکھ دیا دل لکھو عبث یار کی عیاری مین
جیسے دیکھا اسے خود مطلب و خود غرضی کا یار ۔ آشنا پورا نہ دیکھا مین کہین یاری مین
کم سنا عشق مین ہوگا جو سنا ہو گا کہین ۔ گھر دیا سر دیا اور دل دیا دلداری مین
ذبح کرنے سے مرے فائدہ کیا تجھکو ملا ۔ ہاتھ کیا آیا ترے ایسی ستمگاری مین
قیس و فرہاد سے لاکھون ہی یہان عبد اللہ ۔ آخرش مر ہی گئے عشق کی بیماری مین

غزل جہادی

شب وصال مین کیا اسے دوچار ہون مین ۔ رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

تیغ نگہ سے مجھے رونے سے اے گل خوبی | چمن ہے کوچہ ترا ابر نو بہار ہون مین
مجھے خیال جو نت صید افگنی کا ہے | لگا دے تیر مجھے مفت کا شکار ہون مین
جو دیکھی ہے ترے کانون کی بالے کی مچھلی | مثال ماہی کے بے آب و بیقرار ہون مین
جو تیری تیغ جہادی نہ مجھسے منہ موڑے | تو پہلے وار مین دریاے غم کے پار ہون مین

غزل آصف

تری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہین | وہین سر کو اپنے قلم دیکھتے ہین
جو جلوہ صنم تجھ مین ہم دیکھتے ہین | خدا کی خدائی مین کم دیکھتے ہین
تو جلدی سے آ ورنہ میرے مسیحا | کوئی دم مین راہ عدم دیکھتے ہین
گذرتے ہین سو سو خیال اپنے دلمین | کسی کا جو نقش قدم دیکھتے ہین
جو چاہین لکھین کچھ ہم احوال دل کا | تو ہاتھون کو اپنے قلم دیکھتے ہین
ملے تم جو میرے رقیبون سے جاکر | ہمین ہین کہ سو سو ستم دیکھتے ہین
بہت جھوٹے وعدے کیے تو نے ہمسے | بھلا ہم تیری قسم دیکھتے ہین
تو آوے نہ آوے میان ہم تو ہر شب | تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہین
بتون کی گلی مین شب و روز آصف | تماشا خدائی کا ہم دیکھتے ہین

غزل نظیر

تفرقہ ہوتا ہے ایسا بھی گل اندام کہین | مے کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین
دل کی بیتابی نہین ٹھہرنے دیتی ہے مجھے | دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین
ایک دل دیجیے کس کسکو سبھی مانگتے ہین | شانہ سے اور بالے کہین زلف سیہ فام کہین
نامہ بر نامہ لکھون یا مین زبانی کہدون | خط کے پرزے پہ لکھون قاصدا نام کہین
دل بھی اور جان کفایت نے سبھی کی ہے نظیر | گل کہین غنچہ کہین بلبل بدنام کہین

غزل فیض

خطِ جادہ ہون یا مین نقشِ پا ہون
غرض افتادگان کا رہنما ہون

جو ناکارہ ہون یا مین کام کا ہون
تمہارا ہون بھلا ہون یا برا ہون

کہون کیا اپنے جینے کی حقیقت
جو اک دن خوش ہون برسون تک خفا ہون

عبث رکھتے ہین مجھپر تہمت مرگ
بہت راتون جگا تھا سو رہا ہون

کہے ہے شخص کوئی عکس کوئی
خدا وندا نہین معلوم کیا ہون

نہ پہچانو مجھے گر آپ کو کیا
مگر مین آپ کو پہچانتا ہون

تامل شرط ہے اے اہل معنی
کتاب فقر کا مین مدعا ہون

مگر اس چشم کا پھر مجکو بیمار
ابھی اے فیض مر مرکے جیا ہون

غزل ہدایت

ہین خط تقدیر سے تحریر سب پیشانیان
پیش آتی ہین وہی باتین جو ہین پیش آنیان

غیر نے باتین جو کچھ کہین تونے وہ سب مانیان
اور ہے تیری اے لالہ یہ نافرمانیان

دیکھ صورت کو تری آئینہ سا مین رہگیا
چشم تھی حیرت زدہ جون دیدۂ قربانیان

بے نصیبی سے نہ پہونچے منزل مقصود کو
خاک اوہ دشت صحرا ہمنے کیا کیا چھانیان

کھینچ سکتا ہے مصوّر یہ کوئی ناز و ادا
مانی و بہزاد نے بھی تیری آئین مانیان

گاہ گریان گاہ نالان گاہ خندان گہ خموش
ہم دیوانون کی ہین باتین سب یہ کچھ دیوانیان

میرے ہی سر کی قسم تجھکو ہدایت سچ بتا
کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہر افشانیان

غزل رحمت

سارے جسم مین خوب کہاتی ہے یہ زبان
ہر اک کو دوستدار بناتی ہے یہ زبان

مجلس مین شور شار مچاتی ہے یہ زبان
باہم کے فقرہ فقرہ بتاتی ہے یہ زبان

پھر جو کوئی نہ قید کرے اس زبان کو
جوتے سر بزار کھلاتی ہے یہ زبان

اے یار دل نہ دیجئے کسی بیقدر کے تئین
ہر کار بھی بد کار بناتی ہے یہ زبان

رحمت خدا کی آپ پہ جسنے کہی ہین بیت ۔۔۔ حق کی ثنا و وصف بتاتی ہے یہ زبان

غزل انشا

جوں صبا اُڑ جائیں اور تیری بہاریں لوٹ جائیں ۔۔۔ تجھکو جو گھوریں الٰہی اُنکے دیدے پھوٹ جائیں
انسے کیا کوئی بر آئے جو ذرا سی بات پر ۔۔۔ آگ ہی ہو کر آنکھیں اور اپنے ماتھے کوٹ جائیں
در بلا ہوں بہ از بسیم بلا مشہور ہے ۔۔۔ کاش جو ہونی ہو جلدی ہو بلا سے چھوٹ جائیں
بزم خوبان مین نہ انشا ایک سے آنکھیں لڑا ۔۔۔ خاطریں نازک بہت انکی ہین شاید ٹوٹ جائیں

غزل ناسخ

ہے عجب طرحکی وحشت ترے دیوانے مین ۔۔۔ جی نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانے مین
ہون وہ میکش کہ نہ مستی مین کہون راز کبھی ۔۔۔ لاکھ قلقل کیے شیشہ مجھے میخانے مین
آفتاب اسمین اگر آوے تو اندھا ہووے ۔۔۔ نور کا دخل نہین میرے سیہ خانے مین
حشر تک جی ہی مین بیہوش رہون اے ساقی ۔۔۔ کاش مے بھر دے مرے عمر کے پیمانے مین
نازکی سے ہوا قاتل مری حالت کا شریک ۔۔۔ یان لگا زخم تو وان درد اُٹھا شانے مین
کسطرح طائر دل ہو ترے چہرے پہ نثار ۔۔۔ شمع رو طاقت پرواز ہے پروانے مین
بال توڑے تری زلفون سے نہ بیدردی ہے ۔۔۔ حس مرے ہاتھ کے مانند ہو گر شانے مین
عشق مین دل نے پھنسایا تو ہوا غیر و نکو رنج ۔۔۔ نہین اپنے مین مروت جو ہے بیگانے مین
پارۂ شیشۂ دل نصب ہے ہر روزن مین ۔۔۔ کیجیے عیش زمستان مرے کاشانے مین
یان تو بجلی بھی سنبھل جاتی ہے گرتے گرتے ۔۔۔ شمع کے ٹھہرین قدم کیا مرے ویرانے مین
نوش کر شوق سے دل کھول کے صرفہ کیا ہے ۔۔۔ خوف بدہضمی کا ناسخ نہین غم کھانے مین

غزل کمترشاہ

خریدار سے کب نہان بیچتا ہون ۔۔۔ متاع دل اپنا عیان بیچتا ہون
خریدار تم ہو لیا چاہتے ہو ۔۔۔ مین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون

زلیخا سا ہو گر خریدار یوسف	تو مین سبکا سب کاروان بیچتا ہون
کہا مجھسے قاتل نے سر بیچتا ہے	کہا مین نے اے مہربان بیچتا ہون
اگر تو مرے چھیڑنے کو ہے کہتا	نہین بیچتا ہون تو ہان بیچتا ہون
بچیا نام پر اُسکے دان مین تو کمتر	اب آگے رہا کیا عیان بیچتا ہون

غزل نظیر

لیتا ہے جان میری تو مین سر بدست ہون	اے یار مین تو کشتۂ روز الست ہون
یکدم کی زندگی کے لیے مت اُٹھا مجھے	اے بیخبر مین نقش زمین کا نشست ہون
تو مست کر شراب سے اے گلبدن مجھے	مین آپ اپنے شیشۂ دل کا شکست ہون
دوری طریق مجکو سمجھیو نہ زاہدا	گر تو خدا پرست ہے مین بت پرست ہون
ان سنگدل بتون کا گلہ کیا کرون نظیر	ظالم مین تیری چشم گلابی سے مست ہون

غزل میر تقی

عام حکم شراب کرتا ہون	محتسب کو کباب کرتا ہون
ٹک تو رہ اے بنائے ہستی تو	تجھکو کیا ہی خراب کرتا ہون
کوئی بجھتی ہے یہ بھڑک مین عبث	تشنگی پر عتاب کرتا ہون
سر تلک آب تیغ مین ہون غرق	اب تئین آب آب کرتا ہون
جی مین پھرتا ہے میر وہ میرے	جاگتا ہون کہ خواب کرتا ہون

غزل کنور

پری ہے جب سے وہ میری نظر مین	لگی ہے آگ سینہ مین جگر مین
نشان ہرگز بنائے بے نشان کے	بہت ڈھونڈھا مین اُسکو بحر و بر مین
ٹپکتا ہے جگر خون ہو کے آخر	رہا باقی نہ آنسو چشم تر مین
جھلکتا ہے اسی بیرنگ کا رنگ	بچشم باصرہ لعل و گہر مین

جدائی مین جفا جو کی عزیزو ۔ نہین باقی ہے حالت کچھ کنو زمین

غزل اوباش

باغبان نخل محبت مین ثمر ہے کہ نہین ۔ کوئی بھی باغ مین الفت کا شجر ہے کہ نہین
موسے باریک بتلاتے ہین کمر اُس گل کی ۔ نہین معلوم کہ اُس گل کی کمر ہے کہ نہین
بیٹھے کو سے مین مجھے دیکھا تو رک کر بولے ۔ یا نئے اٹھ جایئے بس آپ کا گھر ہے کہ نہین
ہجر کی شب نہ کٹی کٹ گئی سب عمر مری ۔ یا الٰہی شب ہجران کی سحر ہے کہ نہین
سچ بتا مجکو صنم تجھکو خدا کی سوگند ۔ وہ تری مہر کی اگلی سی نظر ہے کہ نہین
بال و پر توڑکے صیاد لگا یون کہنے ۔ کوئی بتلائو کہ اس مرغ کے پر ہے کہ نہین
وہ جو اُس طرف سے گذرے تو لگے یون کہنے ۔ میان اوباش کا اس رہ مین گذر ہے کہ نہین

غزل مفتون

بتان جبکہ زلف دوتا باندھتے ہین ۔ گرہ مین دل مبتلا باندھتے ہین
نہین بنتی بلبل سے اپنی چمن مین ۔ ہم اب آشیانہ جدا باندھتے ہین
مین یان خون روتا ہون ہاتھون سے اُنکے ۔ جو یانون پہ اُنکے حنا باندھتے ہین
جفا کھینچین گے پر نہ ماریںگے جی کو ۔ یہ ہم تمسے شرط وفا باندھتے ہین
گرہ دیکے سر پر نہ بالون کا جوڑا ۔ ق یہ نازک بدن خوشنما باندھتے ہین
ہر اک تار مین اُسکے دلہاے عاشق ۔ بہم جمع کر کر بلا باندھتے ہین
میان حال مفتون کا دیکھا نہین کیا ۔ کمر آپ کس پر بھلا باندھتے ہین

غزل سراج

عید وصل سروقد سے ہین مرے گھر شادیان ۔ عالم بالا سے آتی ہین مبارکبادیان
کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز ہے ۔ یاد ہین اُس شوخ کو کے طرز کی استادیان
صدائے ہو کو مین سنتا ہون کہ تجھے کرتا ہے قتل ۔ ختم دین اُس ظالم خونریز کی جلادیان

پانون مین زنجیر الفت اور گلے مین طوق غم ۔ کہہ دل وحشی کو میرے کیونکہ ہو آزادیان

کیا چلے دام نگاہ مہربانی سے ترے ۔ صید ہو جاوین یہان صیاد کی صیادیان

گرچہ لیلی اپنی شوخی سے نہین آتی ہے باز ۔ چھوڑتا ہین اتبلک مجنون بھی اپنی وادیان

طاق پر سے دلکے گرجاتا ہے آئینہ سراج ۔ یاد آتی ہین مجھے جب اُنکی طرحین شادیان

غزل سوز

مرے دل مین ہے خواہش وصل بتان گو نصیب کسیکو ہوا ہی نہین ۔ کرون کس سے مین حال دل اپنا بیان کے درد کی وہ تو دوا ہی نہین

مرے دلکی طپش کو تو غور کرو مرے واسطے فکر نہ اور کرو ۔ کوئی یار کے ملنے کا طور کرو کہ دوا سے تو ہوتی شفا ہی نہین

کبھو خندہ گل سے یہ دل نہ کھلا رہے رونے پہ مردم دیدہ سدا ۔ کرون سیر کے عزیزو مین باغ مین کیا مجھے راحت یہانکی ہوا ہی نہین

ترے کوچے سے کل کہین باغ مین جا ترا باد صبا نے جو نام لیا ۔ کبھی دیکھا نہ لے بت ہوش بپا کسی گل کا حواس بجا ہی نہین

ایسی ویسی ہو کوئی تازہ غزل اسی بحر کا قافیہ سوز بدل ۔ غم ہجر تو کر چکا اپنا خلل تونے وصل کا حال کہا ہی نہین

غزل وشے

دوا نہ ترا عاشق زار ہون مین ۔ خدا تجھپہ مدت سے لے یار ہون مین

قریبون مین کب تیرے آتا ہون ظالم ۔ رقیبی جو تو ہے تو عیار ہون مین

جسے تونے کاٹا موا بے اجل وہ ۔ سمجھتا تری زلف کو مار ہون مین

اگرچہ تو گل ہے دریا چشم نرگس ۔ ترے باغ تازہ کا اک خار ہون مین

غزل مصحفی

بزم سرود خوبان مین گو مرونگیان شاہین بجین ۔ ساتھ فقیر کی ڈھولک کے اب ٹھم ٹھمیان نگین بجین

نالہ کشی سے رات جو گلشن رشک بزم عشرت تھا ۔ منقار بن مرغان چمن کی صبح تلک جون بین بجین

شمع رہی جب شب لگ جلتی نیند نہ آئی مجھکو ذرا ۔ تھا مجھمین پروانونکی پر دن کی جبکہ سرہالین بجین

بلبل بے مزاج نازک تیرا نیند اُچٹ گئی اُس گل کی ۔ تالیان جب تونے ادھکر رات سرہالین بجین

مین نہ تجھسے کہتا تھا زاہد میخانہ کی راہ نہ چل ۔ آخر تجھپر رستے مین تالیان او بے دین بجین

آئے نہ جنازے ہو کے ملائک مر جو گیا عاشق تیرا | تو نے نہیں کیا کیا شادی کی قدر یہ دم تلقین بجین
شب آخر ہو نیکا دھڑکا مصحفی تجھے کیا ہیں کہتا ہو | جان نکل گئی تن سے جب پھر تین پہر پر تین بجین

غزل ایمان

اگر نہ الجھی ہو تری زلف کی زنجیر میں جان | آہ جاتی رہے اک نالۂ شبگیر میں جان
آہ جیوان سے بچا ہے مگر اُس کا پیکان | تازہ پڑتی ہے ترے تیر کے نخچیر میں جان
شاہ جو گستاخ ہیں کیا بات ہے انکی پیارے | جان تو جاتی ہے نکل ایک ہی تقصیر میں جان
اس طرف بھی تو کسی روز کمان ابرو چل | ترسے صید حرم کی کہیں تجھ تیر میں جان
آئے دے جسدم کہ تو اعجاز مسیحائی پر | بات کہنے میں پڑے قالب تصویر میں جان
شعر ہوتا ہے کب ایمان کسی کے دلچسپ | جب تلک معنی شیرین نہوں تحریر میں جان

غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنۃ

کون نگر آئے ہم اور کون نگر میں بسے ہیں | جا بسینگے پھر ہم کون نگر کو ہوتے اس میں ٹھہرے ہیں
کیسا ملک ہے کیسا روپیہ کیسی چال اور کیسی ڈھال | یہ ہی اس اندیشے ہیں اور یہی جی کو ساسے ہیں
دیس بنا ہے بھیس بنا ہے رنگ بنا ہے ڈھنگ بنا | کون اسکے کرے ہے دل اور بستے کون دلسے ہیں
کیا کیا پہلو دیکھے ہمنے پہلے اس پہلو داری میں | اب جب پہلا سمیں ہیں اور یہی ابن لے ہے ہیں
یادہی بستی ہے یانکی دان کی ہے کچھ اور ہوا | کوئی بتا دے یانکو جو اڑتے اوک ہوا سے ہیں
دنیا ہو اکر ہیں بسیرا سہت لگی رہی تھوڑ لیسی | آسنے کہو سونا جاوینگے ہیں جو کہ سفر سے ہیں
ہم بیٹھے ہیں اسی سو تو ہم کفر کے پھندے ہیں | دنیا کے جو ناتے رشتے اپنے ساتھ لگاتے ہیں

غزل ایضاً

جلایا آپ ہمنے ضبط کرکے آہ سوزاں کو | جگر کو سینے کو پہلو کو دل کو جسم کو جان کو
ہمیشہ کنج تنہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں | الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرماں کو
ترے اندام و رو و قد و زلف و خط سے ہے خجلت | سمن کو ارغوان کو سرو کو سنبل کو ریحاں کو

جگہ کس کس کو دون دلمین ترے ہاتھون سے اے قاتل
کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو
ترے دندان لب نے کر دیا بیقدر عالم مین
گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو
لڑا کر آنکھ اُنسے ہمنے دشمن کر لیا اپنا
نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو
نہین قلقل دعا دیتا ہے شیشہ دمبدم ساقی
سبو کو خم کو مے کو میکدے کو مے پرستان کو
نہو جب تو ہی اے ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی
ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستان کو
بنایا اے ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر
ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمان کو

غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنت

کہون کیا رنگ اُس گل کا اُہا ہا ہا اُہو ہو ہو
ہوا رنگ چمن سارا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو
نمک چھڑکے ہے وہ کس کس مزے سے دلکے زخمو نپر
مزے لیتا ہون مین کیا کیا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو
شرار و برق مین کیا فرق مجھو نہین کہدو تو نہین
ہے شعلہ اک بھبوکا سا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو
بلا گردان ہون ساقی کا کہ جام عشق سے مجھکو
دیا گھونٹ اُسنے اک ایسا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو
نہو ہی صورت پرستی حق پرستی ہے کہون مین کیا
کہ اس صورت مین ہے دیکھا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو
خدا جانے حلاوت کیا ہے ایسی اس تیغ قاتل مین
لب ہر زخم سے ہے گویا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو
ظفر عالم کہون کیا مین طبیعت کی روانی کا
ہے اک اُمڈا ہوا دریا اہا ہا ہا اُہو ہو ہو

غزل آتش

ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو
انکی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو
باغ مین آئے ہو ساتھ آنکے تو پھر لو دو گام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو
برق و شمشیر کی اچھی نہین چالین چلتی
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو
مائل حسن ہے منھ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ
خاک طینت ہو تو وہ ذاتی جلاتے نہ چلو
گرتے پڑتے ہین کنوؤن اندر گڑھے مین ہو گیر
نو قرینات کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان کے — یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو
گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے — طفل غنچہ ہے غریب اُسکو ڈراتے نہ چلو
پر مشقت ہے رہ عشق چلے ہو دو گام — کوسون دریا جو پسینے سے بہاتے نہ چلو
منہ چھپا کر یہ نکلنا ہے تمھارا اندھیر — رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو
مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی — کونسی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو
بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے — قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو
اپنے ہاتھون سے نہ اندھون کا گلا کٹواؤ — یون چلو پانون کی آواز سناتے نہ چلو
کوے معشوق مین اے عاشقو جاتے ہو تو جاؤ — یہ شگون خوب نہین خاک اڑاتے نہ چلو
اُسنے کہدے کوئی آتے ہین جو یہ لکھ اے ابر — چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

غزل جرأت

اے دلا ہم ہوے پابند غم یار کہ تو — اب اذیت مین بھلا ہم ہین گرفتار کہ تو
ہم تو کہتے تھے نہ عاشق ہو اب اتنا تو بتا — جا کے ہم روتے ہین پہروں پس دیوار کہ تو
ہاتھ کیون عشق بتان سے نہ اُٹھایا تو نے — کف افسوس اب ہم ملتے ہین ہر بار کہ تو
وہی محفل ہے وہی لوگ وہی ہے چرچا — اب بھلا اٹھتے ہین ہم شکل گنہگار کہ تو
ہم تو کہتے تھے کہ لب سے نہ لگا ساغر عشق — سے اندوہ سے اب ہم ہوے سرشار کہ تو
بے جگہ جی کا پھنسانا تجھے کیا تھا درکار — طعن و تشنیع کے اب ہم ہین سزاوار کہ تو
وحشت عشق بری ہوتی ہے دیکھا نادان — ہم چلے وحشت کو اب چھوڑ کے گھر بار کہ تو
آتش عشق کو سینہ مین عبث بھڑکایا — اب بھلا کھینچون ہون مین آہ شرربار کہ تو
ہم تو کہتے تھے نہ ہمراہ کسی کے لگ چل — اب بھلا ہم ہوئے رسوا سر بازار کہ تو
غور کیجے تو یہ مشکل ہے زمین اے جرأت — دیکھین ہم اس مین کہین اور بھی اشعار کہ تو

غزل شہیدی

سونہ دو تم ہو وہی بوسے وہ ملتے ہیں طلب کے دو
بے مثل مشہور ہین مطلب کے سو مطلب کے دو

دو ہی دو پر دو اجی دو بھی شتابی سے کہین
تال کے دو خط کے دو ور خسار کے دو لب کے دو

ایک بھی نہ کب کیا دونون ہین دینے ہون تو دو
خواہ دو سیب ذقن کے خواہ دو غبغب کے دو

آٹھ بوسون کا ہون خواہاں بہت اے بانس کا
صبح کے دو شام کے دو روز کے دو شب کے دو

بوسے اس رخ کے پیاپے ہم جو شب لینے لگے
کہنے لگے لو یہ ایک دو یہ جب کے دو یہ تب کے دو

لکھ شہیدی اور بھی شعر ین یہ تبدیل ردیف
دلربا کو بھیجے ہین رنگتے اس ڈھب کے دو

غزل میر تقی

قتل کیے پہ غصہ کیا ہے لاش مری اٹھوانے دو
جان سے بھی ہم جاتے رہے ہین تم بھی آؤ جانے دو

جان سلامت لیکر جاوین کعبہ ہین تو سلام کرین
ایک جراحت ان ہاتھون کا صید حرم کو کھانے دو

اسکی گلی کی خاک سبھون کے دامن دل کو کھینچے ہے
ایک اگر یہ جی بھی گیا تو آتے ہین مر جانے دو

کرتے ہو تم نیچی نظرین یہ بھی کوئی مروت ہے
برسون سے پھرتے ہین جدا ہم آنکھ سے آنکھ ملانے دو

کیا کیا اپنے لوہو پیچ و دم مین سینہ دم مین جیسا ہے
دل جو تسلی ہے نہین سکتا اسکو کسی سے لگانے دو

ابکی بہت ہے شور بہاران ہمکو مت زنجیر کرو
نکلے ہوس ہے اب ہم بھی نکلے ہین صحرا ہمکو بچانے دو

عرصہ کتنا سارے جہان کا وحشت پر جو آجاوین
پانون تو ہم پھیلا دینگے پر فرصت ہمکو پانے دو

کیا جاتا ہے اسیر بہار اچھے ہوا ہم بیٹھے ہین
دل جو سمجھتا تھا سو سمجھا ناصح کو سمجھانے دو

بات بنانا مشکل ہے شعر سبھی یان کہتے ہین
فکر بلند سے یارو نکو ایک ایسی غزل کہہ لانے دو

ضعف بہت ہے میر تمہین کچھ اسکی گلی مین مت جاؤ
صبر کرو کچھ اور بھی صاحب طاقت جی مین آنے دو

غزل سودا

آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو
اختر پڑے جھانکے ہین فلک پر سے زمین کو

آتا ہے تو آشوخ کہ مین روک رہا ہون
مانند حباب اپنے دم بازپسین کو

دیتی ہی نہین چین بدی اپنی کمان کی
ساتھ اسکے مین جاتا ہون تو وہ گر جائے کہین کو

ہرگز جہاں رو سیہی اُسکو نہ ہوتی — لگتا نہ مرے نام سے گر عیب نگین کو
جون دانہ سمجھ مورد ابر کرم حق — زاہد در میخانہ سے ہر خانہ نشین کو
اک گل بھی چمن مین شنوا گوش نہین ہے — ٹرے مرغ گرہ سینے مین فریاد حزین کو
مطلب کی مرے عرض پہ یکبار ہی سودا — تا نے نہ چھوایا کبھی اس لب سے نہین کو

غزل محتسب

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو — ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
موے کمر سے یون بدن یار مین عیان — در نجف کے جرم مین جس طرح بال ہو
گل کی زبان گنگ ہے تو لنگ پاے سرو — کیا عندلیب کبک مین یہ بول چال ہو
رندو ضرور رقص ہو بزم شراب مین — ہاتھ آئے گر نہ بھانڈ تو صوفی کا حال ہو
موذی کو بعد مرگ بھی آرام ہے محال — کس طرح زیر تیغ نہ گینڈے کی ڈھال ہو
دو دو نہ میری آنکھو نمین کیونکر ہو پتلیان — آنکھون پہ ہر جو تیرے تصور مین خال ہو
کیا نیند آئے ہو جو ہی رات بھر خیال — گل تکیہ کی عوض کوئی مخمل کا گال ہو
گر محتسب کو خون ہمارا ہوا حلال — یارب بھلا شراب تو ہم پر حلال ہو

غزل ہوس

تو نے رعنائی کی قامت جو دکھائی مجکو — اے روش سرو چمن پھر نہ خوش آئی مجکو
دل مرا سینہ مین جون برق ہے بیتاب — کسنے یاد آسکے تبسم کی دلائی مجکو
ہاتھ سے آبلہ پائی کے بتنگ آیا ہون — کوچہ یار تلک کب ہو رسائی مجکو
جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن — جان منظور نہین تیری جدائی مجکو
باغ ہستی کی دہن سو جھ گئی کیفیت — مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجکو
نہ ہوئی غم سے کسی طرح رہائی ہیہات — وصل کے دن بھی رہا خوف جدائی مجکو
بیٹھکر پہلو سے جو ہر گیا اُٹھ وہ ہوس — فتنہ برپا ہوا آفت نظر آئی مجکو

غزل انشا

ضعف آتا ہے دلکو تھام تو لو — بولیو مت ذرا اسلام تو لو
کون کہتا ہے بولو مت بولو — ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو
ہمصفیر و چھٹو گے مت تڑپو — دم ابھی آکے زیر دام تو لو
اٹھیں یا تو نہ لوٹتا ہون مین — گالی پھر دے کے میرا نام تو لو
اک نگہ پر بکے ہے انشا آج — مفت مین مول اک غلام تو لو

غزل آصف

تجھسا دلدار ہو اور ناز و خرام ایسا ہو — کیون نہ دل کفر سے منکر ہو جو رام ایسا ہو
لب مسیحا سے کرے بات تو اے مصحف رو — مردہ دل کیون نہ جیے جسکا کلام ایسا ہو
مین ہون صدقے ترے تو گالیان دے لے ظالم — بندگی ایسی ہو اور اُسکا انعام ایسا ہو
زلف مشکین مین پر پر یہ کے دل کیون نہ پھنسے — ایسا صیاد ہو اور ہاتھ مین دام ایسا ہو
آرزو ہے کہ شب وصل میسر ہو وے — مین ہون اور یار ہو اور گردش جام ایسا ہو
ملتجی مت ہو سوا ذات علی کے آصف — پھر تجھے چاہیئے کیا جسکا امام ایسا ہو

غزل نیاز

عشق مین تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو — عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو
عقل کے مدرسے سے اٹھ عشق کے میکدہ مین آ — جام فنا و بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو
لاگ کی آگ لگ اٹھی پنبہ نمط یہ جل اٹھا — رخت وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو
ہجر کی سب مصیبتین عرض کین اُسکے روبرو — ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو
دنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہین — آپ سے جو گذر گیا پھر اُسے کیا جو ہو سو ہو

غزل بیدل سوز

مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو — کلیجے مین کانٹا لگا ہے نکالو

نہ بھائی مجھے زندگانی نہ بھائی
مجھے مار ڈالو مجھے مار ڈالو

خدا کے لیے اے مرے ہمنشینو ق
یہ بانکا جو جاتا ہے اسکو بلالو

اگر وہ نہ آئے تمھارے کہے سے
تو منت کرو گھری گھری بلا لو

اگرچہ خفا ہوکے وہ گالیان دے
تو تم کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو

کہو ایک بندہ تمھارا مرے ہے
اسے جانکنی ہے تو جاکر لگا لو

جلون کی بری آہ ہوتی ہے پیارے
تم اس سوز کی اپنے حق مین دعا لو

غزل صبا

جو سونگھے اس گل زیبا کے پیرہن کی بو
خوش آئے کب اسے نسرین و نسترن کی بو

دماغ کیون نہ معطر ہو بلبل شیدا
ہر ایک گل سے جو آتی ہے پنجتن کی بو

خط آگیا ترے چہرے پہ اے گل خندان
گئی مزاج سے اتنک نہ بالے پن کی بو

جو بیٹھا آن کے محفل مین وہ مرا گلرو
گئی وہ مست اسی وقت انجمن کی بو

نشانی جب تری زلفون کی لیگئی ہے صبا
ختا سے جاتی رہی نافہ ختن کی بو

غزل نظیر

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو

جدا جو ہمکو کرے اس صنم کے کوچے سے
الٰہی راہ مین ایسا کوئی رقیب نہو

علاج کیا کرین حکما تپ جدائی کا
سوائے وصل کے اسکا کوئی طبیب نہو

نظیر اپنا تو معشوق خوبصورت ہے
جو حسن اسمین ہے ایسا کوئی حبیب نہو

غزل یوسف

دیکھکر اسکے روئے خندان کو
گل نے پرزے کیا گریبان کو

اسکے ہونٹون کے آگے قدر نہین
لعل پھر جائے گر بدخشان کو

آنکھ تیری شکار افگن ہے
کیون نہ بھاگے ہرن بیابان کو

گرم ہو کر نہ سوئے یار کے ساتھ
آگ لگ جاوے اس زمستان کو

یاد آتی ہے صورت یوسف
کھول کر دیکھتے ہین قرآن کو

غزل انشا

کوئی اس دام محبت مین گرفتار نہو
اے خدا یہ تو کسی بندے کو آزار نہو

کیجیے اقرار کچھ ایسا کہ پھر انکار نہو
یعنے آپس مین کسی ڈول کی تکرار نہو

غیر کو صحبت دلدار مین کیون بار نہو
یعنے کیا سنئے جہان گل ہو وہان خار نہو

دیکھ آئینہ مین منہ اپنا خریدار نہو
جا کے چوٹی مین بس اتنا بھی گرفتار نہو

اسکے ملنے سے گرانی ہی بس آجاتی ہے
نکہت گل کی طرح سے جو سبکسار نہو

کیا ہی خوش آیا یہ مقطع ہوا کل انکا کہنا
آدمی کیا کہ جسے بوجھ نہو بھار نہو

سیر تو ایک طرف لا کہ غنیمت کہ یہان
سانس لینے مین کوئی شخص گنہگار نہو

جام لے ساقی گلفام وہ کس کام بھلا
آدمی پی کے جسے خوب ہی سرشار نہو

سطر مسطور کے اوپر ہے ہوئی یہ تحریر
یعنے سردار نہین وہ جو سردار نہو

نالۂ مرغ چمن نے اسے بے خواب کیا
مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو

ہے تو یہ قصد کہ چھیڑون اسے لیکن کیونکر
مین جو چھیڑون تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو

کھول دیتا ہون ترے کان ابھی سے اے گل
ایسی تقصیر کبھی پھیر خبردار نہو

آج ہے دھوم اسیران قفس آتے ہین
جا کے دیکھو تو کوئی تازہ گرفتار نہو

بخت بیدار اگر خواب مین مجکو پاوے
تو وہ پھر تا بقیامت کبھی بیدار نہو

کہہ غزل اور دعا یہ بھی کرے انشا شاید
کوئی اس یوسف مصری کا خریدار نہو

غزل ذوق

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہے صحرا ہمکو
اور ہے جون خیمۂ لیلی ہے سویدا ہمکو

رکھ مگر بس اب اسے چرخ نہ اتنا ہمکو
ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو

ہو دیگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا
آگیا اپنے اگر مرنے پہ رونا ہمکو

اور ہمدرد کہان ہو نہو اے حضرت دل
درد اب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہمکو

پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست
کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپولا ہمکو

نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا
کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو

تن سے کیا جان کہ دل اپنے نکلنے پائے
ہو بشرطے ترے آنے کا بھروسا ہمکو

آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اُسنے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے ہین کہ اُس نو خط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

ایک دم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب
فکر امروز ہے نہ ہے غم فردا ہمکو

کیا ستم ہے کہ پئے قطع رہ عشق فلک
آرہ سان دیوے ہے دندان عوض پا ہمکو

دلمین ہین قطرۂ خون چند سو مانند حباب
نہ رہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ہمتو کہتے تھے کہ ذوق انکی تو زلفونکو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجکو قلق یا ہمکو

غزل سودا

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
ہوائے ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو

روا ہے کہ تو بھلا اے سپہر با انصاف
ریا و زہد سے چھپے راز عشق رسوا ہو

بھرا ہے اسقدر اے ابر دل ہمارا بھی
کہ ایک لہر مین روے زمین دریا ہو

جو مہربان ہین سودا کو منتظم جہان مین
سیاہی زادون سے ملتا ہے دیکھیے کیا ہو

غزل وحشت

زخم جدائی دلپہ لگا کہ اس پہلو گر آتا پہلو
دل پہلو مین تڑپتا ہے اگر اس پہلو کہ آتی پہلو

وہ خواب مین ہم آغوش ہوا اور کھلگئی آنکھ مری
پھر دیکھکر یکبار اٹھا کہ اس پہلو گیا اس پہلو

ہیہات کہان اب ہاتھ لگے وہ رشک پری ہی بہر صنم — بالین تھا جسکے ہاتھ مرا گہہ اس پہلو گہہ اس پہلو
تھا خواب عدم مین راحت سے اے عشق جگایا تونے مجھے — بے یار تڑپتا ہون مین پڑا گہہ اس پہلو گہہ اس پہلو
پہلو سے لگا کر پہلو کو مجھ پاس نہ بیٹھا وحشت سے — اے یار یہ اشک سے خار رہا گہہ اس پہلو گہہ اس پہلو

غزل سوز

یا در کوے صنم یا تہ مجھے پہونچا دو — یا الہی دلکو مرے پاس سے اسکے لا دو
رسم و آئین اسیری کے مجھے یاد نہین — تو گرفتار رہون اے ہمقفسو سکھلا دو
سانس لینے دو چھری نیچے شتابی کیا ہے — ذبح تو کرتے ہو ٹک صبر کرو جلادو
منعمو اور توقع تو نہین تمسے اب — آتش عشق تو دامن سے بھلا بھڑکا دو
درد اور سوز رہے دنیا مین غریبونکا بہا — شاعری تمکو مبارک یہ رہے استادو

غزل میر تقی

منعقد کاش مجلس دل ہو — در میان تو ہو سامنے گل ہو
گرسیان متصل رہین باہم — نہ تساہل ہو نا تغافل ہو
اب دھوان یون جگر سے اٹھتا ہے — جیسے پر پیچ کوئی کاکل ہو
نہ تو طالع نہ جذب پھر دل کو — کس بھروسے پہ ٹک تحمل ہو
ٹک نہ چل اے نسیم باغ کہ مین — رہگیا ہون چراغ سا گل ہو
اٹھ چلا لالہ سان رہا تو کیا — داغ بھی ہو تو کوئی بالکل ہو
طول رکھتا ہے درد دل میرا — لکھنے بیٹھون تو خط ترسل ہو
در رہنے کی جا نہین یہ چمن — بوے گل ہو صفیر بلبل ہو
ہو جو مجھ بادہ کش کے عرس مین تو — جب کہ قلقل کے شیشے کا قل ہو
مجھ دوانے کی مت ہلا زنجیر — کہین ایسا نہو کہ پھر غل ہو
منکشف ہو رہا ہے حال مرا — کاش ٹک یار کو تامل ہو

غزل کنور

تم سبھون کا یار ہو محبوب ہو ‌ ‌ ہر طرح اچھا ہو خوش اسلوب ہو

قتل کرتا ہے ہمین یا نہ وہ شوخ ‌ ‌ دیکھیے کیا اُسکے تئین مرغوب ہو

ایک حالت پر نہین رہتا مزاج ‌ ‌ شیخ جی تم ہو نہ ہو مجذوب ہو

شکر اللہ اُسکے پاس اسوقت شیخ ‌ ‌ عاشقون مین تم بھی اک محبوب ہو

جان و دل تو کر چکا تم پر نثار ‌ ‌ سر تلک بھی دون اگر مطلوب ہو

کیا برا ہے رسم شہر عشق کا ‌ ‌ وصل وو دل ایک جا معیوب ہو

ہے کھڑا عاشق تمھارا وہ کنور ‌ ‌ گر بلا لیجیے تو اُس کو خوب ہو

غزل انشا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو ‌ ‌ بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

تم کہوگے جسے کچھ کیون نہ کہے گا تمکو ‌ ‌ چھوڑ دیوے گا بھلا دیکھ تو لو اور سنو

یہی انصاف ہے کچھ سوچ تو دل مین اپنے ‌ ‌ تم تو سو کہلو مری اک نہ سنو اور سنو

اب تو کچھ اتنے خفا ہو کے کہو ہو مجھ سے ‌ ‌ ہے قسم تمکو مرا نام تو لو اور سنو

عرض احوال مرا سنکے جھڑک کر بولے ‌ ‌ جا وے دادور برد ہو چلو اور سنو

چلکے دو ایک قدم دیکھتے ہو پھر یون کیون ‌ ‌ گالیان سن تو چکے چاہتے ہو اور سنو

آپ ہی آپ مجھے چھیڑ کے پھر آپ ہی ‌ ‌ آپ ہی بات مین پھر روٹھ اٹھو اور سنو

آفرین ہے نہ یہی چاہیے شاباش تمھین ‌ ‌ دیکھ روتا مجھے یون ہنسنے لگو اور سنو

بات میری نہین سنتے جو اکیلے مل کے ‌ ‌ ایسی ہی ڈھب سے سنا دون کہ سنو اور سنو

شکوہ منہ آپسے انشا ہو سو اسکا کیا دخل ‌ ‌ تم نہ مانو تو کہون چل کے چھپو اور سنو

غزل سودا

بلبلین سب روتی آئین باغبان رو دیکھیو ‌ ‌ آنسو اور شبنم ستی حوض و نہر بھر دیکھیو

یہ وصیت کرکے بلبل باغبان سے مرگئی
گر گئی مجکو جگہ تخت چمن پر دیجیو (ق)

بعد میرے دفن کے تو قل پڑھا چاہے اگر
کھود کر ہر بیخ گل کو صاف مٹی دیجیو

پھر قدم چالیس ہٹ کر آکے تربت پر مری
فاتحہ کی جاے پر تعریف گل کی کیجیو

یاد تھا مدت سے سودا کے تئین یہ ماجرا
آج کیون ظاہر نہین کچھ بھید اسکا لیجیو

غزل مومن خان

اُلٹے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھ
بے طاقتی کے طعنہ ہین عذر جفا کے ساتھ

بہر عیادت آئے ولیکن قضا کے ساتھ
دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کے ساتھ

بے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے
اٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ

شاید وہ لالہ رو گیا گلگشت باغ کو
کچھ رنگ و بوے گل کے عوض ہے صبا کے ساتھ

اسکی گلی کہان ہے یہ کچھ باغ خلد ہے
کس جاے مجکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ

آتی ہے بوے داغ شب تار ہجر مین
سینہ ہی چاک ہو نہ گیا ہو قبا کے ساتھ

گھبرا نہ کسکا مشورۂ قتل ہو گیا
کچھ آئی بوے خون دہان کی ہوا کے ساتھ

نکلے دعا سے پھر آئینگے خوش یہ خبر نہ تھی
ہے اپنی زندگانی اُسی بیوفا کے ساتھ

اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ

(نسخہ: میخانہ)

غزل ولی

سن تو دل کیون تو پڑا اُس بہت عیار کے ہاتھ
کوئی آتا ہے بھلا ایسے ستمگار کے ہاتھ

دام مین اُن کے صیاد سے بلبل نے کہا
بیچنا مجکو کسی آئینہ رخسار کے ہاتھ

بوسے اُن ہاتھون کے لیتا ہون مین ہر دم آہ اُن
کیونکہ مدت سے رہے ہاتھون مین دلدار کے ہاتھ

جلد پھر اُسکو ملانے یا مجھے دور رکھے
ایسی ہی بات مرے حضرت غفار کے ہاتھ

حشر کا خوف ولی کو تو نہین ہے واللہ
ہے شفاعت یہ وہان احمدِ مختار کے ہاتھ

غزل میر تقی

عز و وقار گیا ہے کسی خود نما کے ہاتھ ہے آبرو فقیر کی شاہ و لا کے ہاتھ
ٹھلا دیا فلک نے ہمین نقش پا کے رنگ اٹھنا ہمارا خاک سے ہے اب خدا کے ہاتھ
آنکھون مین آشنا تھا مگر دیکھا تھا کہین تو گل کل ایک دیکھا ہے مین نے صبا کے ہاتھ
دیکھ اسکو مجکو یارون نے حیران ہو کہا کس ڈھب سے لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کے ہاتھ
دل کی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کھلی عقدہ کھلے گا میر یہ مشکل کشا کے ہاتھ

غزل انشا

پرچھائین اپنی چال کی ٹک منھ کو موڑ دیکھ گردن کی یہ لچک یہ کمر کی مروڑ دیکھ
پیکان تیر آہ ہے آلودہ زہر سے باور نہو تجھے تو مرے دل کو توڑ دیکھ
مین نے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہون خیر بولا کسے سناٸے ہے اچھا نہ چھوڑ دیکھ
چوکھٹ پہ مین نے اُسکے جو ٹپکا یہ سر کہا دروازہ کھولتا ہون سر اپنا نہ پھوڑ دیکھ
جوڑی جو اُسنے مجھسے تو توڑی رقیب نے انشا تو اپنے یار کے یہ توڑ جوڑ دیکھ

غزل سودا

کہان وہ نور کا شمس و قمر مین ہے شعلہ جو حسن یار کا اپنی نظر مین ہے شعلہ
نظر کرو وہ بنا گوش گوشوارون مین کہ بحر حسن کے ہر ایک گہر مین ہے شعلہ
غضب جو ذرہ دل اُسکے مین ہو تو کم مت جان کہ سنگ مین ہی شرر اور شرر مین ہے شعلہ
شرر سے کم نہین آتا ہے گرم قطرۂ اشک یہ عاشقون کی مگر چشم تر مین ہے شعلہ
سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا ترے بھی اے نفس سرد تر مین ہے شعلہ
سدا تلاش مین یار و اُس آتشین خو کے یہ رات دن مہ و خور کا سفر مین ہے شعلہ
ندے تو نالہ پہ تکلیف ہمصفیر مجھے کہ نالہ یان نہین اس مشت پر مین ہے شعلہ
یہ تکمے کی سے جھلک یار کے گریبان پر کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہے شعلہ
بتان کا عشق بھی سودا بڑا ہی شعبدہ باز کہ دل کے سوختہ کو اس ہنر مین ہے شعلہ

غزل صائب

گر مرا قتل ہے منظور چل آ بسم اللہ
تیغ موجود ہے حاضر ہے گلا بسم اللہ

ہم تو حاضر ہین نہ کرتے ہین ترا حکم عدول
خون دل تو جو پلاتا ہے پلا بسم اللہ

دیکھیے ابکی ملاقات مجھے کب ہو نصیب
ہجر مین تیرے مرا دل تو چلا بسم اللہ

اسطرح خوب نہین جان کا دینا بسمل
در ایوان پہ ٹک پڑھ تو بھلا بسم اللہ

گر تفقد ہے سیجے حال پہ صائب کے بجن
زخم دل کا تو اب آسکے نہ سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا بر مین تڑپتا دل بیتاب ہے واللہ
سیماب ہی سیماب ہی سیماب ہے واللہ

تاب رخ دلدار سے ہمتاب ہو خورشید
کیا تاب ہی کیا تاب ہی کیا تاب ہی واللہ

جون پنجۂ مژگان مین ترے گوہر آنسو
نایاب ہی نایاب ہی نایاب ہی واللہ

کہتا ہے وہ شمشیر دکھا تشنہ لبونکو
کیا آب ہی کیا آب ہی کیا آب ہی واللہ

مشتاق ہمین کرکے بھلے آئے جناب آپ
آداب ہی آداب ہی آداب ہی واللہ

غزل رمضان علی

تمکو مبارک ہووے ناز و ادا واہ واہ
سبکے ہو کیا خوب ہی تم تام خدا واہ واہ

فخر جہان ہو تمہین مقصد جان ہو تمہین
کیون نہ کہین تمکو سب شاہ و گدا واہ واہ

یوسف مصری کہان اور یہ خوبی کہان
دیکھ تمھین خلق مین شور اُٹھا واہ واہ

اسلیے آئے ہین دیکھ کے جاوین کہین
بندہ نوازش تمھین جو ہو رضا واہ واہ

آکے گلی مین تری صبح کو اور شام کو
تیرے گدا کی میان یہ ہے صدا واہ واہ

کمترین رمضان کہین دیکھ کے جلوہ ترا
سر کو جھکا با ادب صل علے واہ واہ

غزل جرات

امشب کسی کاکل کی حکایات ہے واللہ
کیا رات ہی کیا رات ہی کیا رات ہی واللہ

دل چھین لیا اُسنے دکھا دست حنائی
کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات ہی واللہ

عالم ہے جوانی کا جو اُبھرا ہوا سینہ
کیا گات ہی کیا گات ہی کیا گات ہی واللہ

دشنام کا پایا جو مزا اُسکے لبون سے
صلوات ہی صلوات ہی صلوات ہی واللہ

جرأت کی غزل جسنے سنی اسنے کہا واہ
کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات ہی واللہ

غزل سودا

غیر پہ نت ہے کرم ہم پہ ستم واہ واہ
دیکھ لیا بس تمھین ہمنے صنم واہ واہ

مہر کرے یا جفا جسمین ہوا اُسکی رضا
اُسکی رضا مین سدا گذرے جو دم واہ واہ

سبز کیا کشت کو برس کے عالم مین تو
ٹک تو ادھر بھی کبھو ابر کرم واہ واہ

خانۂ مشرب کی دیکھ تازہ بنا کو مرے
کہتے ہین نت ساکن دیر و حرم واہ واہ

لکھنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کی طرح
اسپہ زمین سے ہو تا لوح و قلم واہ واہ

غزل مظہر

اُسکو تو بھیجنا ہے مجھے خط صبا کے ہاتھ
اسواسطے لکھا ہے چمن مین ہوا کے ہاتھ

برگ حنا پہ لکھو ہون احوال دل مرا
شاید کبھی تو جا لگے اس دلربا کے ہاتھ

آزاد ہو رہا ہون دو عالم کی قید سے
مینا لگا ہے جب ستی مجھ بینوا کے ہاتھ

ڈرتا ہون میرزائی تری دیکھ ہر سحر
سورج کے ہاتھ جو پڑے دیکھا صبا کے ہاتھ

مظہر چھپا کے رکھ دل نازک اپ اسکی تئین
یہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

غزل درد

ہر طرح زمانے کے ہاتھون سے ستم دیدہ
گر دل ہو تو آزردہ خاطر ہو تو رنجیدہ

ہم گلشن دوران مین از خستگیِ طالع
سر سبز تو ہون لیکن جون سبزۂ خوابیدہ

اے شور قیامت رہ آدھر ہی مین کہتا ہون
چونکے ہے تو بھی یان سے کوئی دل شوریدہ

اوروں سے تو ہنستے ہو نظروں سے ملا نظرین
ایدھر کو نگہ کوئی پھینکی بھی تو دزدیدہ

بدخواہ بھی جو عالم کو ہووے تو ہو لیکن	یارب کسی کے ہون دشمن یہ دل دیدہ
کرتا ہے جگہ دل مین جون ابروی پیوستہ	لے درد یہ تیرا ہے ہر مصرعہ چسپیدہ

غزل میر تقی

نظر آیا تھا صبح دور سے وہ	پھر چھپا خور سا اپنے نور سے وہ
جز برادر عزیز یوسف کو	نہین لکھتا کبھی غرور سے وہ
دیکھین عاشق کا جی بھی ہر گہ نہین	تنگ ہے جان ناصبور سے وہ
کیا تصور مین پھرتی ہے صورت	کہ سرکتا نہین حضور سے وہ
خوبی اس خوبی سے بشر مین کہان	خوب تر ہے پری و حور سے وہ
دل لیا جس غمین کا تونے شوخ	دے گیا جی ہے اک سرور سے وہ
خوش ہین دیوانگی میر سے سب	کیا جنون کر گیا شعور سے وہ

تو مجھسے لگا کہنے کہ چل ہٹ کے پرے بیٹھ	یون مجھسے لگا شان جتانے نہ ارے بیٹھ
کیتک تو ڈراتا ہے پھرے ہاتھ مین لے تیغ	غصہ تو کہین جانے دے بس خیر پرے بیٹھ
تو دوڑکے آتا ہے مجھے چھیڑنے شبکو	نادان یہ بھلا کون ہے سوچین ٹک ارے بیٹھ
کیسا ہی ملا کیون نہ وہ بیٹھا ہو مرے پاس	کہتا ہون مین اس سے بھی کہ ٹک اور ورے بیٹھ
انشا کہین ہنس بول مراجی نہ کڑھا بس	مت ہاتھ کو اسطرح سے تو سر پہ دھرے بیٹھ

غزل ذوق

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے	اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے	اسے تیر قضا اسکو پر تیر قضا سمجھے
شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے	بہا خون کو ہے قاتل مین اسکو خونبہا سمجھے
ہر اک گردش مین تیرا انداز ناز فتنہ زا سمجھے	فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
وہی کچھ تلخکام اس زندگانی کا مزا سمجھے	کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اسپر بھی نہ وہ سمجھے تو اُس بت کو خدا سمجھے

برائی ہین ہمارے وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
بُرا سمجھے بُرا سمجھے بُرا سمجھے بُرا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرام جان و دلربا سمجھے
پڑین پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہمسے خاکسارون کو جب اپنا خاکپا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے

ترے کشتے جو یون خواب عدم سے یک بیک چونکے
اگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

نسیم صبح گلشن مین اگرچہ ہو وہم عیسے
ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

روان ہوتا ہے اُس بستان سرا سے کاروان گل
چٹکنے کو صبا غنچہ کی آواز درا سمجھے

حساب اصلا نپوچھے مجھسے میرے دل کے زخمونکا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دلکو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو
کہ عاشق اپنے پہلو مین اسیکو دل کی جا سمجھے

کرے آہ رسا میری جو سیر عالم بالا
فلک کو بھی یہ ہے اک آبلہ سا زیر پا سمجھے

ہنسے ہے زخم دل تدبیر پر جراح کی کہدو
انھین ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے

محبت سے ذرا اگر موم ہو اُس دلشکن کا دل
دل بشکستہ میرا اپنے حق مین مومیا سمجھے

عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
کرینگے لیکے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہے رشک اُس نزے آشام پر ساقی
نہ جو دع ماکدر جانے نہ جو خذ ما صفا سمجھے

نہ آیا ناک بھی رشتہ سمجھ مین عمر رفتہ کا
اگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

خبر سنتے ہی قاصد سے ہوئے ہم بیخبر بالکل
ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہو گئی زلفون نین خوبونکی
اگر ہم تیرہ بختی سر پہ ہم ظل ہما سمجھے

کشاد کار ہے نے پنجہ تقدیر کو سونپا
خرد کے ناخنون کو ناخن انگشت پا سمجھے

بلا اُس زلف کے مصرع مین ہے مضمون پیچیدہ
اُسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اُنکی
کہین ایسا نہووے ہمسے دنیا کا دغا سمجھے

غزل مومن خان

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے
نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے

وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کھسکے
اسکو تھا مون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے

پانون تربت پہ مری دیکھ سنبھلکر رکھنا
چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے پس کے

مجکو بار ایسے مرے حال تغیر نے کہ ہے
کچھ گمان اور ہے دھڑکے سے دل مونس کے

کس پریرو سے ستمگر سے ملا دل افسوس
کسپہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین کس کے

بخت پروانے سے قربان عدو ہون لیکن
آگ بجھاے ہے وہ گرد پھروان ہون جسکے

نالۂ رشک نہو باعث دردسر مرگ
غیر کے سر پہ لگاتا ہے وہ صندل گھس کے

لذت مرگ سے ہجران کی دعا ہے کہ خدا
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی بے حس کے

کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

یار مومن سے بھی ہین مدعی طبع روان
واہ انکا رتران اور مع یابس کے

غزل نصیر

چہ مہرو ماہ لقا صبح جلوہ گر ہو جائے
مرا بھی جون گل خورشید منھ ادھر ہو جائے

کسی کا تشنۂ خون وہ نگار گر ہو جائے
تو اسکے آگے حنا ہاتھ باندھ کر ہو جائے

تصور اسکی ہے آنکھون کا روز و شب ہمکو
دل اپنا کیون نہ دو عالم سے بیخبر ہو جائے

شکر لبون کے قدون کا یہ ہے خیال مجھے
جو دل سے آہ بھی نکلے تو نیشکر ہو جائے

شتاب آسپہ کھلے ماجرا ے دل اپنا
سرشک چشم اگر تو پیامبر ہو جائے

الہی عشق مین جون جون رکھا ہے تیرے قدم
اسی قدم پہ مری زندگی بسر ہو جائے

وہ جام سے مین بکون دیکھے عکس رو ساقی
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جائے

ہمارے سر پہ یہ پانی چڑھا ہے سو تیرے
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جائے

ترے کرم سے محبت کا آہ سر رشتہ
درست اس سے قد ایا یہین گر ہو جائے

تو سو طرح سے مرا مثل رشتۂ تسبیح
یقین ہے مجکو کہ دلبین تبون کے گھر ہو جاے

خدا دکھاے کہین روسے روز وصل نصیر
شب فراق شتابی سے کٹے سحر ہو جاے

غزل درد

ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے یہ کہ جہان تو سما سکے

وحدت مین تیری حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اُٹھا سکے

قاصد نہین یہ کام ترا اپنی راہ لے
اُسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے

غافل خدا کی راہ پہ مت بھول زینہار
اپنے تئین بھلا دے اگر تو بھلا سکے

یارب یہ کیسا ظلم ہے ادراک فہم یان
دوڑے ہزار آپ سے باہر نجا سکے

گو بحث کر کے بات بنائی تو کیا حصول
دل سے اٹھا غلاف اگر تو اٹھا سکے

اطفاء نار عشق نہو آپ سے کبھی
یہ آگ وہ نہین جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بیخود ہین جنکے تئین
اے درد چاہیے لاے بخود پھر نہ لا سکے

غزل میر تقی

پسند زلف کرے قیدی کمند کرے
پسند اسکی ہے وہ جس طرح پسند کرے

ہمیشہ چشم ہے نمناک ہاتھ دل پر ہے
خدا کسیکو نہ ہمسا بھی درد مند کرے

بڑے بڑون کو جھکاتے ہی سر بنے اُسدم
پکڑکے تیغ وہ اپنی اگر بلند کرے

بیان دل کے بھی جلنے کو کرلے مجلس مین
اُچھلنے کو دے نے کو ترک گر پسند کرے

نہ مجکو راہ سے لیجاے مکر دنیا کا
ہزار رنگ یہ فرتوت کو چھند کرے

سواے اسکے بڑی داڑھی مین کیا اے شیخ
کہ جو کوئی تجھے دیکھے سو ریش خند کرے

دکھاوے آنکھ کبھو زلف کھولے منھ پہ کبھو
کبھو خرام سے رستے کے رستے بند کرے

اگرچہ سادہ ہے لیکن ربودن دل کو
ہزار پیچ کرے لاکھ لاکھ فند کرے

سخن یہی ہے جو کہتے ہیں شعر میر ہے سحر
زبان خلق کو کس طور کوئی بند کرے

غزل آتش

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچے ہوئے بوئے گل صبا نے دی

دکھائے روئے مخطط نے یار کے اعجاز
گلیم پوش کو پیغمبری خدا نے دی

گئی ہے دیر سے ابتک پھری نہیں شاید
در قبول کے اوپر ڈھئی دعا نے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی یہ کس لالہ گون قبا نے دی

غزل ناسخ

نہ فقط یاد مجھے قامت دلدار کی تھی
مثل منصور زمانے میں ہوس دار کی تھی

ہر خریدار کو تھا مرتبۂ موسائی
آتش طور سے گرمی ترے بازار کی تھی

جو ترا جسم دیوار نظر آتا تھا
صاف تصویر مرے دیدۂ بیدار کی تھی

تھا مجھے بال ہما ہر پرکاہ دیوار
چھاؤں جس دم مرے سر پر تری دیوار کی تھی

آشنا تھا نہ کبھی پائے نگہ کانٹوں سے
رات دن دید مجھے گلشن بے خار کی تھی

جن دنوں گلشن رخسار ترا تھا بے خار
کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی

تھا ترے نرگس میگون سے زمانہ بدمست
سند اک کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تھی

چہرہ آتش کدہ ابرو تھے سو محراب حرم
گردن آگے ترے خم کافر و دیندار کی تھی

صلحنامہ جو لکھا تیرے خط مشکین نے
نہ رہی جنگ جو کچھ میرے اور اغیار کی تھی

ہوگئی سبزہ خط اس کو شفا کی بوٹی
اس سوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھی

تھی نہ امید رہائی کی دل ناسخ کو
لاکھ زنجیر ترے گیسوے خمدار کی تھی

غزل قطب

کس شان سے آتی ہے پیا لاک بسنتی
اور پہنے ہوے سرخ ہے پوشاک بسنتی

معلوم نہیں عشق میں ہے کسکے گرفتار
کیوں رکھتی ہے یہ سینہ کشی چاک بسنتی

ہم ہین ترے مشتاق ذرا آکے لپٹ جا — فرقت مین ترے ہوگئی بس خاک لبنتی

گل پھولے سماتے نہین گلشن مین غزیزو — اور باد صبا جھاڑے ہے خاشاک لبنتی

کیونکر نہ **قطب** ہووے فدا جان و جگر سے — ہوتا ہے تصدق ترے افلاک لبنتی

غزل انشا

نگہ ہے اُس پری کی سحر جادو ایک آفت ہے — معاذ اللہ جو دیکھے اسطرف یہ کسکی طاقت ہے

چمن ہے جام صہبا ہے گھٹا ہے جاے خلوت ہے — اگر ایسے مین آجاوے تو صاحب وقت فرصت ہے

رگڑنے دو مجھے تلوون سے ٹک تم اپنی آنکھین تم — تصدق مین تمھارے جاؤن اس سے مجکو راحت ہے

مبادا جھاڑ کر پنجہ جھپٹ جاوے کہین وحشت — بڑے تیور نظر آتے ہین اس سے مجکو وحشت ہے

بھلا کیونکر نہ غش ہون ہم کرو دل وضع کی آئین — لطافت ہے ملاحت ہے نزاکت ہے صباحت ہے

ق

مجھے کیون گالیان دیتے ہو سمجھے کر کے ناحق تم — ارے کمبخت لڑکو ین بھلا یہ کیا شرارت ہے

بھلا آخون جی صاحب کو آنے دو کہو نگا مین — کہ اے حضرت سلامت آپ سینے یہ حقیقت ہے

دیا ہے پاؤن شوخی مین یہ شاگردون نے صاحب کے — جہان چھٹی ملی انکو تو اک برپا قیامت ہے

کسی کا سفہ چڑھا جانا کسیکو بے ستے کہنا — سدھارے آپ مسجد کو یہان ہوتی قیامت ہے

کتابو نپر پڑی دہر سمجھے ہے تھاپ طبلون کی — اگر جھانک کے نظر کیجیے تو یان کچھ طرفہ صحبت ہے

مراتب غوث کا ملتا ہے اجزا گلستان کو — نہایت شیخ سعدی کی یہان ہوتی فضیحت ہے

وہ آئے ہین کہ نیلا کھیں اوڑھے سامنے جو جو — غرض تم صاحبو کی خوب اب ہوتی ضیافت ہے

نہین تو کچھ مجھے دینے کہو سب ملکے آپس مین — مزے سے کھیلو کودو لوٹو پوٹو یہ فراغت ہے

بدلکر قافیہ **انشا** غزل اب اور کوئی پڑھ — خدا کے فضل سے تجکو فصاحت ہے بلاغت ہے

غزل مومن

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اُٹھے — کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے

آج اس بزم مین طوفان اٹھا کے اُٹھے — یان تلک روئے کہ اُسکو بھی رلا کے اُٹھے

دل سے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اُٹھے
شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے

گر نہو دل مین خیال نگہ خواب آلود
درد کیا کیا اثر خفتہ جفا کے اُٹھے

شمع کے جور کا محفل مین جو مذکور ہوا
دل جلا بیٹھے تھے جب آنکھ چرا کے اُٹھے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ ہین اک حرف غلط
لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے

ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب
زلف منھ سے کہین اُس مہر لقا کے اُٹھے

اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے

ہین دکھاتا نہین تاثیر مگر ہاتھ مرے
ضعف کے ہاتھ سے کب دست دعا کے اُٹھے

سوزش دل سے ہوا کیا ہی ہین پانی پانی
وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اُٹھے

ہی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیا
پانون کیا کوچے سے اس ہوش ربا کے اُٹھے

شعر مومن کے پڑھے بیٹھکے اُسکے آگے
خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

غزل سودا

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے
ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے

وہ شخص یار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جسکا ندیم ہووے اُسکی نظر کو پرکھے

جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہے
جو صاحب ہنر ہے وہی ہنر کو پرکھے

در سخن کے خواہان وہ یار ہین جہان مین
جسمین نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے

خاطر مین وہ نہ لاوے رکھتا ہے ابر نیسان
جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھے

سمجھے کہ چشم عاشق یاقوت کا ہے معدن
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے

در سخن کو اپنے پرکھائیے آدمی سے
ہرگز نہ کہہ تو سودا ہر جانور کو پرکھے

غزل عارف

گر نہین شوخی سے کہو ن ہے تری ہمسر بجلی
تو گرے تجھپہ ترے قد کے برابر بجلی

کبھو ہنس ہنس کے وہ باتین جو کیا کرتے ہین
بزلہ گو کہتے ہین برساتے ہے گوہر بجلی

تیرا دیدار ہے تسکین دہ مضطر جان
ہوئی بیتاب ترے کان کی کیونکر بجلی

لوٹنے لوٹنے مین فرق ہوا کرتا ہے
ایک دن دیکھ مرا تو دل مضطر بجلی

ہووے رونے سے سوا کیون نہ شرر ریزی آہ
جوش بارش مین چمکتی ہے فزون تر بجلی

چین یکدم نہین بیتابی دل سے عارف
کسنے رکھدی ہے مرے سینہ کے اندر بجلی

غزل انشا

سب ہے عاشق ہین ہم اے طفل پریزاد ترے
جیسے مکتب مین لگا پڑھنے الف بے تے ثے

یاد آتا ہے وہ حرفون کا اٹھانا مجکو
جیم کے پیٹ مین اک نقطہ ہے اور خالی حے

خے کی پھر شکل جو اصل کی سی آتی ہے نظر
نقطہ جو اسپہ لگا دیت تو ہوئی پھر وہ خے

دال کے کیڑے سے دانا کے مرے قد کی شبیہ
ہے سوا اک پانچ ہی بن بیٹھی ہے اور بن نقطے

ذال بھی چھوٹی بہت اسکی ہے جون آنو بھی
ایک پرکالہ سا ہے ساتھ ہی گھر مین اسکے

رے بھی خالی ہے ولے زے پہ بھی ہے یک نقطہ
کہ مشابہ ہے یہ تل سے مرے رخسار تلے

سین خالی ہے ترے شین پہ ہین نقطے تین
صاد اور ضاد مین بس فرق ہے اک نقطے سے

طوے بن نقطہ ہے اور ظوے پہ ہے یک نقطہ
عین بے عیب ہے اور کانے میان غین بچے

فے پہ اک نقطہ ہے اور قاف پہ ہین نقطے دو
کاف بھی خالی ہے اور لام بھی خالی ہے ولے

میم بھی یونہین ہے اور نون کے اندر نقطہ
مفلسا بیگ سے یہ واو بھی اور چھوٹی ہے

کیا خلیفہ جی ہی ایسی بچپن سے نکلے
آگے چھٹی دو ابھی لام الف ہمزہ ہے

گالیان تیری ہی سنتا ہے یہ انشا ورنہ
کسکی طاقت ہے کہے کوئی جو یہ اسکو بے

غزل خاکسار

اسکے ملنے کی نہ سوجھی کوئی تدبیر مجھے
آہ دکھلاوے کی کیا دیجیے تقدیر مجھے

دو جہان کو مین کرون اسپہ تصدق لیکن
اسکی دکھلاوے بھلا جو کوئی تصویر مجھے

ایک بوسے کے سوا کچھ نہین مانگا ہمنے
جسکا جی چاہے اگر دیجیے تعزیر مجھے

ق

آج ہے عید ذرا عید منا لو پیارے
شرط اسلام کی ہے کیجے بغلگیر مجھے

تب تو جھنجھلا کے وہ بولا بت کافر مجھسے
آج یان عید مین کیون کرتے ہو دلگیر مجھے

خاکسارون کو نہین دولت و زر کی خواہش
خاکساری ہے بہت نسخۂ اکسیر مجھے

غزل آتش

چمنستان کی گئی نشو نما پھرتی ہے
رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے

خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے

کج نگہ تونے توکی ہمسے کہے رکھتے ہین
آنکھ اپنی بھی صنم سوے خدا پھرتی ہے

ملتجی جو تری درگاہ کے ہین لے محبوب
پہنچے تشریف قبول انکی دعا پھرتی ہے

نشہ مے نے نقاب رخ زیبا الٹا
ٹھوکرین کھاتی ان آنکھونکی حیا پھرتی ہے

قتل کس کسکو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی انکے حنا پھرتی ہے

پانون تک یار کے پہونچیگی لٹک کر سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے

وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے زلف
دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے

اپنے جامے سے ہو ہین میکش مفلس باہر
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

غزل میر تقی

ہمنے جانا تھا سخن ہونگے زبان پر کتنے
پر قلم ہاتھ جو آئے لکھے دفتر کتنے

مین نے اس قطعۂ صناع سے سر کھینچا ہے
کہ ہر اک کوچے مین جسکے تھے ہنرور کتنے

کشور عشق کو آباد نہ دیکھا ہمنے
ہر گلی کوچے مین اُجڑے پڑے تھے گھر کتنے

آہ نکلی ہے یہ جب کسکی ہو ہین سیر بہار
آئے ہین باغ مین آوارہ ہوئے پر کتنے

دیکھو یہ پنجۂ مژگان کی ٹک آتش دستی
ہر سحر خاک مین ملتے ہین دُرِ تر کتنے

کب تلک یہ دل صد پارہ نظر مین رکھتے — اسپر آنکھین ہی سدا رکھتے ہین دلبر کتنے

عمر گذری کہ نہین دودۂ آدم کوئی — جسطرح دیکھیے عرصہ مین ہین اب خر کتنے

تو ہے بیچارہ گدا میر ترا کیا مذکور — ملگئے خاک مین یان صاحب افسر کتنے

غزل ذوق

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے — حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو — آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

درویش ہے وہی جو ریاضت مین چست ہے — تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہے

جز زلف سوجھتا نہین اے مردہ دل تجھے — خفاش تو نہین ہے کہ ظلمت پرست ہے

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید — موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کے لیے — گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست — کچھ ہی بلا سے لیک محبت پرست ہے

غزل ناسخ

آتش عشق وہ ہے جسمین سمندر جلجائے — اک شرر جائے جو پتھر مین تو پتھر جلجائے

پر پروانہ کیا شمع رخ جانان کو — گر فرشتہ بھی کوئی آئے تو شہپر جلجائے

تن بدن پھونک دیا ہے شب فرقت نے مرا — کیا عجب ہے جو مرے جسم سے بستر جلجائے

شمع سان شرح تپ غم سے ہو سوزان مکتوب — کیون نہ پروانے کے مانند کبوتر جلجائے

ہو ترا روئے جہان سوز اگر عکس فگن — ہے یقین خانۂ آئینہ سکندر جلجائے

شجر طور کے مانند عصائے موسے — دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلجائے

دوست کہتے ہین اسے ساتھ جو دے آفت مین — شمع کے جلنے سے پروانہ نہ کیونکر جلجائے

کھیل سمجھے وہ صنم جان کے آتشبازی — سوز غم سے جو کوئی عاشق مضطر جلجائے

جب تب نالۂ سوزان سے جلا خانۂ دل — نہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجائے

ہے وہ پرکالۂ آتش قد موزون تیرا
دیکھئے اُس سے جو تشبیہ صنوبر جلجاے

آتشین چہرہ ہے ہر شاہد مضمون ناسخ
کیا عجب ہے مرے اشعار کا دفتر جلجاے

غزل نیاز

دکھلاے داغ دل نے گلستان نئے نئے
وحشت دکھارہی ہے بیابان نئے نئے

جو رنج ان سے مجھکو الٰہی بچایئو
پیدا ہوے ہین جان کے خواہان نئے نئے

مین وسطرح جنون ترے ہاتھون سے تنگ ہون
لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے

دیر و حرم مین کوئی نہین تیری راہ پر
کافر نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے

کس طرح ہو گذر در جانان پہ اے نیاز
دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

غزل طور

مین جی جاؤن اجل سے آپ جاوین اگر پہلے
یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے

شب وصل صنم مین صبح تک ہمنے دعا مانگی
الٰہی آج نکلے مہر تابان سے قمر پہلے

عوض بوسہ کے ہمنے گالیان دی تھین کہ صاحب
ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے

ارے لے بیمروت تجھکو دل دینا نہین لازم
کوئی پیدا تو کر لیوے ہمارا سا جگر پہلے

شب وصل غریبان ہی تری گر و نہ خون ہو گا
نہ بولا اُٹھنا کہین زاہد سے لے مرغ سحر پہلے

عجب سرکار ہے اللہ کی اے طور مین صدقے
ہنرمندون سے پوچھے جاتے ہین یان بے ہنر پہلے

غزل علی

جبریل امین جسکی سدا خاک قدم لے
کرتا تھا عجب کحل بصر عرش پہ دم لے

نام اُسکا لکھا حق نے ملا نام سے اپنے
نہ پایۂ افلاک پہ عزت کا قلم لے

کس شان سے جاویگی محمدؐ کی سواری
عرصات سے جنت مین سبھی فوج امم لے

فدوی کو ترے آتش دوزخ سے نہ ڈر ہے
گر کشور ہستی سے گیا راہ عدم لے

ثابت کیا معجز نے ترے فیض کا دعوے
انکار پہ کفار کے اقرار صنم سے

ہمسر نہ ترے حسن کے ہے یوسف کنعان ‌ / ‌ بیچا ہے جسے مصر مین مالک نے درم لے
آتی ہے عجب فوج ملک عرش برین سے ‌ / ‌ بس تحفۂ صلوات سدا سوے حرم لے
اے ساقی کوثر ہے ترا فیض عجب عام ‌ / ‌ دے اپنی محبت کی پلا جام کرم سے
محبوب خدا اور نہ محمد صلعم کے سوا ہے ‌ / ‌ اثبات کی اب مجھسے خدا ہی کی قسم لے
کرتے ہین ملک فرش سدا اپنے پر و بال ‌ / ‌ جس راہ مین چلتی ہے تری فوج علم لے
محروم نہو جاوے در فیض نبی سے ‌ / ‌ کیا فکر مین بیٹھا ہے علی گوشۂ غم لے

غزل آصف

یہ اشک چشمون مین اب اچم لے ہے نرسے ‌ / ‌ حباب بحر کوئی دم رہے رہے نرہے
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے ‌ / ‌ تری بلا سے مرا دم رہے رہے نرہے
قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال ‌ / ‌ ترے بھی حسن کا عالم رہے رہے نرہے
عرق ہے منہ پہ ترے خوشنما صنم لیکن ‌ / ‌ ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نرہے
شتاب آکہ تری دید تک میسر ہو ‌ / ‌ یہ دم لبونپہ ہر اب عظم رہے رہے نرہے
جو وصل مین ہے جدائی تو کیا کرے آصف ‌ / ‌ یہ اتفاق ہے باہم رہے رہے نرہے

غزل عاقل

تری الفت مین ہوئے جان کے خواہان کتنے ‌ / ‌ تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے
ایک امید بھی تجھسے نہ بر آئی میری ‌ / ‌ رہگئے دلمین مرے حسرت و ارمان کتنے
نہین ملتا ترے ناقہ کا پتا اے لیلا ‌ / ‌ چھان ڈالے ترے مجنون نے بیابان کتنے
زلفونکو کان کے بالے سے جھکایا تو وہ ہین ‌ / ‌ زلف پیچان کے پڑے پیچ ہین پیچان کتنے
جسنے دیکھی تری تصویر کہا صل علے ‌ / ‌ پڑھتے صلوات ہین آ آکے مسلمان کتنے
ایک تھا آئینہ وہ جسکے ہین حیران کتنے ‌ / ‌ پھرتے ہین زلف پریشان کے پریشان کتنے
اٹھکے صحرا سے چلا شہر کی جانب جب مین ‌ / ‌ لپٹے دامن سے مرے خار مغیلان کتنے

مصحف رو مین کھنچی جاتی ہو اُسکی تصویر ایک قرآن سے لکھے جاتے ہین قرآن کتنے
کوئی سمجھا ترے شعر کا رتبہ عاقل یون تو ہین کہنے کو دنیا مین سخندان کتنے

غزل لطیف

داغ ہجران کا نہ جاویگا کبھو دل سے مرے یہ نشانی تو ملی ہے مجھے قاتل سے مرے
وصف اس شوخ نگہ کا نہ زبان سے ہو کبھو حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سے مرے
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیماری کا ظاہر آثار تو ہے یار شمائل سے مرے
شب کو تعویذ پہ اسکے جو کیا دست دراز بولا چل دور ہو کیا کام حمائل سے مرے
چاہا ہر چند کہ مین دامن لیلیٰ پکڑون ہاتھ تو دور ہمیشہ رہے محمل سے مرے
قتل تو اُسنے کیا مجکو پہ تشہیر نہ کی اتنی کوتاہی ہوئی صاحبو قاتل سے مرے
آگ لگجائے نہ دنیا مین مجھے ڈر ہی لطیف آہ سوزان جو نکلتی ہو نہان دل سے مرے

غزل شہید

کہو اُس برق وش سے آج لازم ساتھ جانا ہے جنازے پر ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے
چلون گا سر کے بل شوق شہادت دستگیری کر جہان تلوار چلتی ہو اُسی کوچے مین جانا ہے
لیا جسنے ہمارا نام مارا بے گنہ اُسکو نشان جسنے بتایا ہو وہ تیر دلکا نشانا ہے
جو شرماؤ تو پیارے چھوڑ دون مژگان کی چلمن کو تمھارے عین وعدے پر ہمین آنکھین چھپانا ہے
گریبان پھاڑکے دست جنون سے کب ہوئی فرصت ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اوڑانا ہے
جو بال اُسکے الجھتے ہین تو دل میرا الجھتا ہے یہان ہے درد شانے مین وہان زلفون مین شانا ہے
مثال نقش پا لاکھون پڑے رہتے ہین سر کیجا اگر قاتل ترا گنج شہیدان آستانہ ہے

غزل آبرو

تمھارا دل اگر ہمسے پھرا ہے تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے
ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن سبھی تمکو کہین گے بیوفا ہے

ہوئے ہو اسقدر بیزار ہمسے — کہو ہمنے تمہارا کیا کیا ہے
وہ احمق ہے کہا ہے جسنے تمسے — ملو جس سے تمہارا دل ملا ہے
عبث بیدل کرو مت آبرو کو — مسافر ہے شکستہ ہے گدا ہے

غزل بخشش

تاثیر ترے عشق نے مجھپر ذری نہ کی — مین کیا کرون نصیب نے کچھ یاوری نہ کی
دلبر سمجھ کے دل مین دیا تیرے ہاتھ مین — دل لیگیا مرا مری کچھ دلبری نہ کی
اے رشک مشتری تری خوبی کے سامنے — خورشید نے بھی تجھسے ذرا ہمسری نہ کی
نزدیک تھا کہ پہونچے سکندر لب حیات — اے خضر وان تلک بھلا کیون رہبری کی
بخشش کے پاس گوہر دل تھا بساط مین — کچھ قیمت اسکی تونے تو اے جوہری نہ کی

غزل حاتم

کرون قربان جیکو اسگھڑی اسوقت اس پل کے — کہ جسدن جسگھڑی دلدار آوے گھر مرے چل کے
جہان کے خوبصورت دیکھ تجھ مورت کو مجلس مین — رہے خاموش حیرت سے گویا پتلے ہین سب گل کے
نہ آوے کیونکہ مجکو خواب راحت بستر غم پر — تصور تیرے نقش پاکی گل تکیے ہین مخمل کے
یہ طورہم ستی بدزیب گلرو یاد رکھنا تم — کہ اکدن شوق سے آثار ہو جاوُنگے ہم گل کے
فدا ہونیکو آیا ایک جی کس کس کے اب چلکے — لبو تکے پانکی مستی کے منھ کے تل کے کاجل کے
سجن حاتم کا جی ہر آن پر قربان جاتا ہے — تمہاری چال کے سجکے اکڑ کے زلف کے بل کے

غزل عنا

تصدق دمبدم ہوتا ہے جی میرا ستمگر کے — ادا کے سج کے دھج کے نزاکت کھون کے جوہر کے
پڑے مارے ہوے ہر سو گلی مین اُس جفا جو کے — بھوون کے چشم کے پتلی پلک کے نوک خنجر کے
خبر لا شوخ کی جلدی کبوتر مین ہوا صدقے — زبان کے چونچ کے سر کے لبو نکے بال کے پر کے
ہوئے بیٹھے ہین سارے اسیر اُس شوخ کے ادپر — ختن کے چین کے ایران کے سندھ کے ہندبندر کے

عنا اتنا نہ کر شور و فغان لرزا پڑا تن مین | سما کے شمس کے منہ کے زمین کے بحر کے بر کے

غزل حیرت

خاکبازی طفل کی مین گھر بنے اور ٹوٹ جائے | اشک مژگان پہ جون گوہر بنے اور ٹوٹ جائے
یار تیری دوستی مجھ سے نہ ٹوٹی اس طرح | جس طرح سے فکر کچھ دلبر بنے اور ٹوٹ جائے
وہ در یکتا نہا کر گر نچوڑے سر کے بال | آتے آتے طشت تک گوہر بنے اور ٹوٹ جائے
اب تصور یار کا آنکھون مین یون پھرنے لگا | جسطرح افسون سے جون اژدر بنے اور ٹوٹ جائے
کب تجھے پروا ہے حیرت غیر ذات بو تراب | لعل و گوہر کا اگر افسر بنے اور ٹوٹ جائے

غزل مستان

عرق رخسار نمکین سے جو دریا مین ٹپک نکلے | یہانتک شور دریا ہو کہ ماہی پر نمک نکلے
اگر یوسف کی صورت گرم بازاری کرے ظاہر | خریداری کو آدم اور جن حور و ملک نکلے
مجھے کیون قطرہ قطرہ کے ترساتا ہے اے ساقی | یہانتک بھر پیالہ تا سے گلگون چھلک نکلے
پدر نگین حنائی سرخ کا دیکھے تو پھر خون مین | شفق ڈوبی ہوئی سے سر سے تا پا نون تلک نکلے
مثال خار رہ ہون حیف یہ کیا زندگانی ہے | لگون نہ جسکے دامن سے تو وہ دامن جھٹک نکلے
پڑی رخسار پر وہ زلف لہتی یون نظر آئی | کہ جون گلشن سے لہراتی ہوئی ناگن سٹک نکلے
تمھاری بزم مین حاصل ہے سبکو عیش رات و دن | ہمین جو غیر تھے سو تیری آنکھونین کھٹک نکلے
پڑے جو عکس تیرے چین جبین کا آب دریا مین | تو ہر اک موج اسکے سر کو پتھر سے ٹپک نکلے
تبسم دیکھکر اس غنچہ لب کا صحن گلشن مین | ہر اک جا غنچہ گل جوش مین آکر چٹک نکلے
مبادا موے جانان کی جھلک پہونچے جو گردون پر | تو بجلی پیرہن سے مضطرب ہو کر چمک نکلے
بس اے مستان تیرا مضمون واہی ہے | کوئی سنکر ترے حق مین کہین ناحق نہ بک نکلے

غزل آتش

خوشا دہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری | خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہے اسکے گی جان اپنی آکے گرد نہین
سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری

وہ گل ہو نہین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق مین اکدم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصے مین آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتہ بھی تجھے کہتے ہین پیشتر شاعر
یقین ہوا ملک الموت مین ہے خو تیری

یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب جام و صراحی حباب کھو دے گی
دکھائیگا ہمین کیفیتین سبو تیری

رہا نہ شبہ ہین اسکے حلقہ ہونے سے
یہ عقدہ نان نے کھولا کمر ہے مو تیری

جو ہووے دسترس اسکا بھی پاے قاتل تک
حنا بھو لائیگا شوخی مرا لہو تیری

شب فراق مین اے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری

ہوا ابر گریہ کنان ہے تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری

یہ چاک جیب کے حق مین دعا مجنون ہے
نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بہ کو تیری

چمن مین صبح کو جا کر نہ منھ دکھانا تھا
بیرنگ آئینہ حیران ہے آب جو تیری

زمانے مین کوئی ایسا نہین ہے سیف زبان
اڑے ہے جو معرکے مین آتش آبرو تیری

غزل ولی

دیکھ دستار بسنتی ساقی سرشار کی
کھل گئی ہین آج آنکھین نرگس بیمار کی

بات رہجاویگی قاصد وقت رہنے کا نہین
دل تڑپتا ہے شتابی لا خبر دلدار کی

بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب
بھول سب جاتا ہی وہ کچھ دیکھ صورت یار کی

معرکہ مین عشق کے ہر بوالہوس کا کام کیا
دیکھ حالت کیا ہوئی منصور سے سردار کی

اے ولی اُس بیوفا کی مہربانی پر نہ بھول
دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتین پیار کی

غزل ذوق

ہون یہ لاغر جھک گئے قامت ایک خس کے بوجھ سے
جون کیا وہ ہلتا ہے پائے مگس کے بوجھ سے

یہ اسیر ہین گران خاطر ہو نہین جاتا ہے ٹوٹ
آہنی قلاب بھی میری قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبے ہیں اور تیرے ہیں مردہ آب مین
بوجھ شاید جسم کا ہے کم نفس کے بوجھ سے

مت لگا لے عشق دل کے آبلے پر نیش غم
ٹوٹ جاویگا یہ گنبد اس قفس کے بوجھ سے

باندھ دے ناقہ کی گردن مین دل نالان قیس
بوجھ کم ہی اسکا لے لیلی جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہان احمق اٹھا کر بار حرص
رہگیا یہ تو گدھا دلدل مین پھنکے بوجھ سے

کیا ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اٹھا
یہ نہین اے ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے

غزل موج

ڈرتا ہون جدا مجھ سے مرا یار نہو جاے
یہ زندگی میری کہین دشوار نہو جاے

دفنائیو ہرگز نہ مری لاش کو یار د
جبتک کہ جنازے پہ مرا یار نہو جاے

جلدی سے پلا ساقی مجھے وصل کی دارو
رخصت کہین دنیا سے یہ بیمار نہو جاے

ساقی تو اسے جان کے مست کیجیو مدہوش
ایسا تو نشا پی کہین سرشار نہو جاے

ڈرتا ہون تری شوخ شرارت سے پریرو
رسوا نہ کہین تو سر بازار نہو جاے

اے موج تجھے خوف نہین کیا دل وحشی
الفت مین کسی بت کے گرفتار نہو جاے

غزل دائم

عاشق کی یاد کیون نہ کرے دلبری پری
باتین تمھاری بھولی ہین جادو گری پری

سرسبز ہو نہ سبز پری تیرے سامنے
پوشاک سبز پہنکے بیٹھے ہری پری

جلجاوے غم کی آنچ سے آتش پری کا دل / جب دیکھے تیرے بر مین لباس زری پری
دیوانے ہین جو رہتے ہین تجھسے پرے ہین ہم / آہن دلون سے اتنی نکر زرگری پری
شیشہ کے بیچ جبکہ اوتارینگے ہم تجھے / پھر دار کی رہیگی تری سب دھری پری
چھوڑہ عالم کو چھوڑکے دائم ترے سودا / دیوانہ بن کے وان بھی پکارا پری پری

غزل دلبر

پھرتا ہون ترے عشق مین سرشار خبر لے / ٹک میرے دل زار کی اے یار خبر لے
اے باد تو ہی جا کے ذرا شوخ سے کہنا / مرتا ہے کوئی جا پس دیوار خبر لے
اللہ ہی بچاوے مجھے اس آتش غم سے / یا تو ہی مہر کھا کے مری یار خبر لے
کیون یار بھلایا ہے مرے دل کو تو یکبار / مرتا ہے ترا طالب دیدار خبر لے
کوچے مین ترے آنیکی طاقت نہین اے یار / مرتا ہے پڑا برسر بازار خبر لے
یہ حال مرا دیکھ کے کہتے ہین طبیبان / بچتا ہے کہین عشق کا بیمار خبر لے
اے نازنین جو ناز اٹھاتے ترے دلبر / پوچھین گے کبھی کوچہ و بازار خبر لے

غزل سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی / نہ تو تو رہا نہ وہ مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی / نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا / مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی
نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کرون / کہ شراب صد قدح آرزو خم دل مین تھی سو بھری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا / کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی سو وہین دھری رہی
ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر سے یہان ہوا / نہ تو آئینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی
کیا خاک آتش عشق نے دل بینوائے سراج کو / نہ حذر رہا نہ خطر رہا مگر ایک بے خبری رہی

غزل قلندر

بے نصیبی پہ دلا اپنی عبث روتا ہے
جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے

سفر ملک عدم تجکو ہے آخر درپیش
خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے

نہین ممکن کہ مغیلان سے جو ہووے پیدا
پھل بھی کھاتا ہے وہی جو کوئی کچھ بوتا ہے

کرلے کچھ کام غنیمت ہین یہ ایام حیات
بازی ولعب مین کیون عمر کو تو کھوتا ہے

غم کی پیچش سے قلندر نکرو دلکو تنگ
عشق کا دام بلا ایسا ہی کچھ ہوتا ہے

غزل سودا

جون غنچہ تو چمن مین بند قبا کو کھولے
پھر گل سے لے پیارے بلبل کبھو نہ بولے

آویگا وہ چمن مین تڑکے ہی سیکشی کو
شبنم سے کہدے بلبل پیارے گلونکے دھولے

باغ جہان مین آکر کچھ ہمنے پھل نپایا
آکر دل ملاکہ جسمین ہین سیکڑون بلولے

ایسا ہی جاؤن جاؤن کرتے ہو تو سدھارو
اس لیے کل جو ہونی سو آج ہی وہ ہولے

کم بولنا ادا ہے ہرچند پر نہ اتنا
مند جائین چشم عاشق تو بھی وہ لب نہ کھولے

چشم پرآب ہون مین جون آئینہ حبابی
اڑ کر کے پڑ گئے ہین چھاتی مین سب پھپھولے

کون ایسا ہے کہ یہ سودا لگی مین آسکی
اسکو لے چلین ہم دل کھول کرکے رولے

غزل عشرت

شب فراق مین دلبر قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

ابھی لکھا ہی نہین حال دل کا اے قاصد
ہوئے شوق مین اوڑتا ورق ابھی سے ہے

ہنوز دفن ہوا ہی نہین ترا بسمل
کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

ارادہ سیر کا کرتا ہے جبکہ وہ گلرو
یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہے

کسی نے شام کے آنیکو کیا کہا عشرت
یہ منہ پہ آپ کے پھولی شفق ابھی سے ہے

غزل حیدری

باغ محفل مین ترے گل تو عجب دھوم رہی
راہ پائی نہ کہین باد صبا گھوم رہی

موتیا اور چنبیلی گل نسرین و گلاب — کیتکی مست ہو ڈالی پہ صدا جھوم رہی
پاؤن تو قتل ہوئے یار کے لب سے لگکر — بیکلی تھی سو حنا بر کف پا چوم رہی
قافیہ ٹھیک نتھا کیا کرے پر حیدری خال — عقل بیٹے کیطرح اپنے تئیکن توم رہی

غزل قدرت

ہمصفیران چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے — ہائے اے شام غریبان کہ وطن چھوٹے ہے
غمزۂ شوق سے دل دیکھیے ہین ایسا بھاگا — جیسے صیاد کے ہاتھونسے ہرن چھوٹے ہے
ابتلک تیرے شہید ونکے بن ہر مو سے — لاکھ فوارۂ خون زیر کفن چھوٹے ہے
شب ہجران کی مصیبت مین لکھون کیا قدرت — تن سے جان چھوٹی ہو اور جانسے تن چھوٹے ہے

غزل بلھار

دل کو پالا ہے بہت ہمنے خبرداری سے — تابہ برداری سے ہوشیاری سے غمخواری سے
حسن صاحب کی شرافت پہ نظر کر بیٹھے — جان سے کھو بیٹھے پہچان کے ہشیاری سے
ہمسے باطن مین خفا غیر و نپہ ظاہر مین خفا — یہ تو امید نہ تھی شرط وفاداری سے
سادگی پردہ ستمگار کے دھوکا پایا — اپنا ایمان لرزتا ہے یہ عیاری سے
شکر حق صبر کی دولت کہ شب ہجر کے دن — وصل حاصل ہوا طالع کی مددگاری سے
نازو خط زلف ادا چشم و مژہ اور ابرو — سب کے سب دشمن قاتل ہین مری یاری سے
سو رہین آج لپٹ اپنے صنم سے بلھار — نیند آتی ہے شب ہجر کی بیداری سے

غزل شادان

معشوق کے آنے کی تمنا ہی خبر آدے — اللہ کرے دل کی یہ امید بر آدے
خورشید خجل ہوکے چھپے ابر کے اندر — محفل مین اگر آج وہ رشک قمر آدے
کرتا ہے نثار اسپہ فلک خوشہ پروین — کانون مین کرن پھول پہنکر اگر آدے
کس کام کا وہ نخل جسے پھول نہ پھل ہو — ہر شاخ وہی خوب کہ جسمین ثمر آدے

آتا نہیں دلدار نظر کس سے کہوں ہیں ۔۔۔ ہیں منتظر آنکھیں کہ کوئی پل نظر آوے
شاداں تو خوشی اپنی سے کہہ مطلع ثانی ۔۔۔ معشوق جو آغوش میں تیری اگر آوے

غزل جرات

لے آئینہ مانگ اُسنے جو یکبار نکالی ۔۔۔ ظلمات سے کیا راہ نمودار نکالی
وہ کشتۂ الفت کہ دم نزع میں جسنے ۔۔۔ منھ سے نہ شکایت کبھو اے یار نکالی
سو آج ترے کوچے کے باشندوں نے ظالم ۔۔۔ لاش اُس کی لٹا ہر سر بازار نکالی
نظارہ کا گر شوق تھا اُسکو تو اُسنے ۔۔۔ کیوں بام پہ کھڑکی سر بازار نکالی
ہمسایہ بجھانے لگے سب اپنے گھروں کو ۔۔۔ میں دل جو اک آہ شرربار نکالی

غزل رضا

جب شکر کے لب اپنے سے سنائی گالی ۔۔۔ مجھے میٹھی لگی خوش ہو کے میں کھائی گالی
کیا حلاوت تھی تری گالی میں اللہ اللہ ۔۔۔ قند مصری سے گر تھی یہ بنائی گالی
چھیڑ کے تیرے تئیں آپ ہم کھاتے ہیں ۔۔۔ عاشقوں کو تو ہے یہ دودھ ملائی گالی
ترش رو ہو کے شکر لب جو مجھے دیتا ہے ۔۔۔ وصف رکھتی ہے کھٹائی میں مٹھائی گالی
اے رضا تیری زباں پر تو ہے شیر و شکر ۔۔۔ یہ نئی طرح کی اب تو نے بنائی گالی

غزل شاہ ظفر غفر اللہ ذنبہ

جلوہ جو اُسنے دکھایا مرا جی جانتا ہے ۔۔۔ پھر خدا ہی نظر آیا مرا جی جانتا ہے
اُٹھ گئی میری زبان سے تو جہان کی لذت ۔۔۔ جو مزا عشق میں پایا مرا جی جانتا ہے
میں خطا وار ہوں جلد کیونکر لکھوں اے صاحب ۔۔۔ جیسا لوگوں نے سکھایا مرا جی جانتا ہے
کون کہتا ہے ترے عشق سے انجان رہا ۔۔۔ جیتے جی تو نے جلایا مرا جی جانتا ہے
اے ظفر اُس گل خنداں کی محبت تجھکو ۔۔۔ دمبدم اُسنے ستایا مرا جی جانتا ہے

غزل بیدار

کون اب بازار خوبی مین ترے ہم سنگ ہے
حسن کی میزان مین تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے

سرمئی آنکھون کا تیرے جو کوئی بیمار ہے
ایک میل اُسکے تئین رکھنا قدم فرسنگ ہے

مین جو دیوانہ ہوا سر خیل ارباب جنون
ہاتھ مین پتھر لیے ہر طفل میرے سنگ ہے

جاے تکیہ عاشقون کا خانمان ہر وقت خواب
زیر سر کوچے مین تیرے خشت ہے یا سنگ ہے

سخت زاری ہے مجھے ظالم تری سنگین دلی
آہ مثل آسیا کے سنگ اوپر سنگ ہے

وہ سدا گر گڑگڑ کرے ہے آسیا پھر پھر مدام
مشت گندم کے لیے چھاتی پہ پھر سنگ ہے

اُس جواہر پوش کے دیکھین جو ہین یاقوت لب
اُسکی رنگینی کے آگے لعل بھی یا سنگ ہے

غزل نصیر دہلوی

دل کہین میرا گرفتار ہوا چاہتا ہے
پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے

دیکھ لینے دو مجھے اور بھی یارو اُس کو
بند اب روزن دیوار ہوا چاہتا ہے

باتین کرتا ہے رکاوٹ کی خدا خیر کرے
یار وہ پھر سے ستمگار ہوا چاہتا ہے

روز گل کھاتا ہون فرقت سے ترے سینہ مین
سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہے

آج شب وصل کی خفتگی سے کٹی ہائے نصیر
دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے

غزل قدرت اللہ

کسکی نیرنگی کی یہ برق دل مانوس ہے
جو شرر دل سے اُٹھا سر جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوا اورون سے کاوش ہر مدام
ہر طپش یان شمع کی برق دل فانوس ہے

ایک ہی پردے کیے گر سمجھو تو یہ سب ہین الاپ
گر صداے بانگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے

کل ہوا اسطرح سے ترغیب دیتی تھے مجھے
ق تو جو سب ملک روس ہے اور سر زمین طوس ہے

گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجیے زندگی
اسطرف آواز طبل اودھر صداے کوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگون کا دور
شب ہوئی تو ماہرویان سے کنار و بوس ہے

سنتے ہی عبرت یہ بولی ایک تماشا مین تجھے
چل دکھاؤن تو جو قید آز کا محبوس ہے

لیگئی یکبارگی گور غریبان کی طرف — جس جگہ جان تمنا سب طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین بتلا کر لگی کہنے مجھے — یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو انسے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج — کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے
کل تو قدرت پاس خم رکھتے تھے تسبیح ریا — آج رہن جام سے ہین خرقۂ سالوس ہے

غزل مولائی

دل ہوا پابستۂ زنجیر خدا خیر کرے — دام ہے زلف گرہ گیر خدا خیر کرے
کسکی آمد ہے صبا آج جو گلشن کی طرف — کہتی ہے بلبل دلگیر خدا خیر کرے
سرخ پوشاک پہن بیٹھے ہو جا تخت اوپر — کسکی ہے قتل کی تدبیر خدا خیر کرے
شب کو بسمل سے مجھے بستر پہ تڑپتے دیکھا — ہنسکے بولا مہ تنویر خدا خیر کرے
کل عیادت کو جو آیا تو یون کہتے ہین رقیب — ہوئی مولائی کی تقصیر خدا خیر کرے

غزل قدوی

آہو بھی خجل ہوئے مصور ذرا دم لے — تصویر کھنچی جاتی ہے نرگس کا قلم لے
دیکھا نہین تو احمد مختار کا لشکر — جبریل بھی جس فوج مین چلتا ہے علم لے
گرمی سے عرق ہو گئے جلتے ہوئے یہ اشک — اس سایۂ مژگان کے تلے بیٹھ کے دم لے
ہم دلکو گوان بیٹھے تصور مین اسی کے — اور پھر بھی تعقل سے چلے راہ عدم لے
اسباب کی پرسش کے لیے شیخ ہوئے تم — کعبے کو چلے نام خدا نام صنم لے
یہ بارگہ شیر خدا جائے ادب ہے — مجنون کو صدا پہونچی ہے تو اس سے رقم لے
ناحق کی یہ تہمت ہے مجھے غیر کی صاحب — گر تیرے سوا غیر کو چاہین تو قسم لے
راتون کے تئین چونک پڑے نیند مین رستم — گر خواب مین دیکھے اسد اللہ کے حملے
قدوی تو عبث اپنا گریبان ہے پکڑے — لیتا ہے تو دامان علی سے تو کم لے

غزل فراق

چمن کوچۂ جانان سے صدا آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

کون بھرتا ہے دم سرد جو راتون کو مدام
ٹھنڈی ٹھنڈی ترے کوچے کی ہوا آتی ہے

کسکے مین دست حنائی کا ہون زخمی یارب
جو ہر اک زخم سے پھر بوے حنا آتی ہے

التجا یار کی رکھتا ہے سر شام سے دل
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

چھوڑ جاتا ہے جو وہ مجکو اکیلا گھر مین
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

دوش سے تا بہ کمر اور کمر سے تا پاسے
جو نہین بل کھائی ہوئی زلف دوتا آتی ہے

جی مین آتا ہے مسیحا سے مین پوچھون جاکر
مرض عشق کی کچھ تمکو دوا آتی ہے

صبح کسطرح سے ہوگی شب تاریک فراق
نہ تو نیند آتی ہے مجکو نہ قضا آتی ہے

غزل وحشت

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسیکی کچھ نہین چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لاویگی اُسے گور غریبان تک
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

تری تلوار کا منھ ہمسے پھر جاوے تو پھر جاوے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

مین اس لیلی کا دیوانہ ہون غافل جو ہی صحرا مین
بغل مین اپنے مجنون کی لیے تصویر پھرتی ہے

مقام عشق مین شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچے مین بے توقیر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اُٹھ گیا صحراے وحشت مین
بگولے کی طرح سے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہے

غزل جرات

درد و غم عشق نے مارا مجھے
اب نہین دم لینے کا یارا مجھے

بات مین کس سے کرون اے مہربان
دھیان تو رہتا ہے تمہارا مجھے

ڈوب گیا پھر نہ وہ پایا ہے یار
بحر محبت کا کنارا مجھے

چونک پڑا سنتے ہی آواز یار
مین یہی سمجھا کہ پکارا مجھے

ہجر کی شب دیکھیے اب کیا دکھاے
دن تو گیا روتے ہی سارا مجھے

اف نکرون نام کا جرائت ہو نہین | چیرے اگر عشق کا آرا مجھے

غزل ایضاً

بال زلفِ یار کے رخسار تک آنے لگے | چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
آفتاب حسن کو مہتاب مینا دیکھکر | خانۂ خورشید مین ہم اشک ٹپکانے لگے
دیدیا سرمہ جرس کو کاروان کی شب نے آہ | جون بگولہ ہمرہان جنگل مین بھٹکانے لگے
عشق بھی سبقت کرے ہے تیغ خوب یار کو | جوکہ جوہر تھے نہان سب صاف دکھلانے لگے

غزل شاہ ظفر رحمۃ اللہ

مرغ دل مت رو یہان آنسو بہانا منع ہے | اس قفس کے قیدیون کو آب دانہ منع ہے
تیرے ہی دیوار سے اب ہمتو سر ٹپکا کرے | روزن دیوار تک آنکھین ملانا منع ہے
قتل کرکے مجکو اب سنگین دلون نے یون کہا | قتل ہوجانا ولیکن تڑپھڑانا منع ہے
مت تڑپنا دیکھنا خنجر تلے اے صید دل | عشق کے مقتل مین دست و پا ہلانا منع ہے
اے ظفر تمکو ہمیشہ چاہیے عشرت مدام | اب تمھین چالیس دن مہندی لگانا منع ہے

غزل دیگر

وہ صنم حال مرا کیا جانے | ہو نہین کس فکر مین خدا جانے
اسکے ملنے کی مجھکو تہمت ہے | وہ کہان مین کہان خدا جانے
ہمتو روتے ہین ہنستے ہین اغیار | قدر بلبل کی زاغ کیا جانے
ہونٹھ چاٹا کرے وہ ساری عمر | لب شیرین کا جو مزا جانے
سنتکے احوال میرا کہنے لگا | ایسا جھگڑا مری بلا جانے
ایسے سفاک سے ڈر دیا رو | خون عاشق کا جو حنا جانے
بخدا ابت کسی کے دوست نہین | انکو دشمن ہی جان کا جانے

غزل نظیر

ہم تو عاشق ہیں ترے ناز اٹھانے والے
تمسے کم دیکھے ہین محبوب ستانے والے

بند کر قید محبت ہین خبر لی نہ مری
دام مین جسکے پھنسے دام چھڑانے والے

کل شب وصل مین کیا جلد کٹین گھڑیان
آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے

کل جو رستے مین ملاقات ہوئی تو یہ کہا
کہان جاتے ہو طرحدار چلانے والے

گذری مدت کہ میرے ساتھ لپٹنے نہین آئے
کیا ہوئے یار گلے ہمکو لگانے والے

یونہی اوقات گذرتی ہے مزیداری مین
نہ ملے چین مزیدار دکھانے والے

اب کہ ملنا ہو نظیر یار سے کہنا جا کے
کیا بھلا ہم نہ رہے یار د بلانے والے

غزل بادشاہ

یہ کس سمت کے آنیکی آرزو ہے
کہ ساقی لیے ساغر مشکبو ہے

بتاؤن مین کیا اپنا حال پریشان
عیان زلف دلدار کی مو بمو ہے

چلو قبر فرہاد پر فاتحہ کو
اگر آپ شیرین سے لازم وضو ہے

نکلجائے دم تیرے قدمون کے نیچے
یہی دلکی حسرت یہی آرزو ہے

گلستان مین جاکر ہر اک گل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

ستایا ہے ناحق ہمین تو نے ظالم
یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان
نہ سینے کے قابل نہ جائے رفو ہے

شفق نکلے گردون پہ ہوتا ہے ظاہر
یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے

عبث مجکو ہنس ہنس کے دیتے ہو گالی
زبان کو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے

انگرائی باری شب وصل بولا
چھری اور مرغ سحر کا گلو ہے

سمایا ہے جبسے تو آنکھون مین میری
جدھر دیکھتا ہون ادھر تو ہی تو ہے

ہے سایۂ پنجتن بادشاہ پر
خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل غریب

استقدر ہین جو کردن یار بڑائی تیری
عقل حیران ہو مری دیکھ صفائی تیری

آفرین کیجیے میان تیرے مصور کے تئین
جسنے اس خوبی سے تصویر بنائی تیری

کیا کہون کس سے کہون کون کریگا آسان
سخت مشکل ہے مرے حق مین جدائی تیری

یہ جدائی جو جہان بیچ ہنوز تی پیدا
کیا خدا خالی بھی رہتی یہ خدائی تیری

روز محشر کے خدا پوچھیگا سختی سے مجھے
تو مین اسے دوست دلا دُنگا دہائی تیری

یا محمد ترا در چھوڑ کہان جائے غریب
بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری

غزل

مجکو چاہ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسف کنوئین جھکاتا ہے

دیکھیے کسکی پیاس بجھتی ہے
خنجر آبدار لاتا ہے

ہاتھ مینا شراب لیے کے
ساقیا مجکو یاد آتا ہے

ترش ہو کر کے منھ پھراتا ہے
زہر قاتل مجھے پلاتا ہے

شب کو سر رو جو وہ نہاتا ہے
چاند غیرت سے ڈوب جاتا ہے

دل مرا ہے مثال شیشہ کے
کس لیے خاک مین ملاتا ہے

شمع محفل کا مجکو سمجھا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

دیدبازی سے چشم رکھتے نہین
لن ترانی کسے سُناتا ہے

نہین ملتے تو خوش رہو پیارے
بندہ بھی تمسے ہاتھ اُٹھاتا ہے

غزل فیض

کردیئے باغ کے دربند نگہبانون نے
آخرش کھول دیئے آکے مہربانون نے

تاب آئی نہ مجھے بھر کے نظر دیکھے سے
کرلیے ہاتھ پریزادونپہ انسانون نے

دنکو ہے چین نہ مجھ راتکو آتی ہے نیند
تجھپہ گل کھائے پری جیسے وفادارون نے

طعنے سب دیتے ہین احباب و غمخوار انھین
فیض کیا پائے یہان شمع سے پروانون نے

غزل طور

بزم مین رونے لگے یارون کے سمجھانے سے
راز دل چھپ نہ سکا اشکون کے بھر آنے سے

دل بیتاب شب تار مین کیا ہی اُلجھا
یہ ہی وہ زلف کہ سلجھے نہ کبھو شانے سے

ہاتھ گردن مین نہ ڈالو نہ ملو تم ہو وہی
جو خفا ہو گئے تھے غیرون کے بہکانے سے

محتسب جاوے الٰہی کہین میخانے سے
دلکو شیشے سے ملون آنکھون کو پیمانے سے

اے مسیحا ترے جانے سے مین مرجاتا ہون
جان آجاتی ہی تن مین ترے آجانے سے

طور مذہب ترا کیا ہے کہ تجھے کہتے ہین
کبھی مسجد سے ہے نکلے کبھی میخانے سے

لیکے کل تیر اور کمان تو نے
میری خاطر کیا نشان تو نے

کس سے لڑتا ہے جو کواکب سے
زرہ پہنی ہے آسمان تو نے

بال سا کر دیا میان رکن سے
رو میان تو نے اومیان تو نے

دل مین جان مین جگر مین اے الفت
آگ دی ہے کہان کہان تو نے

چشم پوشی مین اے تصور یار
کیا دکھایا ہمین سمان تو نے

خاک کس واسطے نہ دی اے قیس
سگ لیلی کو اُستخوان تو نے

آگے سو مجکو اے حرارت عشق
کر دیا مثل زعفران تو نے

غزل سودا

گل پھینکے ہے اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا ضد ہے خدا جانیے مجھ ساتھ دگر نہ
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی

اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
تجھ چشم سے ٹپکا تھا کبھو لخت جگر بھی

اے نالہ صد افسوس جوان مرنے پہ تیرے
پایا نہ تنک دیکھنے مین روے اثر بھی

کس ہستی موہوم پہ نازان ہے تو اے یار
کچھ اپنی شب و روز کی ہے تجکو خبر بھی

تنہا ترے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات — آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہیں مر بھی

غزل درد

اے چشم مرے موتیوں کا ہار نہ ٹوٹے — سب اشک مسلسل رہیں اور تار نہ ٹوٹے
ہم پائے برہنہ چلے صحرا کو نکل کر — ہر چوب پکاری کہ مرا خار نہ ٹوٹے
صیاد سے بلبل نے کہا رو کے قفس میں — میں موئی بلا سے پہ یہ گلزار نہ ٹوٹے
کل رات صراحی نے لی میخانے میں ہچکی — کہنے لگی پیالے ستی خمار نہ ٹوٹے
دل درد کی باتیں نگرو ہم سے یہ جانی — یہ رشتہ نازک ہے میاں تا رنہ ٹوٹے

غزل مصحفی

لاف خوبی تری عارض پہ جو گلشن مارے — آتش رخ پہ صبا طیش سے دامن مارے
کیا غضب ہے جو تو غرفہ میں کھلے بال پھرے — اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے
ہے یہ خوش حال آنکھوں کا جو تمرے کوچے میں — خاک پنڈے پہ ملے بیٹھے ہیں آسن مارے
دشمن و دوست کو الفت نے تری ایک کیا — تجھ پہ ہاتھ نہ کیوں شیخ و برہمن مارے
ہم ترے واسطے اے غیرت لیلی اب تک — قیس کی طرح پڑے پھرتے ہیں بن بن مارے
وہ جو آنکھیں ہیں تری رہزن و خونی کا فر — قافلے لوٹ لیے سیکڑوں رہزن مارے
ضبط سے مصحفی اب کام مرا در گذرا — کب تلک غم میں کسی کے کوئی تن من مارے

غزل نور

مرا جاتا ہوں ترے ہجر کے مارے آ رے — مرے جانی مرے دلبر مرے پیارے آ رے
آرہ تو سر پہ چلا میرے و لیکن میں تو — شوق میں تیرے کیے جاؤں گا آرے آرے
مدتیں ہو چکیں رہتے ہوئے اغیار کے ہیں — ایک دن رات کو مہمان ہمارے آ رے
یاد کر کے وہ ترا چاند سا مکھڑا اے مہر — بیٹھا گنتا ہوں فلک کے ستارے آ رے
نور بیتاب ہے از بسکہ جدائی سے تری — رشک خورشید مرے ماہ کے پیارے آ رے

غزل ۶

کسکو دکھلاؤن آبلے دل کے — زخم آسلے ہوئے ہین چھل چھل کے
اسکی نیرنگی پر فدا ہون مین — گل بنائے ہین اسنے اس گل کے
زلف ناگن نے آپ کی صاحب — دل لیا ہے ہمارا ہل ہل کے
تجھ سوا باغ کا یہ کیا احوال — پھول کمھلا گئے ہین کھل کھل کے
اس خطا اپنی کی کرین توبہ — رنج کھینچے ہین تمسے مل مل کے

غزل عاجز

عرق جب اس پری کے چہرۂ پر نور سے ٹپکے — خجل ہو گل سے شبنم جون لہو ناسور سے ٹپکے
مری آنکھون سے خونی اشک یون گرتے ہین پلکون پر — لہو سولی کے اوپر جون سر منصور سے ٹپکے
اگر کیفی سخن میرا نہال تاک کو پہونچے — صراحی شاخ ہنجائے شراب انگور سے ٹپکے
اگر اس زلف مشک آمیز سے چینی مین بال آئے — عجب کیا عطر و عنبر کا سہ فغفور سے ٹپکے
کرون فریاد در در و یار کو جب یاد کر عاجز — دم اسرافیل کا لہو ہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل عاقل

اس رنگیلی نے جو ہاتھون کو لگائی مہندی — کون سے باغ سے سچ کہیو منگائی مہندی
اشک گلگون سے ہوا تھا تر و تازہ جو درخت — جسکی ڈالی سے سجن تمنے توڑا ئی مہندی
رشک عناب کہا دست حنائی کے تئین — پور پور اپنی پہ جس وقت رچائی مہندی
اڑ گیا دیکھتے ہی رنگ شفق کا ناگاہ — ایک ذرہ جو ہتھیلی کی دکھائی مہندی
ہاتھ مین سرخی نہ سمجھے کوئی عاقل اسکے — کسی عشاق کا دل مٹھی مین لائی مہندی

غزل

دھر سے کب آلودہ ہے شمشیر کسو کی — پر قتل کے محضر پہ ہے تحریر کسو کی
بے رحم ہزارون کو کیا قتل جو تو نے — ثابت نہ ہوئی ایک بھی تقصیر کسو کی

گل ہین نے چمن مین جو لب غنچہ کو دیکھا	آنکھون کے تلے پھر گئی تصویر کسو کی
آتا ہے جو اس بیڑی کی جھنکار کا عالم	پر قید مین بھی ہل گئی زنجیر کسو کی
حاصل تجھے کیا ہے رے سمجھانے سے اسکے	کب مانتا ہے وہ بت بے پیر کسو کی
داماں نسیم سحری وقت نشان ہے	شاید یہ کھلے زلف گرہ گیر کسو کی

غزل نظیر

تاب اسکی دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے	کیا کیا جوان پری تھے جو آئے چلے گئے
دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ	تخت زمین پہ سیکڑون آئے چلے گئے
آدم رہا نہ کوئی پیمبر رہا نہین	وہ بھی اسی زمین مین سمائے چلے گئے
عالم تھا یہ زلیخا کا یوسف کی چاہ مین	رقعے ہزار بیاہ کے آئے چلے گئے
دیکھا نظیر مین نے چمن مین جو آپ کو	مہندی بھرے جو ہاتھ دکھائے چلے گئے

غزل ہ

دردمندون سے نہ پوچھو کہ کدھر بیٹھ گئے	تیری مجلس مین غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے
ہے غرض دید بیان کام تکلف سے نہین	خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے
مفت اُٹھنے کے نہین یار کے کوچے سے فقیر	ایک بوسہ کے لیے باندھ کمر بیٹھ گئے
پیر و مرشد کی قسم ہو کہ دہی لین گے وہی	جبکہ بستر پہ جمے کھول کمر بیٹھ گئے
کر گیا کام جو معشوق ستم نیزہ جھکا	سیکڑون مرغ ہوا باندھ کے پر بیٹھ گئے

غزل صبا

مرتے دم اے بیوفا دیکھا تجھے	ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تجھے
اے پریرو مین دیوانہ کیون نہین	بال کھولے بارہا دیکھا تجھے
گریۂ بلبل پہ اسنے ہنس دیا	جسنے اے گلگون قبا دیکھا تجھے
مارے غیرت کے نہ نکلا آفتاب	بام پر جب مہ لقا دیکھا تجھے

دید مین ہر چند ہے نقصان جان
فائدہ اتنا ہوا دیکھا تجھے

بوے گلشن بھی نہ لائی تا قفس
بس ہوا ہوا اے صبا دیکھا تجھے

غزل رضی

فندق پہ ترے دیکھی ہے جس شان کی سرخی
پہونچے نہ اُسے ہجر مرجان کی سرخی

تعریف کرون چہرہ کی یا لب کی نزاکت
مسی کی اددا ہٹ کہون یا پان کی سرخی

الماس نظر آتے ہین یاقوت کے مانند
پڑتی ہے کرن پھول پہ جب کان کی سرخی

قاتل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے
دھو ڈال ذرا گوشہ داما ن کی سرخی

گردن پہ ترے خون ہے فرہاد کا شیرین
دیتی ہے گواہی یہ گریبان کی سرخی

سنیے یہ غزل مجھ ستی اب تازہ رضی کی
دکھلاؤن تمھین صاف گلستان کی سرخی

غزل ایضاً

قاصدا لادے خبر یار کے آجانے کی
جان جاتی ہے چلی ہجر مین دیوانے کی

آپ آئے نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجی
سیکڑون راہ دکھائین ہمین ترسانے کی

چشم گریان ہے صدا سینہ بھی بریان ہے مدام
آرزو جی مین ہے بس جی سے گذر جانے کی

تو ملے غیر دنسے مین آنکھونسے اپنی دیکھون
حیف صد حیف کہ بس جاے ہے مر جانے کی

اے صبا بہر خدا کچھ مجھے تدبیر بتا
یا اُسے لاکے ملا یا مجھے لیجانے کی

گریہ زاری پہ مرے رحم نہین آئیگا
جب تلک چشم مری خون نہین برسانے کی

غزل ۴

اس قدر ہمپہ ناتوانی ہے
موے سر سے بھی سرگرانی ہے

میرے زخمون پہ مت رکھو مرہم
میرے قاتل کی یہ نشانی ہے

تلوے چھد چھد کے ہوگئے غربال
ہمنے صحرا کی خاک چھانی ہے

حال دل پوچھ لو طبیبون سے
کیون مرا رنگ زعفرانی ہے

چاہیئے زخم دل ہرے ہو جائین
پہنی پوشاک آسنے دھانی ہے

غزل سودا

ساونون کے بادلون کیطرح سے بھرے ہوئے
یہ وہ نین ہین جس سے کہ جنگل ہرے ہوئے

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہی فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے

پلکین تری کہان نہ صف آرا ہوئی کہ وان
افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے

آنکھون کو تیرے کیونکہ مین باندھون کہ یہ غزال
جاتے ہین میرے دلکی زراعت چرے ہوئے

بوندیکی جدھر دون سے یہ پھرتے ہین یکدگر
اڑکے مجھ آنسوون کے نپٹ منگرے ہوئے

انصاف کسکو سونپئے اپنا بجز خدا
منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے

نزدیک اپنے رہنے سے مت کر ہمین تو منع
ہین لاکھ کوس جب ترے دلسے پرے ہوئے

مجلس مین چھوڑکے جو تجھے لیے شیخ جی
آئے تو پھر خدا نے کہا مسخرے ہوئے

سودا نکل نہ گھر سے کہ اب تجکو ڈھونڈھتے
لڑکے ہین پھرتے پتھرون سے جھولی بھرے ہوئے

غزل تابان

عشق کیا شے ہی کسی کامل سے پوچھا چاہیئے
کسطرح جاتا ہی دل بیدل سے پوچھا چاہیئے

کیا تڑپتے مین مزا ہے قتل ہو پیارے کے ہاتھ
اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیئے

جسنے اسکا زخم کھایا ہے اُسے معلوم ہے
تیغ ابرو کی صفت گھائل سے پوچھا چاہیئے

یار کے ملنے کی ہم کوئی طرح پاتے نہین
طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیئے

آہ و نالہ کی حقیقت دیکھتا ہون ہجر مین
کیا گذرتی ہوگی تابان دل سے پوچھا چاہیئے

غزل افسون

صدقے مین تیری زلف کے اور تار تار کے
دستار گل اُتار قبا بوٹے دار کے

بلبل نے وقت قید کے رو رو کے یون کہا
ق
صیاد واسطے ترے پروردگار کے

بیچوگے تو سہی ذرا اتنا تو کیجیو
دیکھ تو ہاتھون ہاتھ کسی نوبہار کے

یہ ہی وطن ہمارا ہے تم پوچھتے ہو کیا
ہم رہنے والے ہیں اسی باغ و بہار کے

افسوس تو شاد رہیو زمانہ کریگا کیا
ہم ہیں غلام اُس شہ دُلدُل سوار کے

غزل معین الدین

راضی ہیں ہم اسی میں جو کچھ دلربا کرے
چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے

دل سا رفیق جسکا جدا ہوگیا ہو یار
وہ اپنی بیکسی پہ نہ روئے تو کیا کرے

جسنے ہمارے دوست کو ہمسے جدا کیا
وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے

کہتا معین دین ہے تھیں میرے دوستان
آسان سبھون کی مشکلیں مشکلکشا کرے

غزل نگین

تھے تو تم پردہ نشین خانہ نشین کیون نہوے
تھا تو پر دیکا مکان رستے لگے مکین کیون نہوے

وہ جو چلتا ہے زمین پر یہی آئی ہے ہوس
ہائے افسوس کہ ہم فرش زمین کیون نہوے

قبر عاشق پہ چلا وہ تو لگا یون کہنے
ہائے ہم آج کے دن زیر زمین کیون نہوے

آہ جس شخص پہ تم لطف و کرم کرتے تھے
حسرت آتی ہے کہ وہ شخص ہمین کیون نہوے

جبسے دیکھا تھا ترا نام نگین کے اوپر
خون ہوتا ہے یہ دل ہم وہ نگین کیون نہوے

غزل

چاک دامن کیے جانان ترے دیوانون نے
قید خانے کیے آباد پریشانون نے

نیم بسمل یہ تڑپتے مجھے دیکھا قاتل
شور عالم میں کیا بے ترے بیجانون نے

بل پہ اسکا کل مشکین کے شب تار میں آ
دل دیے زلف پریشان کے پریشانون نے

فخر ان خاک کے پتلون کا نہو کیونکہ بھلا
ڈھونڈھا ہی عالم بالا میں بھی انسانون نے

میرے دلدار پہ دلبر شب معراج کی رات
غش کیے حور و پری قدسی و غلمانون نے

غزل

میں وہ نہیں ہون کہ تجھ بت سے دل اُٹھ جائے
پھر دل میں سجھتے تو تجھسے مرا خدا پھر جائے

یقین ہے کہ جدھر کو وہ دلربا پھر جاے
مثال قبلہ نما دل وہین مرا پھر جاے

الٰہی وہ نہ پھرے جسکے غم مین مرتا ہون
بلا سے حلق پہ گو خنجر جفا پھر جاے

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جاے
بتون سے ہم نہ پھرین ہمسے گر خدا پھر جاے

بکھیر دیوے جو بالون کو اپنے مکھڑے پہ
تو کیا عجب ہے کہ آئی ہوئی گھٹا پھر جاے

غزل

دیوانہ کیا بزم مین شب آکے کسی نے
بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

تکرار جو کی بوسہ کے لینے مین بہت سی
دین گالیان آخر مجھے جھنجھلا کے کسی نے

کچھ دست درازی کا کیا قصد تو ہے ہے
جھٹکا کے مرے ہاتھ کو شرما کے کسی نے

رکھا ہاتھ مرے سینہ پہ گلدستۂ نرگس
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے

سمجھا مجھے دیوانہ سا اُس شوخ نے اکبار
دل چھین لیا مفت مین بہلا کے کسی نے

غزل نیاز

صنم ہے گلبدن ہے مہ جبین ہے
بھلا کہیے وہ کیا کیا کچھ نہین ہے

وہ سب جا ہے وہ کس جاگہ نہین ہے
غرض اسکو جہان دیکھو وہین ہے

گیا اودھر کو پھر ادھر نہ آیا
عجب کوچے کی تیرے سرزمین ہے

مرے اشکون کا اور نالون کا شاید
زمین و آسمان عرش برین ہے

نہو جسکے مقابل حور و غلمان
صنم نام خدا وہ نازنین ہے

غزل خلیق

مرغان قفس کرتے ہین سب نغمہ سرائی
کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی

عاشق کو تو نرگس نے نہین آنکھ دکھائی
کرچاک گریبان نسیم سحر آئی

اُس یار کے ملنے کی جو امید مجھے تھی
کیا راہ گئی بھول قضا تو کدھر آئی

جس گھر مین ہم رہتے تھے مدت ہم اور یار
خالی جو مکان دیکھا مری چشم بھر آئی

اب یار کی لے جلد خبر اپنے مسیحا — کیا فائدہ جو اس سے اجل کام کر آئی
گلشن مین کسی شخص کا اک ڈھیر ہے بلبل — منقار مین لیجا کے وہان پھول دھر آئی
ایسا کوئی رسوا نہوا ہو گا جہان مین — آفت جو خلیق جگر افگار پر آئی

غزل ذوق

سر بوقت ذبح اپنا اُسکے زیر پاے ہے — یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکاے ہے — مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلاے ہے
ہان ہر دم طاقت لے کے ہی ضعف سے سینہ مین دم — دیکھیے لب تک مجھے کیونکر خدا پہونچاے ہے
واہ واہ شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک — استخوان میرے ہما کس کس مزے سے کھاے ہے
بس کر اے سوز درون بھن جائینگے دل اور جگر — رحم جوش گریہ چھاتی پھر ابھی بھر آئے ہے
دل ہے استغنا کہ وہ آتے ہی آتے رہگئے — اُف ری بیتابی کہ یان تو دم ہی اکھڑا جاے ہے
ذوق کو تو نزع مین بھی ہیگا تیرا انتظار — جانب در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آجائے ہے

غزل ناسخ

پھر بہار آئی چمن مین زخم دل آیے ہوئے — پھر مرے داغ جگر آتش کے پرکالے ہوئے
پائے نازک جب رکھا اُسنے ہماری قبر پر — پارہ ہاے سنگ مرمر روئی کے گالے ہوئے
سبحہ گردانی ہوئی اعمال شب مین اسقدر — دانون کے مانند ہاتھو مین مرے چھالے ہوئے
اے پری پیکر اگر نرگس تری بیمار ہے — باغ مین لالے کو اپنی زیست کے لالے ہوئے
جب شب تاریک مین ہم کوے جانان کو چلے — آگے آگے جاے مشعل آتشین نالے ہوئے
کسطرح چھوڑون یکایک اُسکی زلفون کا خیال — ایک مدت سے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوئے
واہ کیا تاثیر ہے اس روے آتشناک کی — شعلہ جوالہ اُسکے کان کے بالے ہوئے
یاد جب آیا چمن مین وہ نہال باغ حسن — ایک قلم لبریز اشکون سے سب تھالے ہوئے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہے اکثر فخر سے — اب تو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوئے

غزل رمز

ہمین منظور آج اُنکو بلانا ہے بلانا ہے
بلا کر داغ دل اپنا دکھانا ہے دکھانا ہے

ہجوم داغ دل کیا پوچھتے ہو میرے سینے مین
خزانہ ہے خزانہ ہے خزانہ ہے خزانہ ہے

جگر میرا ترے تیر نگہ کا ایک مدت سے
نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے

کہین کیا اُس پری سے وہ مجھے کہنے نہین دیتا
دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے

ہنسو کیونکر نہ غیرون سے کہ منظور آپکو میرا
رولانا ہے رولانا ہے رولانا ہے رولانا ہے

شہادت سے مری ابتک زبان تیغ قاتل پر
فسانا ہے فسانہ ہے فسانہ ہے فسانا ہے

نہ بھڑکے دلمین رمزؔ آگ کیون آنسو جاری ہو
کہ شیوہ وان رقیبو نکا لگانا ہے لگانا ہے

غزل حکیم

خفا ہمسے وہ سیمبر ہو گیا ہے
تو خوان غم سے دل اور جگر ہو گیا ہے

ملے ہے جو رک رک کے وہ مجھسے شاید
مری آہ کا کم اثر ہو گیا ہے

کرے ہے جو بلبل پہ گل ناز ایسا
خزان سے کہین بیخبر ہو گیا ہے

ذرا لے خبر او مسیحا کہ تیرا
مریض اب چراغ سحر ہو گیا ہے

کہے کون تیرا پیام آتشی سے
حکیم اس سے سبکو خطر ہو گیا ہے

غزل فانی

عشق ہی دام بلا زلف پریشان مردے
راہ بھولا ہے یہ دل خضر بیابان مردے

ہجر مین یار کے پھرنا ہی مجھے کوہ و دشت
پا برہنہ ہے مرا خار مغیلان مردے

تیغ ابرو نے تری مجھکو کیا ہے گھائل
نیم بسمل نہ ہون خنجر مژگان مردے

سرخ چہرے پہ جو کھایا ن وہ قاتل آیا
خون کرنے کو مرے خاک شہیدان مردے

جوش دیوانگی ہے مجھپہ سراپا فانیؔ
ہاتھ سکنے مین نہین چاک گریبان مردے

غزل علی

ہم دل سے ہوئے احمد مختار کے بردے — لیتے ہین سکندر کے اب اقبال کو زر دے
تعریف لکھی جاوے کب اس نور خدا کی — یوسف سے کئی بکتے ہین خرگاہ مین بردے
آیا ہون ترے در پہ اے محبوب خدا کے — مشکل مری حل بہر خدا آپ ہی کر دے
تو شافع امت ہی ہین ہون عاصی جہان مین — امید ترے سے ہی ہے ہر کار بھر دے
ہم دل سے ہین مشتاق در ختم رسالت — پروا نہین جنت کی ہی زاہد کو خبر دے
ہے کون سوا تیرے شفاعت سے جہانکو — آزاد کرے امن ایمان روز حشر دے
بس فیض ترا عام ہے اے ساقی کوثر — اک جام محبت کا طلبگار کو بھر دے
چہتا ہے اگر افسر اقبال علی تو — سر اپنا محبت سے اسی خاک پہ دھر دے

غزل رلح

نگران کبھو یہ جانب رخ دلفریب پری رہی — مری چشم منہ نے منہ تلک تری محو جلوہ گری رہی
پس مرگ جسم نزار کا لہو خشک ہو گیا سب ولے — وہی خون رہا دل خونشدہ وہی چشم کی یہ تری رہی
تمہین گل کی جسنے بنایا ہو کہان نے مجکو صبا ہو تو — وہان تم تو پردہ نشین ہوئے یہان مجکو در بدری رہی
مرے پاس جنس ہنر تو تھی ولے بود و باش تھی میری وان — کہ متاع بیش بہا سدا جہان جنس بے ہنری رہی
نہین ہوش والون پہ کچھ حسد مجھے رشک تھا تو انھو نپہ — تمہین تیرے جلوے کے سامنے مری طرح بیخبری رہی
یہ جواب ہے آخر عاشقی کبھی ہوش ہو کبھی رفتگی — نہ وہ گریہ دل شب ہا نہ وہ زاری سحری رہی
جگر اور دل سبھی رکھتے تھے ولے ہو سکا نکوئی کر شا — ہدف لیکے ناوک ظلم کی یہ مری ہی بیجگری رہی
مجھے سونپ کر غم ہجر دے ہوئے یون جدا کہ نہ پھر ملے — مرے دل مین تا دم واپسین وہ امانت انکی دھری رہی
نہ تھی چشم راسخ خستہ دل کبھو خالی اشک سے وہ پتلی — شب و روز جام پر آب کی روش آنسوؤن سے بھری رہی

غزل بحر

کھلینگے شکوے جبکہ نہ ادھر ہمارے ادھر تمہارے — تو کیا کیا گذر یگا آہ دلبر ادھر ہمارے ادھر تمہارے
زیادہ نہ ہم سے نے تیرے دل یہ بات جانے دو مانو کہنا — ہمین تو مذکور ہوتے گھر گھر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

ہمارے دلپر ہے داغ حسرت تمہارے منھ پر ہی داغ چیچک
یہ دونون چمکینگے مثل اختر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

تمھین اب اپنی قسم ہی جانان ملو تو ایسا ملو کہ جسمین
غم جدائی نہ آوے دلبر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

ملو نہین کیونکر ہوا ہون حیران اگرچہ دونون طرف ہی خواہش
پھرین ہین جاسوس یان تو گھر گھر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

ستم کا تم کیا جواب دو گے بھلا جو پوچھیگا تمسے خالق
جو ہونگے منصف بروز محشر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

شراب ہے یہ سمجھکے پینا خراب کہتا ہی اسکو عالم
کہین نشہ مین چلین نہ خنجر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

غزل شرر

کیا نکلے سخن عاشق دلگیر کے منھ سے
کوئی بات سنی ہو گی نہ تصویر کے منھ سے

کسکی نگہ چشم نے مارا ہے طمانچہ
بہتا ہے لہو خنجر و شمشیر کے منھ سے

یوسف کو کیا قید جو زندان مین خوش ہو
آتی ہے صدا کان مین زنجیر کے منھ سے

طفلی مین ترے حسن کا مین وصف کہون کیا
ہین منھ سے جوانون کے ہر اک پیر کے منھ سے

دیتا ہے دعا تجھکو ثنا خوان یہ شرر جب
آمین کی صدا نکلے ہے تاثیر کے منھ سے

غزل تاثیر

زلف سیہ فام گلوگیر ہے
وحشی دل کے لیے زنجیر ہے

دام تری زلف کا مین چھوڑ کر
جاؤن کہان کونسی جاگیر ہے

مونس جان اس دل بیتاب کا
حال مرا صورت تصویر ہے

مرنے سے ڈرتا نہین جینے سے آہ
عشق عجب کیا تری تاثیر ہے

غزل عشاق

معجزہ اسقدر اپنے لب تقریر مین ہے
جو پری سحر بیان ہے وہی تسخیر مین ہے

مہر طور نہ کیونکر ہو عیان تجھ سے اب
عالم صاعقہ قاتل تری شمشیر مین ہے

یار کی زلف مسلسل کا تصور ہے ہمین
اپنا آئینۂ دل خانۂ زنجیر مین ہے

جیسے لگتے ہی اڑے جاتے ہین مرغ بسمل
کیا یہ اعجاز مسیحائی ترے تیر مین ہے

گرمی بہی کیونکر ہو موافق عشاق ۔ خانۂ ربلد مرا ثانی کشمیر مین ہے

غزل تسخیر

کچھ نہین درکار مجکو ہے نشانی آپکی ۔ ایک بوسہ دیجیے ہو مہربانی آپکی
یان کرون تعریف کس منھ سے مین جانی آپکی ۔ خلق مین ہوگا نہ لیکن کوئی ثانی آپکی
جب سنہرے بال دیکھون ہون کسی کے گلبدن ۔ یاد آجاتی ہے فوراً نوجوانی آپکی
بس نہین بھولینگے پیارے جبتلک ہے دم مین دم ۔ ہرجگہ کہتے پھرینگے یہ کہانی آپکی
کیون نہ ہرجائی عبداللہ بیٹھے بھی رہو ۔ دی خدا نے چاند سی تصویر جانی آپکی
مرحبا جوش جنون تسخیر کہتے ہین اسے ۔ کھینچ لائی اُسکو آخر جانفشانی آپکی

غزل اخلاص

یاد چہرے کی زبان صبح و مسا کرتی ہے ۔ بس تری آنکھون مین تصویر پھرا کرتی ہے
فرق نزدیکی و دوری کا بھلا کیا ہو وہان ۔ کار قاصد کا جہان باد صبا کرتی ہے
اُس گل خوبی کا رہتا ہے تصور ہر دم ۔ سیر گلزار کی اب میری بلا کرتی ہے
شکوہ تقدیر سے کیا کیجیے اپنی قسمت ۔ ورنہ اس طور کسیکو بھی جدا کرتی ہے
حال تو رنج فراقی کا ہوا ہمکو نصیب ۔ آگے تقدیر بھلا دیکھیے کیا کرتی ہے
حسن وہ ہی کہ پری دیکھ کے غش ہوتی ہے ۔ سب ادا اپنی ترے آگے قضا کرتی ہے
کیون تو دیتا نہین تشبیہ ہمارے رخ سے ۔ حور فردوس سے آ آسکے کہا کرتی ہے
درد سر اسکو ہے کیا عود ہے کیا یہ صندل ۔ مہ جبین آکے جبین در پہ رکھا کرتی ہے
ہوتی ہے تجکو تو اخلاص رسائی ہر دم ۔ واہ کیا کام تری طبع رسا کرتی ہے

غزل اخلاص

آپ گر مہتاب ہو پھر تجکو تارا چاہیے ۔ ہے پری تسخیر شیشہ مین اُتارا چاہیے
قتل کرتی ہے جو انون کو نظر کے تیر سے ۔ اب زبان تیغ سے اسکو بھی مارا چاہیے

وصل کا وعدہ کیا ہے آج رشک حور نے — مثل جنت کے مکان اپنا سنوارا چاہیے
عشق زلف عنبرین کالی بلا ظلمات ہے — بحر ہمت کے شناور کو کنارا چاہیے
بادشاہی تجکو بس پھبتی ہے ملک حسن مین — سکہ ہر دل پر درم کے اب تمھارا چاہیے
دفتر عالم سے رنگ اڑ جائے بس بہزاد کا — ایسی اک تصویر کا نقشہ اوتارا چاہیے
بوستان دہر مین ہونگے قدم اوگل مرے — بال سے مژگان کے رستہ کو جھاڑا چاہیے
دیکھکر چلمن سے کیون مجکو پکارا کرتے ہو — عاشقونکو تیری آنکھون کا اشارا چاہیے
آشنائی غیر کی تصویر سے لائق نہین — ہر طرح سے دیکھنا نقشہ تمھارا چاہیے
بس ترے در پر رسائی ہو سدا یہ چاہ ہے — اوج قیصر چاہیے نہ تخت دارا چاہیے
مشتری اخلاص کی جب ہو سخن کی مشتری — اب بھلا کیا اوج پر اس سے ستارا چاہیے

قصیدہ نعتیہ

حق نے بخشی ہر نبی کو دو جہان کی سروری — رمز معنی خدائی ظاہری پیغمبری
باعث ذات مقدس کا نہوتا گر عروج — خلعت پیغمبری کی کوئی نہ پاتا افسری
اوج گردون پر قمر لگتا غلام داغدار — پھٹ گیا اک آن مین کرتے اشارہ سرسری
تاب کی گرمی نہو وے اس مبارک جسم مین — خوف ہے خورشید خاور کے ہے تن مین تھرتھری
پیشتر دنیا مین آنے کے شجاعی داب سے — سرنگون تھے خاک ذلت مین بتان آذری
کل جماعت انبیا سے نور ذات پاک نے — منزل صغری سے اور کبری تلک کی رہبری
ابتدا سے حضرت آدم سے اپنے وقت تک — تھا ہویدا نور احمد جیون فلک پر مشتری
بعد آسکے نوح کے طوفان مین اکر کی مدد — بخشدی حفظ و امان کی آسکے تئین کشتی گری
اور موسیٰ سے بصد اشفاق کوہ طور پر — ہنس سا جلکر رہے جب آپ کی جلوہ گری
غارت فرعون و باہم قتل بن عوج عنق — غرق قارونان و قبطیان و سحر سامری
حضرت داؤد کے ہاتھون سے ٹوٹا سخت کفر — قصہ طالوت اور جالوت مین کی داوری

ابن مریم حضرت عیسیٰ کے تئین بہتان ہین — چرخ گردون پر بٹھا کر دی مقام برتری
نیم شب دولت سرا مین امِ ہانی کے رسول — خواب مین بستر پہ آسودہ ہوئے تھی اک گھڑی
یا سوار وقدسی براق زرین حلہ پوش — کر ادب ناموس اکبر نے وہان دی حاضری
چوما انگشت مبارک اپنے لب سے ہو سعید — اور منگا کر روبرو معراج کی خلعت دھری
ہو سوار اسوقت پھر جا پہونچے اقصیٰ کو ترت — کی امامت آپ نے نبیون کی پیچھے صف کھڑی
طے منازل کرگئے سب منتہا تک پاک ذات — قدسیون نے کی زیارت پہن کر کسوت ہری
رہ گئے اپنے مکان پر حضرتِ روح الامین — نور سے پھر آگئے انکے کو دنے رف رف لگی
لیگیا اعلیٰ مکان پر جس جگہ کوئی نتھا — نور رب العالمین دیکھے بچشم انوری
اٹھ گیا پردہ حجاب خاص کا حاصل مراد — عاقبت واللہ اعلم کیون کیا پردہ دری
اس نشانی پر کہین ہین قطب عالم مصرعہ ایک — خود خدائی کی خود ہی کی پیغمبری
گلشن اسلام کو اُس روز سے آئی بہار — اور درخت کفر کو پہونچی ہوا بے پت جھڑی
صبحدم مسجد مین آ اصحاب مین ظاہر کیا — لیک ادنیٰ سے واعلیٰ تک تمام سکری
حضرت صدیقؓ نے سنکر کہا صدق رسولؐ — مصطفیٰ کے تھے مقرر وہ صحابِ اکبری
دومی فاروقؓ عادل روزہ دار شرع تھے — گلشن اسلام پر جس ذات سے صیقل کری
جامع القرآن ذی النورین عثمانؓ باحیا — ریش انور انکی تھی خون شہادت سے بھری
سرِ رب العالمین جان رسول بوترابؓ — کفر کو توڑا علم کر ذوالفقار حیدری
حضرتِ خاتونِ محشر اور دو نون نور عینؓ — جنکے تئین پہونچا الٰہی سے خطاب صابری
نعت پیغمبر مین رکھتا ہی فقیہہ دولت عظیم — از مناقب سروری بہتر نہین ہے شاعری

مستزاد شاہ ظفر غفر اللہ ذنبہ

ہون مین عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہین — کہ ہے غم میری غذا
تو ہے معشوق تجھے غم سے سروکار نہین — کھائے غم تیری بلا

دل و دین تیرے حوالے کیے کرتے ہی طلب — اور جو کچھ کہا سب
پھر جو بیزار ہے تو مجکو بتا اس کا سبب — میری تقصیر ہے کیا
بھیجے خط سیکڑون لکھکر تمھین ہشیاری سے — بڑی دشواری سے
تمنے بھیجا نہ جواب ایک بھی عیاری سے — یہ ہے قسمت کا لکھا
طلب بوسہ پہ کیون اتنا بڑا مانتے ہو — ہمین پہچانتے ہو
دیکھو ہم ہین وہی جانباز ہمین جلتے ہو — کرتے ہین جان فدا
ہے حیاتِ ابدی گر ہو شہادت حاصل — تیرے ہاتھون قاتل
تیرے آب دم شمشیر کو تیرا بسمل — سمجھے ہے آب بقا
کیا کہون تیرے مین انداز و ادا کا عالم — ہے ستم ہاے ستم
دیکھکر ہوش رہین کیا کہ نکلجائے ہے دم — اے بُت ہوش رُبا
نہ تو تقریر سے ہو کام نہ تحریر سے ہو — اور نہ تدبیر سے ہو
ہم تو کہتے ہین ظفر جو کہ ہو تقدیر سے ہو — ہے یہی بات بجا

مستزاد معزز

مین نے اب تک تو ترا عشق نبا ہا آہا — کھا کے سو طرح کے غم
وے افسوس مجھے تو نے نہ چاہا آہا — یانی ظلم و ستم
خود بخود شب کو یکایک مین کہون کیا تجھسے — تیرے بن گذرا جو کچھ
دل پر درد یہ پہلو مین کرا ہا آہا — یاد کر تجھکو صنم
کاہے رس کھاسے کے تم روس رہے ہو پیتم — آکر یا کر دجی ہے ہے
جائے ہے جان مری منتی کر آہا آہا — پاپ ہو جائے دھرم
سا تو کھائل کیتی تقصیر کتی کی نینڈی — ہنڈی تو جان لینڈی
چھنڈری جادان مین تری ترچھی لگا ہا آہا — کچھ نہاین بیمرد ندری

یو ڈی بیوٹی ورسے ہن سم لٹل ویٹ ہیر   کسکو ما ئے ڈیئر
مینڈ گو اپنی ڈیر یو فنارا اہا ہا آہا   مائی ہوس ایورٹے کم
اتنا گو ایم تا میرہ ا سینڈ ہ کو سیٹو   ایڈی ایم آن بالم
زہو کھٹ کٹی سے ملا ترکو نڈ ی کا آہا   سوسی تو مینڈ ہی کتم
ایسے کا سے چوک زہالی سانگ سکیا شوشین   پیو تلا اتا پچے ان
جان ود ہن ودگور وسے فارا اہا ہا آہا   بازور ان کا ظلم
زاردی زار ی زدر خودی زور توئی   دیکھ دسے داخلہ دل
دیکھ معشوق و شائستہ ادا ہا ہا آ ہا   کچھ نہین بیش نہ کم
وقت مستی چو کشیدیم ترا در بر خویش   ہیچو امید وصال
دیدہ ام از تو صنم چند ادا ہا آہا   کشتہ ناز توام
صرفت العمر وفی الہجر لقا یا صنمی   ثم باللہ کہ سن
ثم ہا ثم ہا اے ثم اہا ہا آہا   لیس بے شلل ہم
حیف صد حیف ہے افسوس صد افسوس صنم   آیا پیغام اجل
چھٹ گیا زخم جگر سے مرے پھاہا آہا   اب نکلجا دیگا دم
ہین معزز ترے سب شعر مسلسل موزون   شک نہین ہمین ذرا
یہ غزل جیسنے سنی اسنے سراہا آہا   تازہ کر تازہ رقم

مستزاد دیہا یون

جا پھنسا طائر دل میرا بصد شوق پری   تری کا کل پہ صنم
تو اب آزار کسی طور کا اسے دے نہ ذری   لطف کر اور کرم
ہجر کے جور کی اب تاب نہین ہے مجھ مین   سچ یہ کہتا ہون بھلا
دلبرا بہر خدا اب تو ذری کر تو ری   جان من کر نہ ستم

تری مسی کی دھڑی پان کی سرخی نے میان
قتل کر ڈالا مجھے
دیکھ تو خنجر مژگان نے کیا کیسا بری
آرہا ہونٹھ پہ دم
اے زلیخا مین تری چاہ مین برباد ھوا
یہ گلا کس سے کرون
مثل سیماب کے بیتاب ہون فرقت مین تری
تجکو یوسف کی قسم
دل و دین دونون دیئے دولت ایمان بھی ساتھ
اس ہمایون نے تجھے
دلبری اسپہ بھی تونے نہ ذری اسکی کری
یہ ہے سینے پہ الم

مستزاد اکبر

اس عشق نے یارو مجھے دنیا سے اٹھایا
دیوانہ بناکے
زلفون مین پریرو کے گرفتار پھرایا
پھر شانہ بناکے
پھر شوق کے شیشہ مین شراب عشق کی اپنے
بھر بھر کے پلایا
پھر میرا تماشا سارے عالم کو دکھایا
مستانہ بناکے
یہ دختر رز لگتی ہے ہر ایک کے منھ سے
افسوس اے ساقی
کیا نام رہا تیرا کیا تونے ملایا
میخانہ بناکے
بیدل کیا دلبر نے عبث لے کے مرا دل
کس مکر و ہنر سے
پھر اسنے لگا کان کے بالے مین جھکایا
دردانہ بناکے
نزدیک رقیبون کے صنم رات کو بیٹھا
محفل کیا روشن
پھر اسنے شمع وکے اوپر مجکو جلایا
پروانہ بناکے
غیرون کو بلاکر وہ لگا پاس بٹھانے
مدت سے کے گویا دوست
ہم دوست یگانے کے تئین دور بٹھایا
بیگانہ بناکے
اکبر کی یہی عرض ہے اب حق سے شب و روز
گر اپنا تو طالب
دنیا مین اگر رکھتا ہے تو رکھ اسے خدایا
مردانہ بناکے

مستزاد موج

اس کاکل پیچاں معنبر کا ترے یار ہمسے نہ کھول گیا
خوشبو ستی بالون کی معطر ہوا گھر بار جون غنچہ سمن کھل گیا
ہیگا دل رنجور تری زلفون مین جانان مت کیجیو شتاب
بس گر ہی پڑیگا نہین سنبھلے گا وہ بیمار گر بال کہین ہل گیا
نعرہ کرون جس وقت اگر کوہ کو پاؤن اُسے جلسے ہلاؤن
بس دیکھ کے نازک بدنی حسن کے سردار وہ آپ سیتی ٹل گیا
یہ زندگی لائی تھی عدم سے ہمین اُس جا یان آکے جو دیکھا
سب قافلے کے قافلے ہین ادھر ہی کو تیار بس دیکھکے جی جل گیا
در پر مجھے آدیکھ کے دھر قبضہ اوپر ہاتھ کہنے لگا یہ بات
گر خون مین لوٹے گا ترے حسن کا سردار گر ہاتھ کبھی چل گیا
اک عرض ہے یہ موج کی اب شیر خدا سے کہتا ہون لگا سے
حل کیجیو مشکل مری اے حیدر کرار تجھ نام کے مین بل گیا

مستزاد سراج

تجھ زلف کی یہ باس گئی مشک ختن مین اے نافہ آہو پر مشک خطا سے
ہر غنچہ دل تنگ ہوا پھول چمن مین اے شوخ سمن بو تجھ نکھ کی ہوا سے
ہو خار سی ہے اس پلک تجھ کف پا کو ہے تجھ مین نزاکت از لبکہ سراپا
جس وقت رکھے پاؤن تو بلبل کے چمن مین اے دلبر گل رو اس ناز و ادا سے
اعراب خط و خال فقط چشم ہے مطلق مصحف ہی ترا منھ اے آیت خوبی
ہے سورۂ اخلاص کی خواہش مرے من مین بسم اللہ ہے ابرو اے بدر رسا سے
ایک روز کہا مین نے صنم سے ہو مناسب عشاق کے اوپر سن بات ہماری

بیتاب ہین تجھ غم سے موے بعد کفن مین	کر رحم اے خوشنحو	بولا کہ بلا سے
سوگند مرے اس حال پریشان کی موہن	مانو تو کہون مین	کیون زلف پسیٹی
جمعیت دل بند ہے ہر ایک شکن مین	کھولو خم گیسو	اب مہروو فا سے
یکبار تلطف سے پلا شربت دیدار	اے شوخ شفا دے	بیمار ہون غم کا
ہے مجکو برہ درد جگر مین نہ بدن مین	حاجت نہین دارو	کیا کام دوا سے
رکھ شوق عبث دلمین ترے شعر کو سن لے	ہر آن سراج اب	آتے ہین پریرو
تو دیکھ مری طبع کو ہر ایک سخن مین	کرتا ہون مین جادو	کیا طبع رسا ہے

مستزاد انشاء اللہ خان

لینے جو بلائین لگے ہم آپ کی چٹ چٹ		تو بول اُٹھے جھٹ
چل جا ابے لے واو زیر رو ہو پرے ہٹ		ہے سب یہ بناوٹ
ان آنکھون مین اب حلقۂ زنجیر کرون گا		ایسا ہی بلا ہون
چھوڑون نہ کبھی آپکے دروازے کی چوکھٹ		جبتک نہ کھلین پٹ
مرجائین لہو چھانڑ نہ گو لنگا ہو وہ کیونکر		جو شخص کہ دیکھے
سرخی تری آنکھونکی اور ابرو کی کھچاوٹ		سر بنکے کھلاوٹ
کیا پھبتی ہے اب نام خدا واپھڑے آہا		ہونٹون پہ تمھارے
اک بوسے کے صدمے سے دھوان دھار لاہٹ		مسی کی اداہٹ
اے واے ری بالیدگی اور چنپئی رنگت		یہ گات یہ سج دھج
اور جامۂ شبنم کی وہ چولی کی بناوٹ		بازو کی گلاوٹ
مت چھیڑ مجھے دیکھو ابھی کہنے لگو گے		اچھا کیا تمنے
چولی مری ٹکڑے ہوئی دامن بھی گیا پھٹ		لگجادیگی پھر رٹ
اے عشق ادھر آو مہاراجون کے راجا		ڈنڈوت ہے تکو

گر بیٹھے ہو تم لاکھون کرورون ہی کے سر چپٹا
وہ سیج پڑی پھولون کی مخمل کے وہ تکیے
پردے وہ تمامی کے وہ سونے کا چھپرکٹ
پھرتا ہے سما آنکھون مین ابتک دہی انشا
باہم جو لپٹ سونے مین آجاوے رکاوٹ

اک آن مین جھٹ پٹ
کمخواب کی توشک
اور اُسکی سجاوٹ
ہے ظلم ارے کیون
وہ پیار کی کروٹ

مستزاد حسین

سویا ہے گلے لگ کے جو وہ یار پلنگ پر
آتی ہے لپٹ پھولون کی مہکار پلنگ پر
ہے سرخ جو پوشاک تو اُس گورے بدن پر
رکھتا ہے عجب طرح کا گلزار پلنگ پر
ساقی مین ترے صدقے ذرا جام کو بھر دے
جو ساتھ رہون یار کے سرشار پلنگ پہ
ہے آرزو دل کی جو وہ آغوش مین آوے
سو جاوے تو جاون مین بلہار پلنگ پر
رنگینی ترے شعر کی سن سن کے حسین اب
تو خوش رہے اور پاس ہو دلدار پلنگ پر

کیا نازو ادا سے
اس بند قبا سے
سجتی ہے سجاوٹ
آنچل کی جلا سے
جو شوق سوا ہو
سرمست نشے سے
خواہش ہے مری یہ
منت یہ خدا سے
مشتاق ہوا دل
ہر روز رضا سے

مستزاد معلم

یہ عرض اور ستو یا شہ زمین و زمن
رکھو آفات و بلایون ستی مجکو بہ امن
و دنیا و دین مین مری شرم و حیا رکھ لیجیو
اور مکافات عمل سے مجھے رکھنا احسن

مجھسے عاجز کی بھلا
بہر شہ کربلا
اور عزت دیجیو
اے شہ روز جزا

الغرض میری جو ہر بات مین آسانی ہو — اور نہ حیرانی ہو
کھول دو کلمہ شہادت سیتی میرا یہ دہن — تم مرے ہو رہنما
قبر کے بیچ مین آوینگے وہ منکر و نکیر — نہ کرین مجکو ذلیل
گرز اُنکے سے بچا لیجو مری جان و تن — یا امام الانبیا
جب کہ ہو جاوے سوال اور جواب — نکرین مجھپہ عذاب
فضل رب کے سیتی ہو جاوے مری گور چمن — یا محمد مصطفےٰ
جبکہ ہو روز حشر کیونکہ گران وقت ہے وہ — اور بہت سخت ہے وہ
یا نبی لیجو مجھے بہر حسینؓ اور حسنؓ — اُسکی آفت سے بچا
تمھاری آل کے صدقے یہ معلم ہے غلام — ہے غلامان غلام
حشر مین پاس بلا لیجیو با تحت عدن — کیا کہون اسکے سوا

مستزاد سراج

ہر صبح ملک بر فلک عالم بالا — قد دیکھ سجن کا
تسبیح کرین سلمہ اللہ تعالےٰ — منکا لیے من کا
تجھ چہرہ زرتار کے تارون کی جھلک کی — آنکھون نہین تاب
شاید کہ نمودار ہوا جگ مین اوجالا — سورج کی کرن کا
اے سرو سہی داغ جدائی کی خبر لے — رکھ عزم تماشا
پھولا ہے عجائب یہ ہزارا گل لالہ — تجھ دل کے چمن کا
تجھ ابروے خونریز کی شمشیر کی او جھڑ — ہے جسکے جگر پر
کہتے ہین اسے جگ کے جوانمرد جوالا — تجھ عشق کے رن کا
بر جاہے اگر ہوش سے بیہوش ہوا ہون — اے ساقی گلرو
مجلس مین محبت کے ہوا نشہ دوبالا — تجھ جام نین کا

نسبت سے ترے حسن کی ہوئی پھول کی پنکھڑی
تجھ پلک کے نزاکت آنکھیں کس جھاڑ کا پالا
دیدار کی سمرن ہے مجھ آنکھوں میں سراج آج
انگلیوں سے پلک کے لئے ہین ہاتھ میں مالا
توسب میں ہزار ادا
ہے پات سمن زرا
بس کیوں نہ بھراویں
آنسو کے رتن کا

مخمس در مدح حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم از شہیدی

بیاں اس روئے روشن کے ہو کیا انوار بیحد کا
ہے شمع لم یزل کا پرتوہ جلوہ محمدؐ کا
سراپا نور تھا اسواسطے سایہ نہ تھا قد کا
طلوع روشنی جیسے نشاں ہوشہ کی آمد کا
نبی جاں تھرتھرائے خوف سے شیطاں بھی گھبرایا
ہوا سایہ جہاں کے کافروں میں تہلکہ برپا
تہ و بالا ہوئے کعبہ میں یکسر لات اور عزا
عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
نہ تھا فخر دو عالم فخر تھا اپنے اب و جد کا عرب میں شور اٹھا جس وقت اسکی آمد کا

اسی کے فیض سے کل دفتر عالم ہوا پیدا
اسی کے نور کا پرتو عقول عشرہ میں دیکھا
نہیں جز مبدء فیاض کوئی ہمسبق اس کا
دبستان ازل میں وہ معلم عقل کل کا تھا
محمدؐ مصطفیٰ باعث ہوئے ایجاد عالم کے
تمامی انبیا کو اسکی خلقت سے ملے رتبے
بڑھے اس کے سبب سے نوح و اسمعیل کے درجے
شرف حاصل ہوا آدم و ابراہیم کو اس سے
نہ تھا نام و نشاں جس روز لوح زبرجد کا ظہور حق کی حجت ہے جناب نور احمد کا

چمن بند قضا نقاش اس کی بزم رنگین میں
تدارک بند ہے ہمتاش اس کی بزم رنگین میں
ہر اک عرشی ہے حاضر باش اسکی بزم رنگین میں
چمن پیرائے کن فراش اسکی بزم رنگین میں
بہار آفرینش ایک بوٹہ اس کی مسند کا
بہانہ اس کے آنیکا نزول وحی قرآن تھا
فرشتہ تھا مگر ظاہر میں بنا شکل انسان تھا
علاموں کی طرح آٹھوں پہر دونوں پہ قربان تھا
شب و روز اسکے صاحبزادوں کا گھوارہ جنباں تھا
عجب ڈھب یا وتھا روح الامین کو بھی خوشامد کا

نہ تھا تو بلبل و گل پر ہوا صبا و گل چین کو
رکھا آباد و شادان گلشن دنیا کو اور دین کو
بنا تھا جسم اطہر و جہان کی زیب و تزئین کو
وہ اس عالم میں رونق بخش تھا حوروں کی تسکین کو

در مقصود لیکر حق سے شاہ بحر و بر آیا
عجب دریا دلی سے جا کے بیخوف و خطر آیا
جو اس کی ہمت عالی کا دریا موج پر آیا
شب معراج چڑھ کر عرش پر دم میں اتر آیا

نہ جانو فرق اک نقطہ کا احمد کو احد سمجھو
سراپا مظہر حق ظاہر و باطن میں ہے وہ تو
وہ خود مفتاح ہے مفتاح کی کیا اسکو حاجت ہو
کشود عقدہ باطن میں کافی نام حق اسکو

جہان پرواز کرنے سے پر جبریل جلتا ہو
بھلا ایسے محل میں دخل پھر شیطان کا کیا ہو
وہیں مار اڑے گو سو طرح کا بھیس بدلا ہو
گر افعی بن کے جا نکلے ادھر ابلیس اندھا ہو

خدا کا ذکر دل میں بخشش امت کے لب پر ہو
معانی تو ادھر کے پر تلفظ میں ادھر مائل
ادھر مشغول تھا حق سے ادھر تھا وعظ میں قائل
ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل

خواص اس نسخ کبری میں تھا حرف مشدد کا

مثلث کو مربع کسطرح لکھتا کوئی یارو
احد میں میم آ کر چار ارکان ہو گئے دیکھو
نہ ممکن تھا کسی ترکیب سے مفرد مرکب ہو
گذر وحدت سے کثرت میں نہوے ذات مطلق کو

سمجھکر گوشہ ایمان یہ دامن تیرا پکڑا ہے
مجھے کونین میں تیرے سوا اب آسرا کیا ہے
مرادونوں جہان میں تو ہی بس ملجا و ماوا ہے
بھروسہ ہر کسی کو اک حصار عافیت کا ہے

مکان لامکان سے ہی یہ برتر کچھ ترا ایوان
ہے ادنی فرش پا انداز تیرا عرش عالیشان
ستارے ہیں ترے پابوس سے مہر و مہ تابان
تری پابوس سے ہفتم فلک پر منزل الیوان

ہمیں دونوں جہان میں رحمت و غصہ کا ڈر کیوں ہو
تجھے بھیجا خدا نے رحمۃ للعالمین ہے تو
ترے انعام بے پایان کا کیا ہو شکر اے خوش خو
خدا سے مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندوں کو

جو عاشق ہیں وصال حق سے وہ ہو دینگے فرحت میں
جو عابد ہیں وہ حوروں جنان سے ہونگے خلوت میں
ترے قسمت کہ سب ہو وینگے کیا کیا ناز و نعمت میں
بٹھیں گے جب گھڑی عشرت کے سامان بزم جنت میں

کھلے گا حال امت کو ترے انعام بے حد کا

شفیع المذنبین جب یاد فرماوینگے اُمت کو
خوشی کے مارے ہم سب بھول جاوینگے مصیبت کو
جو روتے ہونگے ہنستے کھیلتے جاوینگے جنت کو
لب گوہر فشان وا ہونگے جب عرض شفاعت کو

تری محراب ابرو کا ہے طاق کعبہ شیدائی
ترے خال سیہ کا سنگ اسود بھی ہے سودائی
ہے دلمین اُسکے داغ حسرت شوق جبین سائی
رہا کعبہ مین تیرے روضہ کے در پر نہ جا پائی

وعید کبریائی تا کہ صادق ہو قیامت مین
یہودی اور نصرانی رہے تیری عداوت مین
مجوس کو ترے اقرار ہو تیری نبوت مین
عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت مین

تری خاطر سے خالق نے کئے ہین خلق انس و جان
ہوا معمور تیرے نور سے یہ عالم امکان
کیا پیدا نہ پیدا ہو کبھی ایسا کوئی انسان
ہوا تجھسا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایمان

عجب کیا لال کر دیوے زبان تر کی و تازی
کہ شعر آبدار اپنا ہے رشک تیغ فولادی
کٹے اس تیغ ہندی سے نہ کیون تیغ صفاہانی
تری تعریف سے میری زبان ہی ہو گئی ہے تیزی
صفاہان تک مسخر ہوگا اس تیغ ہندی کا

یہان ایک حرف موزون گر کوئی انصاف سے دیکھے
فصاحت اور بلاغت مین ہے بہتر سو کتابون سے
ردی ہو جائین گی صد ہا بیاضین سیکڑون نسخے
پھٹینگے مثل تقویم کہن دیوان ہزارون کے

طپان شوق زیارت مین ہے اُسکی روح او قالب
مرا ہادی ہے رہبر ہے علی ابن ابی طالب
جناب آسمان رفعت پہ پہونچون گا یہ ہے غالب
ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب

کبھی یہ مردم دیدہ سواد یثربی دیکھین
کبھی اُس روضۂ قدس کے وہ قبے نظر آوین
کبھی درگاہ مین تیری کرون جاروب سے پلکین
کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملون آنکھین

ترے کوچے مین جا کر کب بھلا فردوس یاد آوے
کہ بہتر سدرہ و طوبی سے دیوارونکے ہین سایے
مجھے خلد برین کی عیش و عشرت محو ہوجی سے
فراغ دل سے گو وان زندگی کا کوئی دم گذرے

الٰہی پہنچون یثرب مین یہی مقصود ہے میرا
اگر مرجاؤن مین جا کر وہان تو اس سے بہتر کیا
وہان کے دشت مین ہو جاؤن مین طعمہ درندون کا
مدینہ کی زمین کے گر نہ لائق ہو مرا لاشا
کسی صحرا مین وہان کے مین خورش ہون دام و دد کا

خرابی آشیانہ عنصری کی میری جب آوے
کبوتر بنکے روح پاک میری روضے مین پہنچے
جو ہوا آزاد مرغ جان تو پائے شوق سے اڑکے
تمنا ہے درختون پر ترے روضے کے جا بیٹھے

مذاق اس مسئلے کی یہ خبر ثابت روایت سے
کہ خالق نے درود افضل کیا ہے ہر عبادت سے
وہین صل علی فرما کے بس لبہائے رحمت سے
خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے

مخمس در نعت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جرأت شاعر

تمام امت بھی اور مداح تھا ہارون بھائی کا
اور اک عالم کرے تھا وصف عیسیٰ کی دوائی کا
نبی موصوف گذرا ہے ہر اک نوحی خدائی کا
محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا

اُسی کے نور سے جاتی رہی ہے کفر کی ظلمت
اُسکی شان مین نازل ہوئی شمس الضحیٰ آیت
اُسی کی حق نے کی کونین مین سر لدحی خلعت
سپہر معرفت تھا ہے وہ مہر الوہیت
کہ جس کا دین روشن آئینہ ہے حق نمائی کا

اُسی کی ذات ہے کون و مکان کی باعث خلقت
اُسکی شان مین لولاک نازل ہے بصورت
جب ایسی ذات بابرکات ہووے پھر تو بدقت
منور کیون نہ اُسکے نور سے ہو خانہ طاعت

مقرر جو کیے ہین اُس نے اپنی شرع کے رستے
بغیر از اُسکے کوئی منزل مقصود کو پہنچے
نہین ممکن فرشتہ ہووے وہ اور کیا ولی ہووے
بلند اُسکا وہ ایوان مراتب ہے کہ ہین اُس کے

اگرچہ لاکھ پیغمبر اُسی کا آفریدہ ہے
موافق مرتبے اپنے کے ہر اک حق رسیدہ ہے
محمد مصطفےٰ لیکن باوصاف حمیدہ ہے
گروہ انبیا مین وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے

سلیمان و سکندر اور کسریٰ کیقباد و جم
در خانہ مین اُسکے بار کب پاتے ہیں یہ ہر دم
فرشتہ بھی جہان ششدر رہے ہرگز نہ مارے دم
رکھے ہے منزلت آستان سرور عالم

کیا کلمہ نے اُس کے نفی اور اثبات سے محرم
وہی روز قیامت کو ہے کا شافع عالم
نصیحت تجھکو کرتا ہون یہ جبتک دم مین دم
اُسی کے عشق مین پابند اُلفت ہو دلا ہر دم
کہ ہو ویگا وہی روز جزا موجب رہائی کا

فرشتے اور بشر سے ہے خطا نسبت جو اُسکو وہ
نہین خیر البشر ہے بلکہ فخر انبیا ہے وہ
بھلا بے میم احمد اور عرب بے عین ہووے جو
سراپا نور حق نامِ خدا کہیئے نہ کیون اُسکو

فرشتے اور بشر کی حق نے حق ہے اُنہیں خلقت
وے خالق نے کی ہر جنس کی کونین مین کثرت
محمد مصطفےٰ اخلاق کی اک خاص ہے خلقت
دلیل اُسکی ہے یکتائی کی یہ لاریب بے جرأت

مخمس معروف بر غزل حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عشوے سے ظاہر سر بسر ہے جلوۂ حور و پری
غمزے مین تیرے مو بمو پنہان ہے فن جادوگری
جتنی کہ خوبی چاہیئے ہے تیری صورت مین بھری
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتانِ آذری

نقاش قدرت نے تجھے جس دم بنایا سر بسر
جتنے کہ اگلے نقش تھے بے رونق آئے بر نظر
سارا مرقع دہر کا ہر چند دیکھا غور کر
ہر گز نیاید در نظر نقشے ز رویت خوب تر
شمسے ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

مشق خرام ناز سے تو جلوہ کرتا ہے جہان
جون سایہ رہتے ہین پڑے عشاق بیتاب و توان
چاہین کہ اٹھین خاک سے سو ہم مین طاقت کہان
اے راحت و آرام جان قد تو چون سرو روان

رہتی تھی عاشق سے تجھے یہ کسقدر بیگانگی
مانند نور سایہ کے کچھ اور آمیزش نہ تھی
پر انتہائے عشق مین دیکھا کہ یہ صورت ہوئی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

مانا کہ مانی آج ہے تیرا قلم حسن آفرین
کھینچے ہین تو نے عمر بھر نقش بتان نازنین
گو رنگ لاکھ لا کے تو پر ہم ترے قائل نہین
صورتگر زیبائے چین رو صورت یارم ببین

درپے جو اپنے دیکھکر مجھ کو وہ دلبر مہ لقا
ہو کر غضب کھینچنے لگا تو کون ہے اٹھ یان سے جا
معروف مین نے رو دیا اور رو کے یہ مقطع پڑھا
خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما

مخمس معروف بر غزل خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

نہ پوچھ مجھسے غم و درد و صدمہ ہاے فراق
ازل سے مجھکو بنایا ہے آشناے فراق
لکھا نہیں مری تقدیر میں سواے فراق
مباد کس چو من خستہ مبتلاے فراق

غم فراق سے ازبسکہ ہون سدا بیدم
ہر ایک دم ہے مرا میرے حق مین تیغ دو دم
طرف فلک کے یہ کہتا ہون دیکھکر ہر دم
کجا روم چہ کنم حال دل کرا گویم

بھرا ہے بسکہ دل و جان مین تیرے ہجر کا غم
بنا ہے چشمۂ خون جگر یہ دیدۂ نم
جو بس چلے تو بتقریب انتقام الم
فراق را بفراق تو مبتلا سازم

کیے ہین ہجر نے ازبسکہ مجھپہ جور و ستم
تو بن رہا ہے یہ غصہ سے اب مرا عالم
کہ دل ہی دل مین سوچا کرے ہون میں ہر دم
اگر بدست من افتد فراق را بکشم

تمام عمر رہا دوستو میں اس سے جدا
اور اس پہ کچھ نہو قسمت کا تو نہ کر شکوا
ذرا سمجھ کے کہو بات از براے خدا
من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا
مگر بزاد مرا مادر از براے فراق

بآب دیدہ دہم باز خونبہاے فراق
چنانکہ خون بچکانم ز دیدہ ہا فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق
کہ داد من بستاند و دہد سزاے فراق

اسیر بند بلا ہین یہ ناتوان شب و روز
سبب یہ ہے کہ وہ آنکھون سے ہین نہان شب و روز
سنا کیے ہین جو معروف کی فغان شب و روز
ازین سبب من حافظ چو بیدلان شب و روز
چو بلبل سحری میزنم نواے فراق

این مخمس از حیدر علی آتش است

بھڑک کے عشق سے سارے بدن مین آگ لگی
یہ شعلہ آہ کا نکلا دہن مین آگ لگی
ترے تو آتش رخ سے چمن مین آگ لگی
مرے تو جان و جگر اور تن مین آگ لگی
یہ رفو کبھی تھی بلبل وطن مین آگ لگی

وہ کیا حنا تھی منگائی چمن سے شیرین نے
اور اسکی خلق مین شہرت اڑائی شیرین نے
ادھر تو ہاتھون مین مہندی لگائی شیرین نے
نگار یہ سیر عجائب دکھائی شیرین نے
پھر اس طرفکو دل کوہکن مین آگ لگی

کیا علاج اطبا نے نارسائی سے
نہ آخرش ہوئی صحت کسی دوائی سے
یہ رنگ جسم کا ہے تیری آشنائی سے
جلے ہے لاش مری آتش جدائی سے
مدد کو پہنچو صنم اب کفن مین آگ لگی

تمھاری چپ سے مری چپ زبان ہے بولو تو
لبونکو دیکھ کے حیران جہان ہے بولو تو
مرے تو دلمین کچھ اور ہی گمان ہے بولو تو
یہ مستی ہو ٹونیہ ہے یا دھوان ہے بولو تو

بھرے تھے تمغے ہر ایک گل کی جھولی مین
گلون نے گھیر لیا تھا اُسے ٹھٹھولی مین
چھڑکتے جاتے تھے ہنس ہنس کے رنگ چولی مین
گلال زلفون مین اُنکی پڑا تھا ہولی مین

اگرچہ ہوتے ہین گلرخ ہزار غصے مین
پر اسطرح کی نہ دیکھی بہار غصے مین
یہ وصف تجھ ہی مین دیکھا نگار غصے مین
ہوا جو سرخ ترا چہرہ یار غصے مین

ہوا اثر کشش دل کا دل مین تب اُس کے
تو خود بخود وہ لگا دوڑ کر گلے میرے
یہ سیر جس نے نہ دیکھی ہو آن کر دیکھے
طلب جو بوسہ کیا مین نے اُس بھبھوکے سے

ملا ہے نام خدا مجھکو اک صنم ایسا
کہ جسکے دیکھے سے ہوتے ہین سیکڑون شیدا
مین بھولی باتون کا اُسکی بیان کرون کیا کیا
شفق کو دیکھ کے کہتا ہے نوجوان میرا
عجب تماشا ہے چرخ کہن مین آگ لگی

مخمس معروف بر غزل

محمد ابراہیم ذوق

جو کوئی عاشق بت سفاک پر ہو جائے ہے
خنجر بیداد سے آخر شہادت پائے ہے
لیکن ایسی موت کب ہر ایک کے ہاتھ آئے ہے
سر بوقت ذبح اپنا اُس کے زیر پائے ہے

مین پڑا ہون قید مین اور موسم گل آئے ہے
شوق کو موج صبا ہمتا بیان دکھلائے ہے
سخت تنگ آیا ہون بیٹھے بیٹھے جی گھبرائے ہے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائے ہے

ضعف سے مشکل ہے اب مژگان کا بھی ہونا بہم
زور اگر چلتا تو مرجاتے کہین جلدی سے ہم
ناتوان ہین کسطرح طے کر سکین راہ عدم
ہان مدد طاقت مجھے کی ضعف سے سینہ میں دم

مر رہے مر تے مجھے چکا ہون زخم میں کتنا نمک
کیا عجب ہے گر خاک سے بھی میری اُٹھے نمک
[illegible] قاتل مین بھی ہے کیسا نمک
واہ وا شور محبت خوب ہی جھڑکا نمک
استخوان میرے ہما کس کس مزے سے کھائے ہے

ہر نفس جھڑتے ہین آہ گرم سے میری شرر
خونِ دل ہر دم بہاتی ہے رگِ مژگان تر
کون ہے اسوقت مین بیرا پوچھے میری خبر
گرمیِ سوزِ دروں سے بھن جائینگے دل اور جگر

بسکہ در حسرت دیدار سے تھا بے قرار
کھو دیا بیچارے نے ہستی کا ننگ اعتبار
کشمکش مین مرگ کے بیخود پڑا معروف زار
نزع مین بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار

مخمس از تالیف مرزا محمد سلطان صاحب فتح الملک ولیعہد بہادر شاہ دہلی المتخلص بہ رمز

پرتو پڑے جو اُس کے رخِ بے حجاب کا
پیدا ہو رنگ سنگ مین لعل خوش آب کا
پردے مین تو یہ جلوہ ہے اُس رخ کے تاب کا
جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا

شب بزم مے تھی اور تھے سب جمع آشنا
اک رند مے پرست نے مذکور یون کیا
یعنے عجیب نقل ہے اور طرفہ ماجرا
کل سے کے شیخ مجتہد عصر سا قیا

دینے لگا وہ رنج و تفکر مجھے بہ طنز
یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طنز
جب دیکھا خوب محو تحیر مجھے بہ طنز
کہنے لگا زراہ تبختر مجھے بہ طنز

جب سب طرح سے پند و نصیحت وہ کر چکے
مین بیٹھا چپکا سنتا رہا وہ کہے گئے
جانا یہ مینے یون تو یہ چپکے نہ ہووینگے
مین نے کہا کہ ہم بھی ہین ہان خوب جانتے

جو کچھ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہے تو یون
لیکن تمھارا زہد ہے یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپ کرتے ہین ہے باطل و جنون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون

جو طعن مے کشون پہ کرو تم بجا درست
ایسا ہی ظاہر آپ نے پیدا کیا درست
پر یہ صلاح و زہد کا دعوی ہے نا درست
تقوی ہمارے آگے ہو جب آپ کا درست

جسدن کہ روز ابر ہوا اور سارے بادہ کش
پیاسے پکارین ہاتھ سے ساقی کے العطش
اُسدن یہ جلسہ سب ہو تو کر جاؤ تم بھی غش
مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش
اور ہو نہ وان مخل کوئی باعثِ حجاب کا

مدہوش کر دے باتون مین تمکو لگا کے منھ
پھر دیکھین بیٹھتے ہو کدھر تم چھپا کے منھ
اور جب ز روے طنز ہنسے گا بنا کے منھ
کھینچے ہنسی سے اُس کو وہ منھ سے لگا کے منھ
یہ ریش جس مین جلوہ ہو رنگ خضاب کا

اک مست ناز حور شمایل پری لقا
مستی مین جسکو پاس نہ ہو کچھ بھی شرم کا
از روے لطف بوسہ کرے یون تمھین عطا
گردن مین ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بے حیا
دے ذائقہ زبانکو دہن کے لعاب کا

پھر دیکھیں کیونکہ بنتی ہے بے دین دل کے
جب وہ حریف ہاتھ مین آ جام مے لیئے
گر تم نے مے کے پینے مین کچھ عذر بھی کیئے
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیئے
گر پی نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا

جسوقت اسطرح سر و سامان عیش ہو
اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اور پھر بضد وہ ہوکے کرے ایسی گفتگو
اُسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپ کو
گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور یون تو مین بھی جانتا ہون بادہ ہی حرام
اور آپ کو تو بادہ سے انکار ہے تمام
پر اعتقاد ہوگا اُسی وقت لا کلام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام
قایل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہین مومنان کیلیئے مومنان پاک
کیا کیا دعائین دل سے بوقت امید پاک
ہان رمز تو بھی کہدے بہ یک آہ دردناک
یارب غم حسین مین اخترؔ ہو جبکہ خاک
سایہ اُسے ملے قدم بو تراب کا

مخمس معروف بر غزل میر نظام الدین المتخلص بہ ممنونؔ

ہے داد خواہ تجھسے وفا اور وفا سے ہم
راضی ہے ہم سے تیری جفا اور جفا سے ہم
کیا لگ چلی ہے تجھ سے ہوا اور ہوا سے ہم
نکہت کو تجھ سے لے ہے صبا اور صبا سے ہم
لے عطر تیرے تن سے قبا و قبا سے ہم

کرنی ہے ہم کو عمر بسر راہ عشق مین
ہے جس کو جان و تن کی خبر راہ عشق مین
یعنی گئے ہین سر سے گذر راہ عشق مین
دینا ہر ایک گام پہ سر راہ عشق مین
الفت سے سیکھتے ہین قضا و وفا سے ہم

رہتے ہین روز رات کو روتے سحر تلک
ہچکی سی ایک لگتی ہے دو دو پہر تلک
پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک
پہونچی نہ ایک بار اجابت کے در تلک
لگ آئی ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

لازم ہے دوستون کو رہے دل ہی عمر بھر
احسانمند خوبی اخلاق نیک و گر
ہین ہم بھی فیض گلشن ہستی سے بہرہ ور
دامان بھر کے لیتے ہین نکہت سے ہر سحر

دل مین بھری ہین بس کہ محبت کی شوخیان
ہر غنچہ گل کا اپنے گمان میں ہے گلستان
نیرنگ کارخانہ دل کیا کرون بیان
ہر ایک تازہ رنگ ہے خون بدل نشان

راہ طلب مین کسکو میسر ہے بازگشت
یان ہر قدم ہے صورت خورشید تیغ و طشت
دیوانگان شوق سے مت پوچھ سرگذشت
سرگرم جستجو مین ترے بسکہ دشت دشت

یون اب کوئی بڑھاوے کسو سے ہزار ربط
پر بے مناسبت کا نہو استوار ربط
ہوتا ہے اپنے جنس سے بے اختیار ربط
استغنا سے رکھے ہے سپہ روزگار ربط

احیا کا گرچہ معجزہ آرائے ہے مسیح
لیکن مریض عشق سے شرمائے ہے مسیح
معروف درد عشق کو کب پائے ہے مسیح
ممنون درد دیکھ کے فرمائے ہے مسیح
عاجز ہی اس مرض سے دوا و دوا ہے ہم

مخمس معروف بر غزل نواب اسد اللہ خان بہادر المتخلص بہ اسد ملقب بہ غالب

شرح درد دل افگار کہون یا نہ کہون
ہے مجھے رخصت گفتار کہون یا نہ کہون
کچھ تو کہہ اے بت عیار کہون یا نہ کہون
اپنا احوال دل زار کہون یا نہ کہون

آپ سے ہے دل وحشت زدہ کب بے باہر
تیرہ بھی مین نہین انداز کے ڈھب سے باہر
حرف بیجا نہین آتا مرے لب سے باہر
نہین کرنے کا مین تقریر ادب سے باہر

باب پنجم کی گلستان کی حکایت سمجھو
مرثیہ کی اسے یا کوئی روایت سمجھو
خیر جو سمجھو سو سمجھو یہ نہایت سمجھو
شکوہ سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو

دیکھ کر بیکسی عاشق و بے یاریٔ دل
ہے سویدا بھی سیہ پوش عزاداریٔ دل
ٹکڑے ہوتا ہے جگر دیکھ کے ناچاریٔ دل
اپنے دل ہی سے مین احوال گرفتاریٔ دل
جب نہ پاؤن کوئی غمخوار کہون یا نہ کہون

جو کوئی کرتا گلہ ہے جو کسو اپنے کا
لوگ باور نہیں کرتے ہیں پر اسکو اصلا
ہے یہ مشکل کہ نہیں اور سے مجھکو شکوہ
دل کے ہاتھوں سے گلہ ہے کہ ہے دشمن اپنا

یعنی پردے ہی مین اک طرح کا پنہان ہے غماز
اشک بیتابی و فریاد و فغان ہے غماز
پہلے تو عاشق غمگین کی زبان ہے غماز
مین تو دیوانہ ہون اور ایک جہان ہے غماز

ہے سخن واقعی دلکی مجھے معروف بلد
ہون بزندان سخن صورت قفل ابجد
دل مین باتین ہین بھری بسکہ زیادہ از حد
آپ سے میرا وہ احوال نپوچھے تو اسد

مخمس شاعر بے عدیل معروف

برغزل حافظ احسان صاحب

نالہ ہاے بے اثر بے فائدہ
زاری شام و سحر بے فائدہ
کیجیے کیون جی کا ضرر بے فائدہ
گریہ ام اے سیمبر بے فائدہ
رنگ زرد ہمچو زر بے فائدہ

نے تو نقش مدعا کی ہے نشست
نے صف غم ہی کو ملتی ہے شکست
خوب دیکھا او دل الفت پرست
نالہ من سر بسر بے حاصل ست

رد کرے جو ایک بوسہ کا سوال
وہ کرے کیا خاک عاشق کو نہال
کب بر آتی ہے تمناے وصال
اے صنم اے سرو بستان جمال

نزع کی حالت مین کیا ہوتا اگر
دیکھ جاتا جو مجھے تو اک نظر
واے حسرت اے بت بیدادگر
جاں بلب دارم نمی داری خبر

ہر گھڑی تو یہ جو کرتا ہے بیان
دل لگاوٹ اس مین ہے جی کا زیان
تو کوئی قاضی ہے تجھ کو کیا میان
ناصحا من دانم و عشق بتان

کہتے ہین معروف ہی کو کیا زبون
سیر کو بھی کہتے ہین مرد فنون
کرتے ہین سودا تلک ثابت جنون
قدر شعر احسان کہ میداند کنون
میخورم خون جگر بے فائدہ

مخمس مرزا بر غزل محمد ابراہیم صاحب المتخلص بذوق

جوش میں طوفان کو لانا کوئی ہم سے سیکھ جاے
اضطراب دل دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جاے
خاک میں گوہر ملانا کوئی ہم سے سیکھ جاے
ابر تر آنسو بہانا کوئی ہم سے سیکھ جاے
برق مضطر تلملانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

تھا یقین ہمکو کہ بس سمجھے ہیں کوئی دم کو قتل
کون سا مشکل ہے کرنا عاشق پرغم کو قتل
کر چکا ہے تو اسی انداز سے عالم کو قتل
ہم نے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہم کو قتل
تیوریونکا تاڑ جانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

یہ تو ظاہر ہے کہ دشمن کو ہے جبتک مجھسے بیر
کھینچے کیا ہوے بیٹھے دیکھتے ہین ہم بھی سیر
یار ہو اُس کے ہی کہتے ہیں تو ہے یہ بھی بخیر
جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اُسکو غیر
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

کیا ہی چھپاتے ہین اپنے دیکھ کر دل کا یہ حال
سچ کہا ہے قدر نعمت ہوتی ہے بعد از زوال
سینہ کاوی سے حقیقت میں ہوا نقصان کمال
تیر و پیکان جتنے تھے دل میں وے ہمنے نکال
ہاتھ سے ہاتھوں کو گر ٹھانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

شور الفت کا بیان احوال میں کس سے کرون
آہ اور بھرنے لگا تازہ ہر اک زخم درون
کیا خوشی کا ذکر یان ہے عشق کا ہے یہ فسون
دیکھ کر قاتل کو بھر لائی ہے خواہش دل میں خون
سچ تو یون ہے مسکرانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

خوب ہے گر تو نجائے ایسے جانے سے وہان
یعنی کچھ حاصل نہین ہے سر کٹانے سے وہان
ہے سوا ظلم و ستم سارے زمانے سے وہان
کہدو قاصد سے کہ جاوے کچھ بہانے سے وہان
گر نہیں آتا بہانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

ایسے غم مین گر جئے ہے کام یہ ہے مرد کا
حال لکھتا کیون کہ اُنکو رنگ روے زرد کا
قصہ سنواتے ہین اُن کو اپنی آہ سرد کا
خط میں لکھوا کر اُنھیں بھیجا تو مطلع درد کا
درد دل اپنا جتانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

کر دیا گردون کو اُس کے سامنے خم آپ سے
اسطرح دانستہ دے ہے کوئی سر کم آپ سے
خوش ہوا ہی چاہیے وہ آشوب عالم آپ سے
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

کا ہے کو کچھ منہ سے کہتا جا نتا میں یہ اگر
اسطرحکا نکتہ چین وہ ہو گیا ہے کینہ ور
باتون باتون میں کیا کیون جان کا اپنی ضرر
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹکر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جاے

گو نہ کھینچی ظاہر اُس دشمن عالم نے تیغ
ہاتھ مین دی پر خیال ابروِ پر خم نے تیغ
آپ اپنے پر لگائی عاشق پر غم نے تیغ
وان ہلے ابرو یہان گردن پہ پھیری ہمنے تیغ

اُنکو جب پاتے ہین تج اپنے کو کب پاتے ہین ہم
ساتھ اپنے شوق کے ہمدم تو اُڑ جاتے ہین ہم
شوق کی نیرنگ سازی اُن کو دکھلاتے ہین ہم
سن کے آمد اُن کی از خود رفتہ ہو جاتے ہین ہم

گو سیہ کاری سے ہے اے رمز حال دل تباہ
یہ ملی ہے لیکن اس کے دل مین گھر کرنے کی راہ
رہنمائے راہ اُلفت ہو گئے اپنے گناہ
کیا ہوا اے ذوق ہین جو مرو کمٹ ے سیاہ

محمد شاہ دہلی المتخلص بہ ظفر

غفر اللہ لہ بہ غزل رمز

تمھاری وضع سے صاف بیان کیا تھا ہوا کیا ہے
ہمین تم سے محبت کا گمان کیا تھا ہوا کیا ہے
تمھارا قول ہم سے میری جان کیا تھا ہوا کیا ہے
کیا وہ آپ نے ہم سے بیان کیا تھا ہوا کیا ہے
کرو تم یاد اقرار زبان کیا تھا ہوا کیا ہے

محبت ہوتے ہی پہلے تو کی مہر و وفا تو نے
ستم پھر جو کرتا ہے وہ کیا دیکھی خطا تو نے
ہمارا لے گئے دل بے مہر آخر کی دغا تو نے
یہ جانا تھا کریگا تو وفا پر کی جفا تو نے

ہمیشہ سے ترا جان حزین کو یہ مقولہ تھا
کہ اس قالب مین بن تس کے نہین رہنے کی مین اصلا
وہ پہونچا اپنے گھر اور تو یہین کرتی ہے واویلا
تجھے تھا ساتھ جانا وہ گیا تو رہ گئی تنہا

جو عہدہ قاصدی کا لے وہ مرنے پر کمر باندھے
کہ خط کو ہاتھ مین لیکر ہتھیلی پر وہ سر رکھے
ہوا کیا اور خیال افسوس تیے دل مین کیا کیا ہے
تمنا تھی جواب خط کی قاصد کے ہوے پرسے

زمانہ دوستدار رنج یا ہو دشمن شادی
فلک کے ظلم سے خاموش کوئی ہو کہ فریادی
اُسے کیا کام جسکو قید دنیا سے ہو آزادی
ملا تھا خاک مین کون اور اب ہے کس کی بربادی

سراسیمہ یہ کیا اب دیکھتا ہے چار سو اے دل
نہ یارا ہے خموشی اور نہ تاب گفتگو اے دل
ہمین معلوم ہے احوال تیرا مو بمو اے دل
کیا وہ مکر کس فکر مین گم ہے تو اے دل
کہان تھا کون تھا کیا تھا میان کیا تھا ہوا کیا ہے

کرے جسکو فدا دل نہ جو کوئی چارہ گر اُس کو
نصیبوں سے لے گر آسکے شاہ نکتہ ور اُس کو
سنائیں حسب حال اپنے رمز اپنا شعر گر اُس کو
اگر ہم جانتے ایسا نہ دیتے دل ظفر اُس کو
کہیں کیا ہمنے تمسے جاؤں کیا تھا ہوا کیا ہے

مخمس معروف بر غزل عبد الرحمن خان المتخلص بہ احسان

بنی ہے چشمۂ خون چشم اشکبار دریغ
بچا نہ قطرۂ خونِ جگر فگار دریغ
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہوا ہے زرد مرا غم سے جسم زار دریغ
بسنت پھولی ہے لیکن نہیں ہے یار دریغ

ملا جو تجھ سے سر راہ میں بیابان گرد
تو دیکھ دیکھ مرا حال زار چہرہ زرد
ہنسا نہ زیر لب اک بھر کے ناز سے دم سرد
کڑھتا ہے دیکھ کے تو اسطرح دم بیدرد
نشان زبان پہ ہے الحمد آشکار دریغ

بچھے ہیں پھول گلستان کے نشیمن میں
ہر ایک جا یہ ہے مرغان باغ شیون میں
بھرے ہیں لخت جگر غنچۂ گل کے دامن میں
گذر ہوا تھا یہ کس رشک گل کا گلشن میں
کہ بلبلاتی ہیں یون بلبلیں ہزار دریغ

نہیں کوئی مرا دلدار آشنا فی الحال
پر ایک تیرا جو چھلا ہے یادگار وصال
اُسی کو سینہ پہ دھرتا ہوں خوب کر کے لال
جو گل ہیں کھائے لکھوں کسطرح تجھے احوال
نہیں ہے پاس کبوتر بھی لے نگار دریغ

کرم ہے تو نے جو مقتل میں جلوہ فرمایا
زبسکہ مجھ کو تمنائے مرگ میں پایا
تو سبکو قتل کیا اور مجھ کو ترسایا
گلوئے تشنہ پہ میرے نہ تجھ کو رحم آیا
دریغ تو نے رکھی تیغ آبدار دریغ

نہ آپ میں ہے یہ معروف بے سر و سامان
نہ پاس شرم و حیا ہے نہ ضبط آہ و فغان
نہار رونے سے ہووے یہ دیدۂ گریان
نہ دل کو تاب ہے فرقت میں کیا کروں احسان
نہ چین دیتی ہے جان کو یہ اضطرار دریغ

مخمس مرزا رفیع السودا بر مصرع یقین

اُس شوخ سے اس دل کے لگجانے کو کیا کہیے
تا حق کی اذیت سے دکھ پانے کو کیا کہیے
احوال مرا یاں تک پہونچانے کو کیا کہیے
یوں مفت میں اس جی کے پھنس جانے کو کیا کہیے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

اس دلسے مین کہتا تھا وہ تجھکو لبھاتا ہے
کیون اس لب شیرین کی باتو نپہ تو جاتا ہے
گو زہر تو ہو میٹھا لیکن کوئی کھاتا ہے
یون دیدہ و دانستہ جی کوئی کھپاتا ہے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

نہ زر کہ اسے دیجئے نہ زور کی ہے طاقت
نہ عجز سے کچھ حاصل نہ کام کرے منت
کسطرح سے کاٹونگین کٹتی نہین یہ زحمت
کیا فکر کرون یارو لا حول و لا قوت
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

اس جینے سے بہتر ہے اب موت پہ دل دھریے
جل بجھیے کہین جاکر یا ڈوب کہین مریے
کس طور کٹین راتین کسطرح سے دن بھریے
کچھ بن نہین آتی ہے حیران ہون کیا کریے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

مصرع کو نقین تیرے سودائے سنا تھا کل
روتا ہے وہ تب سے یون برسے ہے گویا بادل
ہے رعد نمط نالان بجلی کی طرح بے کل
پھر پھر کے وہ پڑھتا ہے ہاتھوں کے تئین ململ
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

ہذا مخمس از
عشرت است

غم فراق سے سینہ تو شق ابھی سے ہے
سپید چہرہ برنگ اتق ابھی سے ہے
جو جاؤن جاؤنگا تجھکو سبق ابھی سے ہے
شب فراق مین دل پر قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

دماغ دوستو میرے جو کجکلاہ کا ہے
نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے
ہراس دل مین سمایا جو اسکی راہ کا ہے
چلا نہین یہ ارادہ تو سیر ماہ کا ہے
یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہے

روان ہو جیسے کہ نیسان کا قطرہ سوئے صدف
کمان سے جون ہو کر پرندہ تیر سمت ہدف
کہ جیسے پرچۂ کاغذ پہ ہووے خالی کف
مین لکھ چکا ہی نہین حال دل کا اسکی طرف
ہوائے شوق مین اڑتا ورق ابھی سے ہے

نگاہ تیری نے جسکے تئین کیا گھائل
وہ آج مرگیا ظالم اٹھا کے صدمۂ دل
خدا کے واسطے چل دیکھ تو ارے قاتل
ہنوز دفن ہوا ہی نہیں ترا بسمل
کہ زلزلے مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

ہوے ہم اسکے جو مائل تو دکھ سہا عشرت
ہماری آنکھ سے دن رات خون بہا عشرت
صبح سے شام تلک تو وہ خوش رہا عشرت
کسی نے شام کے آنیکو کیا کہا عشرت
کہ پھولی آپکے منہ پر شفق ابھی سے ہے

ہذا المخمس از ارشاد است

اس گردش افلاک سے حق آپ ہی سنبھالے
دنیا کی محبت سے مرے دل کو نکالے
یہ قوم دغا باز جفا جو ہے رزا اسے
کرتے ہیں ہر اک بات پہ کیا حیلے حوالے
جو تجھکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے

افسوس عجب طرح کا آیا ہے زمانہ
جو دل سے یگانہ تھا ہوا ہے وہ بگانہ
جاتا ہوں ہر اک کام کو میں خانہ بخانہ
کوئی مجھکو نہ پوچھے کہ یہ ہے کون فلانہ
جو تجھکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے

پوچھے ہیں اُسے جو کہ ہو زر دار تو انگر
مفلس کو نہ پوچھے وہ اگر ہوے برادر
آثار محبت کا نہیں روے زمین پر
کیا غیر زمانہ ہے یہ اللہ اکبر
جو تجھکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے

جو کچھ کہ بزرگوں نے کہا ہے سو بجا ہے
دل کو نہ لگائے جو کسی سے تو بھلا ہے
دنیا میں ذرا چشم مروت نہ حیا ہے
جو تجھکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے
سچ ہے کہ خدا کچھ کسی سے کام نہ ڈالے

اسوقت توقع نہیں مادر و پدر سے
احمق ہیں جو امید رکھیں اپنے پسر سے
یہ مصرع عجب کسنے لکھا خون جگر سے
لائق ہے جو ہم اسکو لکھیں آب گہر سے
جو تجھکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے

ارشاد تو عاقل ہے پر اک خوف خدا کر
جو دوست نظر آوے دل و جان تو فدا کر
مقدور سے اپنے نہ گذر کام روا کر
کوئی طعنہ نہ مارے تجھے یہ مصرع سنا کر
جو تجھکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے

ہذا المخمس از کنور است

سودائے یار سے ہے نپٹ بیقرار دل
مدت سے اک نگاہ کا ہے انتظار دل
شوق وصال یار ہوا خار خار دل
کیا کہیے کسقدر رہے سدا اضطرار دل
[illegible]

آشفتگی سے دل کو نپٹ او پیچ و تاب
آزردگی و خستگی رہتی ہے بے حساب
بیطرح روز و شب ہا لے ہے آہ اضطراب
ہے قید زلف یار دل خستہ کو عذاب
چاہ زقن میں پھنسکے ہے اب تو مزار دل

سنگ جفا سے شیشۂ دل چور ہو گیا — زخمون سے سینہ خانۂ زنبور ہو گیا

کر عشق ہر طرح سے مین مجبور ہو گیا — دیوانگی مین نام ہی مشہور ہو گیا

بارِ گراں سے عشق کے ہے زیر بار دل

چاہت نے اے کنور مجھے ناتوان کیا — بار الم سے پشت دوتا جون کمان کیا

ہر طرح اس جہان سے مجھے خستہ جان کیا — لے لے کے دل کو قید بہ زلف بتان کیا

تڑپے ہے سینہ مین مرے بے اختیار دل

مثلث از خان عالی شان فصاحت بیان

حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمن

لذت فزاست در دل شبہا گریستن — خوش در خوراست حسرت طوبیٰ گریستن

پہنان ملول بودن و پیدا گریستن

مت بیحجاب ہو تو نہ یون جھانک چارسو — اے دیدہ دار پاس کہ مقبول عشق کو

رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہے کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے — من کیستم کہ گریہ بہ عالم کند وسے

می زیبدت بہ نرگس شہلا گریستن

ہین خونفشانیان عبث اے چشم اشکبار — گر کام دل بگریہ میسر شدے وصال

صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

حیران ہون دیکھ ربط گل و شبنم اے ہزار — بیدرد ورنہ بہ صحبت ارباب دل چہ کار

خندیدن آشنا نبود با گریستن

اسطرف ہاے روتے ہین کیسی مرے تو نسے خون — عمرم بگریہ ہاے ہوس صرف شد کنون

عمرم بتازہ باید و وا گریستن

اے شیخ میر بیاد و خلد برین پرست | گاہے بیا و سرو قدے گریہ ہم خوش ست

تا کے بشوق سدرہ و طوبے گریستن

لاکھوں تباہ حال ہیں اور اشکبار ایک | ہر کس کہ ہست گریہ بحالش رواست لیک

نتوان بحالِ تن تنہا گریستن

مومن یہ کہدے جا کے کہ ہے گرچہ دلِ بشتاق | عرفیؔ ز گریہ دست نداری کہ در فراق

در وقت نزول بلی بر والا گریستن

مسدس قدوی

سنیو ذرا یہ گفتگو شب کو برو ہے آبجو | پیتے تھے مے سبو سبو بلکے صنم سے دوبدو
مشغل یہ تھی روبرو ہم تھے و یار خوبرو | لیکن ہوئے وہ سب تو آخر شبانہ من و او

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ہمنے کئے تھے واہ واشکوہ مزے عجب عجب | بزم شراب راگ و رنگ اور بغل میں غنچہ لب
سینہ بہ سینہ لب بلب یونہیں کٹی تمام شب | عین خوشی میں کیا ہوا دیکھو تو یار روبہ غضب

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

یار نے کی تھی روشنی صحنِ چمن میں ہر طرف | نہر کنارے لب کے وار پار چنگیے چراغ صف بہ صف
اب روان دمیکشی بانگ نے دی صدائے دف | کیا یہ سماں بندھا ہوا تھا مفت گیا مرے ز کف

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

شام سے لیکے تا سحر جشن رہا ہمارے گھر | ہم نے نشہ میں بیخبر آیا کہیں سے سیمبر

[illegible]

تنگ گرفتمش بہ بر دست بزلف و دو کمر
شوق تو دل میں ہے تیر وقت گیا وے گذر

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

لذت عیش و زندگی ٹھاٹھ یہ تھا کہ جابجا
سوتے تھے ہم پلنگ پر لیکے صنم سے بید کر
بزم و شراب و رنگ رنگ بادہ کباب او گزک
نیند سے آنکھ کھل گئی دیکھوں ہوں کیا کہ ایک

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

شکوہ شوخ دلربا صبر کی لے گیا متاع
فدوی نے اُس سے اک ذرہ پایا نہ کچھ بھی انتفاع
عشق میں اُسکے فقرا اُسکے سخن میں اختراع
باتوں میں شب گذر گئی اور پکارے الوداع

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ہذا مخمس از کلام فصاحت و بلاغت شعار حکیم محمد مومن خان سلمہ الغفار

اے چارہ گر آ جلد کہ دم چار گھڑی ہے
کیوں پہلے سے درماں میں اثر بے اثری ہے
ہو جاؤں میں جانبر تو تری نامورری ہے
میں جان سے مرتا ہوں تجھے بیخبری ہے
اپنی سی تو کر دیکھ عجب نسخہ وری ہے
لیوں دعوی ہے مرض تو بیہودہ سری ہے

گر ہم سے مریضوں کی دوا ہوئے تو جانیں
بیمار محبت کو شفا ہوئے تو جانیں

ہر چند کہ درماں نہیں عشق بتاں کا
مرنا قلق ہجر میں بیجا ہے یہاں کا
وہ حال نہیں ہے دل بے تاب و تواں کا
زخم دل مجروح پہ لگتا نہیں ٹانکا
پر شکر ہوا سہل علاج اپنی تو جاں کا
تھمتا نظر آتا ہے لہو زخم نہاں کا

تاثیر دوا اب تری کر جاوے تو کر جاوے
ہر چند کہ ناسور ہے بھر جاوے تو بھر جاوے

یعنی کہ دل اس دشمن جانی سے پھرا اب
بیطاقتی جان نہین آزار قضا اب
وہ عشق کی خاطر ہے نہ وہ پاس وفا اب
گر تھا مرض الموت پہ ممکن ہے شفا اب
سینہ سے مرے ہاتھ جدا ہونے لگا اب
وہ فتنہ کی الفت ہے نہ وہ شوق لقا اب

کچھ کام نہین پیچ و خم زلف دوتا سے
کھایا کرے بل سیکڑون اب میری بلا سے

اک عمر تلک زیست سے بیزار رہا مین
معشوق کے پرہیز سے بیمار رہا مین
کیا کیا نہ مصیبت مین گرفتار رہا مین
سر مشق غم و وقف صد آزار رہا مین
بیجرم سزاؤن کا سزاوار رہا مین
افسردہ دل گرمی اغیار رہا مین

آخر طپش اس آتش خاموش مین آئی
جان گرمی غیرت سے غضب جوش مین آئی

بل گھر مین وہ بیٹھے تھے سراسیمہ و حیران
غصہ کے سبب چھپ نہ سکی رنجش پنہان
انصاف کرو صبر کرے کب تلک انسان
اس حال کے دیکھے سے ہوا حال پریشان
سمجھا مین کہ یون بھی تو ہے مایوسی حرمان
ناچار کہا طعن سے مین نے کہ مری جان

کس سوچ مین بیٹھے ہو ذرا سر کو اٹھاؤ
گو دل نہین ملتا ہے پر آنکھین تو ملاؤ

دیکھو تو ادھر کو کبھی یار تھے ہم بھی
منظور نظر صورت اغیار تھے ہم بھی
غیرونکی طرح محرم اسرار تھے ہم بھی
اس چشم عنایت کے سزاوار تھے ہم بھی

یون شربت دیدار سے ہم سیر نہین تھا
کچھ نرگس بیمار کو پرہیز نہین تھا

کہیئے تو یہ کیا بات ہے قربان تمھارے — کچھ طور نظر آتے ہین بدلے ہوئے سارے
ہے ناز نہ ایما نہ ادائین نہ اشارے — اب کس لئے رہتے نہین تم گھر مین ہمارے
آئے کبھی برسون مین تو آتے ہی سدھارے — بیٹھے بھی اگر پاس تو چپ شرم کے مارے

پھر کس لئے گھونگھٹ رخ روشن پہ لیا ہے
پھر کیون نئے سر سے وہی پہلی سی حیا ہے

وہی تو ہون مین ہمدم و دمساز تمھارا — مد نظر چشم نظر باز تمھارا
وہ جس کے سوا صرف سب انداز تمھارا — اک عمر تلک جس پہ رہا ناز تمھارا
وہ محرم ہر غمزۂ غماز تمھارا — پوشیدہ نہ تھا جس سے کوئی راز تمھارا

حسن آئینۂ دیدۂ دیدار طلب تھا
سر حلقۂ عشاق وفادار لقب تھا

وہ مہر وہ الفت وہ محبت ہی نہین ہے — یا طبع مین الطاف تھے یا برسر کین ہے
بہو وہ سدا بروے خمدار مین چین ہے — بیوجہ شب و روز شکن زیب جبین ہے
آتے ہی یہان بس چلے جائین گے یقین ہے — اب ہوش کہان آپ کہین دھیان کہین ہے

فرق آہ پڑا طرز ملاقات مین کیسا
غصہ ہی چلا آتا ہے ہر بات مین کیسا

وہ پیچ و خم طرۂ طرار کہان ہے — وہ کشمکش کاکل خمدار کہان ہے
وہ نازکی نرگس بیمار کہان ہے — وہ تازگی و رونق رخسار کہان ہے
وہ بوے تن رشک سمن زار کہان ہے — وہ رنگ رخ غیرت گلزار کہان ہے

گلگونہ سے چہرے پہ کدورت ہی نہین ہے
بدلے گئے کچھ تم تو وہ صورت ہی نہین ہے

ہے طبع مین ہر روز فزون رنج فزائی — اپنے مین سماتے نہین کیا دل مین سمائی

[illegible]

یہ تندی خو تو نہیں کچھ گرم ادائی
ہر ایک سے ہر بات پہ ہوتی ہے لڑائی

اس شعلہ مزاجی نے مری جان جلائی
کیوں خصلت مذموم پسند آپکو آئی

کس واسطے بیوجہ غضبناک ہوئے ہو
کچھ شرم مین تھا عیب کہ بیباک ہوئے ہو

تم گھر میں کہاں آئے کہ گویا غضب آیا
کچھ خیر تو ہے ایسا کہاں کا غضب آیا
سمجھو تو ذرا بات کہ بیجا غضب آیا

کوئی ہو جہاں سامنے آیا غضب آیا
پھر لڑکے چلے جاتے ہو یہ کیا غضب آیا
گھر والے کہاں جائین یہ کیسا غضب آیا

بیوجہ عداوت کا سزاوار تو مین ہون
اوروں پہ ہے کیوں ظلم گنہگار تو مین ہون

ہر اک سے بگڑ کر مرے دم پر نہ بناؤ
کیوں ہاتھ سے جاتے ہو تم اتنا بھی نہ آؤ
دل سرد ہوا تم سے مزاجی نہ جلاؤ

دو بات جہاں رہتے ہو اب بھی وہین جاؤ
جو تم کو سنایا کریں تم ان کو سناؤ
اس گرمی الفت کو بس اب آگ لگاؤ

کبتک جلے کوئی یہ طپش خاک مین ملجائے
ٹھنڈا ہو کلیجہ جو کہین سوزش دل جائے

افسوس مرے غم نے نہ کی تجھ مین سرایت
آئی وہی در پیش جو تھی عشق کی غایت
بھولے سے جو ملجاتے ہو یہ بھی ہے عنایت

بیفائدہ سے آئے نظر حرف و حکایت
بیجا ہین گلے سب ترے بیہودہ شکایت
یعنی ہون سبب پوچھ کے شرمندہ نہایت

ہے رنج بجا بات یہ بھائی مرے جی کو
سچ کہتے ہو دل میں نے دیا اور کسی کو

میں ہی تو رہا ہوں کہیں شاکو تو خوش و خرم
میرے ہی نظر سے عیان تیرہ کا عالم

میں نے ہی تو کی باوہ کشی غیر سے باہم
آتی ہے جمائی یہ جمائی مجھے ہر دم

انگڑائیاں لیتا ہوں پڑا مین ہی تو ہیم	میرے ہی تو گرون میں پڑا جاہے کچھ خم

میری ہی تو آنکھوں مین غضب نیند بھری ہی
میری ہی جبین پر جو یہ گھٹنے یہ دھری ہے

مین ہی تو کہین رات کو بیدار رہا ہون	میں ہی تو ہم آغوش طلب گار رہا ہوں
مین ہی تو مے وصل سے سرشار رہا ہون	میں ہی تو کف غیر سے میخوار رہا ہون
ملک ہوس تازہ خریدار رہا ہون	لذت دہ اوباش ہوس کار رہا ہون

پٹ

بد مستیان میری ہی تو آنکھوں سے عیان ہیں
میرے ہی تو ہونٹو نپہ یہ دانتوں کے نشان ہیں

کوئی نہ کہے یہ کہ سکھایا ہے کسی نے	تجھکو مری جانب سے لگایا ہے کسی نے
بیجرم یہ طوفان اُٹھایا ہے کسی نے	ایسا مجھے دیوانہ بنایا ہے کسی نے
یہ جھوٹ نہین سچ ہے جتایا ہے کسی نے	کیا کیا نہین آنکھوں سے دکھایا ہے کسی نے

یون مان لے ایسا کوئی نادان نہین ہے
تم غیر سے ملتے ہو یہ طوفان نہین ہے

کیون لوگ لگے آپ پہ بہتان لگانے	یہ بات تم اُس سے کہو جو بات کو مانے
مین نے تمھیں جانا کوئی جانے کہ جانے	سب عذر ہین بیفائدہ بیہودہ بہانے
کچھ خیر ہے مجھسے بھی لگے باتیں بنانے	معلوم ہین سارے مجھے جتنے ہیں ٹھکانے

گر کہیئے تو ایک ایک کا مین نام بتاؤن
یہ پردۂ ناموس کہ ہے چاک اُٹھاؤن

یہ بات تو ہے آپ کی گفتار سے ظاہر	یہ حال تو ہے آپکی رفتار سے ظاہر
اقرار ہے صاف آپ کے انکار سے ظاہر	ہے مستی شب نرگس مے خوار سے ظاہر
عالم ہے خزان کا گل رخسار سے ظاہر	بدطوری دوشینہ ہی اطوار سے ظاہر

[illegible]

جان بالون کی جلانا تمھیں آتا تھا
[illegible] تمھیں آتا تھا
[illegible] تمھیں آتا تھا

تمت

کیا شکل بگاڑی ہے بس اب منہ نہ بناؤ
آئینہ دکھاویں تو صورت نہ دکھاؤ

کیا قہر ہے کیونکر نہ اٹھے درد جگر میں
اک آن بھی مجھ سے نہ ملو آٹھ پہر میں
سنتا ہوں شب و روز تمھیں بزم دگر میں

میری تو بغل خالی ہے آپ اور کے بر میں
گھر چھوڑ کے اپنا رہو یوں اور کے گھر میں
کیونکر نہو تاریک جہان میری نظر میں

ہر روز تو اے مہر درخشاں ہے کہیں اور
ہر رات تو اے شمع شبستاں ہے کہیں اور

ہے وقت اگر دل میں سمجھ جاؤ تو بہتر
بیباکی بیصرف سے شرماؤ تو بہتر
اغیار کے ملنے کی قسم کھاؤ تو بہتر

اندیشۂ انجام سے پچتاؤ تو بہتر
جو دل میں ٹھہرتی نہیں ٹھہراؤ تو بہتر
اب بھی جو ان اطوار سے باز آؤ تو بہتر

پھر ورنہ مری طرح سے پچتاؤ گے دیکھو
اپنے کئے کی تم بھی سزا پاؤ گے دیکھو

کچھ تم ہی تو دلبر نہیں اے یار جہان میں
باقی ہیں ابھی دل کے طلبگار جہان میں
نکلیں گے بہت آپ کے اغیار جہان میں

تم سے تو زیادہ ہیں طرحدار جہان میں
اس جنس کی ہے گرمی بازار جہان میں
میرے بھی ہزاروں ہیں خریدار جہان میں

معشوق مجھے گر تمھیں عشاق بہت ہیں
یہ یاد رہے میرے بھی مشتاق بہت ہیں

کیا ایسی بنی مجھ پہ کہ پامال وفا ہوں
تم چھوڑ دو یوں اور میں پابند وفا ہوں
یہ چاہئے مجھکو بھی کہ اب اور کو چاہوں

تم اتنے بگڑ جاؤ میں اُس پر بھی بنا ہوں
تمسے نہ ہوں آزردہ میں گو جی سے خفا ہوں
ایسے کسی معشوقۂ دلجو پہ فدا ہوں

ہر دم جو سوے عاشق مضطر نگراں ہو

[illegible]

فکر ستم اُسکے دل نازک پہ گران ہو

یون وشکلِ عاشق جانباز نہووے — جون دور زمان حادثہ پرداز نہووے
ہر ناکس و کس محرم ہمراز نہووے — ان بوالہوسون سے کبھی دمساز نہووے
بار فلک تفرقہ انداز نہووے — بیصرفہ اداؤن سے کوئی ناز نہووے

کیا ذکر ہنسے بولے وہ بے طور کسی سے
کچھ بات ہے وہ بات کرے اور کسی سے

لازم ہے کہ ضد سی تری ہر بزم مین جاؤن — دیکھے کہ نہ دیکھے کوئی احوال دکھاؤن
ہر ایک کو افسانۂ دلچسپ سناؤن — یہ تیری جفا اُسکی وفا سبکو جتاؤن
اس شعلہ زبانی سی مین کیا کیا ہی جلاؤن — شاعر ہی تو ہو شکوہ شکایت پہ جو آؤن

مشہور او سے اور تجھے بدنام کرون مین
بدنام تجھے اور اُسے خود کام کرون مین

غیرون کو ملامت سے تری عذر نہ آوے — ہر کوئی بہانہ سے مرا قصہ سناوے
یون غیر کی بن آئی تو کیا کیا نہ بن آوے — طعنے تجھے دے دیکے جو دم ناک مین آوے
تو بیٹھا رہی شرم سے اور وہ نہ بلاوے — پروا نکرے کچھ بھی تو جاوے کہ نہ جاوے

گر سبب ترک ملاقات نہ پوچھے
لگجاوے تجھے چپ پہ کوئی بات نہ پوچھے

یہ نالہ ہو لب پر کہ خداوند دو عالم — ہم بھی کبھی رہتے تھے جہان مین خوش و خرم
کس جرم کی تعزیر مین یون خوار ہوئے ہم — جتنی کہ ہوئی تھی خوشی اتنا ہی ہوا غم
وہ عیش جو یاد آئین تو کیا کیا نہو ماتم — دلمین کہے سو حسرت و افسوس سے ہر دم

جلتا ہون تو مین انجمن افروز کہان ہے
دل داغ ہے تو اے مرے دلسوز کہان ہے

ہوئی ان حرکاتوں سے ندامت مجھے کیا کیا | رہ رہ کے خیال آئے کہ یہ مین نے کیا کیا
قسمت ہی بری ہو تو کرے کوئی بھلا کیا | الزام دون کیونکر اُسے مین اُسکی خطا کیا
ہر وقت ہو افسوس کہ ہے ہے یہ کیا کیا | عاشق نہ رہا کوئی تو معشوق رہا کیا

ہر اک سے کہے مجھ سے تدبیر بتا دو
اُس وحشی رم خوردہ کی تسخیر بتا دو

ہر ایک بہانہ سے مجھے جلوہ دکھا جا | ہر آن نئی آن سے وہ رو برو آجا
ہر لحظہ مرے سامنے سے ہنسکے چلا جا | ہر وقت شرارت سے نئی آگ لگا جا
ہر شوخ شرارت سے مرے دلکو لُبھا جا | یہ شعر سدا میرے سنا نیکو پڑھا جا

کیا کیجے ہمین ناز اُٹھایا نہین جاتا
روٹھے کو مناتے یہ منایا نہین جاتا

پھر دل نہ ٹلے بات سے گو بات کو ٹالون | پھر جاؤن نہ سنبھلے مری ہر چند سنبھالون
تا چار ہو پھر آپ سے مین تجھکو منالون | بیتاب ہے بس دوڑ کے چھاتی سے لگا لون
پھر دل کے نئے سر سے سب ارمان نکالون | تجھکو بھی مین اپنا سا وفادار بنا لون

ہے نام جو پھر تابع فرمان کرون مین
مومن ہون تو تجھکو بھی مسلمان کرون مین

واسوخت میان قلندر بخش صاحب المتخلص بہ جرأت

یارب نہ وہ جدائی سے تو مرنا بہتر | گزرے غم جی سے تو بس جی سے گزرنا بہتر
بحر الفت مین قدم کا نہین دھرنا بہتر | ہم کنارہ بھی اب اس چاہ سے کرنا بہتر

رفتہ رفتہ ہوئے اب کیا آفت مین غریق
موج زن دل مین رہا جسکے یہ دریائے عمیق

قیس و فرہاد سے اس بحر مین لاکھون پیراک
بہ گئے آہ خدا جانے کہان جون خاشاک

آشنا مثل صدف ہو کوئی مجھسے کیا خاک
حاصل ربط یہی ہے کہ جگر ہووے چاک

تجھسے جون موج رواں جسکا پڑا اوہ بچھڑا
نہ ملا پر نہ ملا اُسکو کہین تھل بیڑا

دلکو ہر چند مین سمجھایا کہ او خانہ خراب
جان لے ہستی موہوم کو تو نقش بر آب

جی لگا کر کسی بیرحم سے مت ہو بیتاب
اب جو دیکھا تو دم آنکھوں مین ہے مانند حباب

کوئی دم کا جو یہ مہمان نظر آتا ہے
ایک دریا مری آنکھون سے بہا جاتا ہے

جس ستمگر نے کیا آہ یہ حال دل زار
جی مین آتا ہے کہ رو رو کہوں اس سے یکبار

اور کہو نقصان کہ اب سن تو لے ظلم شعار
دقت اس رانسے ہی ایک سے لے تا بہ ہزار

محو نظارہ ترا تا کہ یہ دل تھا نہ مرا
تازگی پر گل رخسار کب ایسا تھا ترا

آئینۂ دیدۂ حیران نے دکھایا تجھکو
جس سے آگاہ نہ تھا تو وہ جتایا تجھکو

دلکی بیتابی نے کیا کیا نہ جہایا تجھکو
اپنی وحشت مین پر نیرا دنبایا تجھکو

آنکھ ہر ایک سے ورنہ تری شرماتی تھی
کل کی ہے بات تجھے بات نہ کر آتی تھی

تجھ مین یہ خوبی گفتار کہان تھی تو بہ
ایسی اٹھکیلی کی رفتار کہان تھی تو بہ

طبع عالم کی طلبگار کہان تھی تو بہ
اسقدر گرمی بازار کہان تھی تو بہ

اپنے ہی چاہنے سے تو یہ نمودار ہوا
کہ ترے حسن کا ہر ایک طلبگار ہوا

آشنا آنکھ نہ غمزے سے ذرا تھی واللہ
دلبری کی نہ کچھ انداز سے تھا تو آگاہ

تھا نہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ
مین تو حیران ہون تجھے دیکھکے سبحان اللہ

ہو فا ایسے بھی ہوتے ہین جہان مین محبوب
اپنی اِس خوبی پہ مغرور ہوا تو کیا خوب

جامہ زیبی کہان زیب بدن تھا یہ لباس
آگی مخمل سے بدن تھی یہ کب گل کی باس
گفتگو غیر محل تھی تری چتون تھی اداس
پاس ان سبکا ہوا بیٹھنے سے اپنے پاس

اب تو کچھ اور بنا تو تو ہین عجب غیر
گر یہی بات ترے دلمین سمائی ہے تو خیر

مل نہ مل پاس مرے بیٹھ نہ بیٹھ آکے نہ آ
تجھکو بہکایا جنھون نے انھین گھر اپنے بلا
میرے ملنے سے اٹھا ہاتھ انھین پاس بٹھا
پر یہ تو دیکھیو کیا اسکا مزا دیکھے گا

ایسے محبوب سے دل اپنا لگا ؤ ن مین بھی
کہ جو کچھ تو نے دکھایا سو دکھا ؤ ن مین بھی

چشم پوشی نے تری اتنو سوجھایا ہے جی
کہ لگاؤن کسی اب ایسے ہی محبوب سے جی
چار سو دھوم ہو خوبان جہان مین جسکی
ناز بیجا سے جو آزردہ کرے دل نہ کبھی

قد قیامت ہو رخ آفت ہو بلا زلف سیاہ
چتون مین یہ شرارت ہو کہ اللہ اللہ

سر سے لے پاؤن تلک کی ہو یہی جا
حسن خوبی کے سبب نہ کہین جس کو برا
ہو اک حسن کی تصویر کھنچی سرتاپا
جلے دل جسپہ کہ نقاش ازل کا بھی کھنچا

جبکہ ہنس بول کے وہ مجھ سے مقابل ہوئے
سو جگر دلمین تو کچھ اسنے کیے کو رو دے

بال بکھرے ہوئے پڑ گئے جو اسکا مکھڑا
جی بکھرنے لگے ہو حال پریشان تیرا
اور لٹ آ گئے ہو اس ماہ جبین کا ماتھا
عقل و دین کھو کے تو سر کو وہین سجدے مین جھکا

تیغ ابرو کی جو دریافت کرے برّانی — پڑے تو ایسا ہی ہار کہ نہ مانگے پانی

آنکھیں وہ جادو بھری تجکو اگر آئین نظر — شکل نرگس نہ سہے آنکھوں مین کچھ نور بصر
اور رخسار بھرے ایسے ہی ہون رشک قمر — جان دے دیکھ جنھیں یاسمن تو ٹھنڈی بھر بھر

ترے جو سامنے اُس غیرت خورشید کو لائے — تو خجالت سے کبھی منھ نہ کسی کو دکھلائے

کان وہ کان ملاحت ہون کہ دیکھے تو اگر — صورت گل نہ سُنے کچھ نہ رہے اپنی خبر
رنگ رو یہ ہو بھبھو کا سا ترا جب جلکر — سبکو رخ آئے ترا جون گل پژمردہ نظر

ہو ہنسن ملنے کی ایسی ہی کہ جو دیکھے تو — غم خدا جانے ہو کتنا ترے باسلے جی کو

ہین ایسی ہو کہ دیکھے تو یہ ہو حال ترا — لوگ کیا جانیے لالا کے سونگھا دین کیا کیا
قسمیہ چھنونکی پھڑک سے یہ ہو حالت برپا — کہ تجھ پر آئے سے بھی جائے دلکا دھڑکا

اُسکی بو باس مین لوٹن اور وہ بدن سنگھے مرا — تجھکو دکھلاؤں نہین ورنہ ناک مین دم لاون ترا

غبغب اور چاہ ذقن اسکی نظر تجکو جو آئے — غوطہ تو بحر تفکر مین پڑا لاکھون کھائے
گردن ایسی کہ صفا اسکی کوئی کیا پائے — دیکھکر جسکی صفا صبح کی پو پھٹ جائے

حق تو یہ ہی کہ گلا تجکو دکھا وہ دیوے — خون نا حق کوئی گردن پہ جو اپنی لیوے

دیکھ گال اُسکے تجھے کہنے لگے اہل نظر — دیکھتا کیا ہی کہ یکسان ہین یہ دونون گہر
سوزش حسن سے خورشید بھی گھر لیوے — آہ کا دیکھتے ہی رشک سے پھٹ جائے جگر

بوسے دیدے کے مجھے تجکو وہ پامال کرے — مارے غیرت کے طمانچون سے تو منھ لال کرے

ساعد و بازو بھی ایسے ہی ہون وہ نازک دست — شاخ گل جسمین سبھا جسکے ہوا مین جو مست
ہو سر انگشت نگارین کا یہ عالم تا دست — جوش سے پنجہ مژگان ہو جیسے دیکھے پست

سیر تب ہو کہ جو گلشن مین وہ دست نگار — ہاتھ مین اپنے ہوا در ہاتھ ملے بیٹھا تو

سخت ابھری ہوئی ایسی ہون وہ کافر پستان — نکلیں جس شکل بہم ہو دو انار صفاہان
ہون تہ پیچ چمن حسن بھی انپر حیران — دیکھکر دست بدامن جنھین خوبان جہان

پھیر کر ہاتھ مزے انکے جو بندہ لوٹے
ہارے حسرت کے تو بیٹھا ہوا چھاتی کوٹے

شکم اک میدے کی لوئی سا ہوا ایسا شفاف
دیکھیے غور سے اسکو جو بچشم انصاف
لوح سیمین کوئی جس طور بنا لا وے صاف
صورت چشمہ بنے دیکھنے کو اسکی ناف

گورا گورا وہ شکم دیکھے جو بھتا بسا تو
پیٹ پکڑے ہوئے پھرتا پھرے بیتاب سا تو

وہ کمر جس سے کہ وابستہ رہے تار نفس
دیدۂ حسن کو بھی دید کی جنکی ہو ہوس
ہو سرین گول بھری لم امین ہون ایسی ہی کہ بس
ساق پا ہو یہ بلورین جو انھین کیجے مس

بیٹھکر دست محبت کو دباؤن کیا کیا
تجکو دکھلا کے مین جون شمع جلاؤن کیا کیا

پاؤن وہ پاؤن ہون ایسے کہ جب انکو پاؤن
اور جو ہاتھون مین لٹھاؤن تو عجب لطف اٹھاؤن
کبھی سہلاؤن کف پا کبھی آنکھون سے لگاؤن
پھیر وہ لطف اٹھانا تجھے جھٹلا کے دکھاؤن

حسرت وصل کھاوے تجھے دل ایسے کڑے
جنکے ہی نام سنے انکے تو آیا نون پڑے

گفتگو ایسی کہ ہر بات پہ اسکے اعجاز
گرمی عشوۂ و انداز و ادا ہو اور ناز
گہ گدی دیکھے سے دلمین ہو بدن ہو یہ گداز
ہو سکے اک حسن کی تصویر کھینچی خوش انداز

گاسبے وہ ستا مے حسن سے مدہوش کرے
اپنے گھر اگ کو تو صاف فراموش کرے

اُس سے ہو گرم سخن تجکو جلاؤن ظالم
اپنا دل شاد کرون تجھکو کڑھاؤن ظالم
ظلم جو تونے دکھایا ہے دکھاؤن ظالم
چاہیے اب تجھے ایسا ہی بھلاؤن ظالم

کہ مری یاد مین دن رات تو فریاد کرے
ایسی یاد اپنی دلاؤن کہ بہت یاد کرے

سارے عالم سے ترے واسطے منھ موڑا ہے
تجھ سوا اور کسی سے نہ کبھا گٹھ جوڑا ہے
رشتۂ ربط ہر اک شخص سے مین توڑا ہے
تونے ناحق کا دیا مجکو یہ نمک توڑا ہے

کیا کہون دل نے مرے کوفت اُٹھائی کیسی
ہٹ گئے تفرقہ پرداز کی ایسی تیسی

تونے سمجھا کہ بڑا تجھسے ہے اس شخص کو کام
حوریان خلد سے کرتی ہین جسے جھکے سلام
جملہ خوبان جہان جسکے ہین مشتاق مدام
بیوفائی کے اس آغاز کا بد ہے انجام

ظاہر تو تو نہین صبر دل شیدا ہو
چاہیے چاہنے والا کوئی اب پیدا ہو

دل سے سب محو کیے تو نے جو تھے قول و قرار
بھولے اے عہد شکن تجھکو وہ کل دار و مدار
یہ غم درد جدائی ہین ہو نہین زار و نزار
تیری نظرون مین نہین گرچہ مرا عز و وقار

نہ رکھون پر نہ رکھون تجھسے محبت مین بھی
تو ہے مغرور تو ہون نام کا جرأت مین بھی

واسوخت شیخ ولی محمد اکبرآبادی المتخلص بہ نظیر ادام اللہ فیضہ

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے
کہ دشمن بھی مرے اب حال پر آنسو بہاتا ہے
یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے
نہ گھر مین دل ہی لگتا ہے نہ صحرا مجکو بھاتا ہے
اگر کچھ منھ سے کہتا ہون مزا الفت کا جاتا ہے
وگر چپکا مین رہتا ہون کلیجہ منھ کو آتا ہے

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پھیرتی کہ پیت کرے نہ کوے

نہ تھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کیے پر اپنے آخر کو یہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را
کوک کرون تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاو
ایسی کٹھن سنیتہ کو کدبدھ کرون ادپاو

صبح سے شام تک صحرا مین پھرتا وکو مین ملے
لگا کے شام سے تا صبح گنتا رات کو تارے
لبون پر آہ و لب پر داغ جون آتش کے انگارے
جسے دل چاہتا ہے اسکو پروا کچھ نہین بارے
جو اسکی ہے یہی مرضی تو ہم نا چار ہین پیارے
مگر اسکے تصور مین یہی کہتے ہین یان آرے

ز حال من چگونہ چون ز من داری خبر یا نہ
دل من سوخت اے خوبان شما در دل اثر یا نہ
آہ دلی کیسی بھئی ان چاہت کے سنگ
دیپک کے بھاوین نہین جل جل مرے پتنگ

غضب ہے ایک تو دل تنگ ہوا اور جی بھی گھبراوے
نہ رووین رلے لگے کیون ٹکڑے نہ جی کسطرح دکھہ پاوے
لگی ہو آگ دلمین پھر وہ بجھنے کس طرح پاوے
تس اوپر ہر گھڑی اُس دلربا کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ سر اپنے کو ٹکراوے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے

چو در دل آتش ہجران فتد او را کہ بنشاند
ہرے اندر درون لگی تو دھوان پرگھٹ ہوے
مگر آنکس کہ آتش زدہ ہمون آبی بنشاند
جانن لاگے سو جانے دوجا جانے نا کوسے

کبھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون
لگی ہے آگ دلمین شمع سان جلکر پگھلتا ہون
بدن مین دیکھکر شعلے بھڑکتے ہاتھ ملتا ہون
کبھی گھبرا کے پھر گھر کیطرف لاچار چلتا ہون
دُھوان اُٹھتا ہے آہون کا برنگ موم جلتا ہون
پھپھولے تن مین اُٹھتے ہین ستی کی طرح جلتا ہون

ز تاب آتش دوری کہ میسوزد دل جانرا
برہ کی آگ تن مین لگی جلین لگو سب گات
نمودہ نبض من ہر آبلہ دست طبیبان را
ناری چھوت بید کی پڑے پھپھولے ہاتھ

کہانتک کھاؤن اُس غم کو کہ کھایا نہین جاتا
قدم رکھتا ہون جس جا پر تو سرکا یا نہین جاتا
جو چاہون بھاگ جاؤن بھاگ بھی جایا نہین جاتا
دل بیتاب کو باتون سے سمجھایا نہین جاتا
جہان پر بیٹھتا ہون وان سے اُٹھ آیا نہین جاتا
اور آہو دشت مین رستہ کہین پایا نہین جاتا

مکان یار دور و من ندارم طاقتے در دل
بکا کہون کا سے کہون دیس پیا کا دور
عجب در مشکل افتادم چسان طی سازم این منزل
اڑ نہ سکون گر گر پڑون ہون ٹھور کی ٹھور

ادھر دل مجھسے کہتا ہے کہ چل تو یار کے ڈیرے
جو کہنا دل کا سنتا ہون تو وہ رہتا ہے گھر تیرے
نہ دل مانے نہ تن مانے ہر اک اپنی طرف پھیرے
ادھر تن مجھکو کہتا ہے کہ تو دکھ مجھکو مت دے رے
اگر تن کی سنون باتین تو پھر دکھ دے وہ بہتیرے
کرون کیا اے نظیر ایسی جو مشکل آن کر گھیرے

دلم دلداری جوید تنم آرام میخواہد
دل چاہے دلدار کو من چاہے آرام
عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد
دوبدھا مین دو ؤ گئے مایا ملی نہ رام

ترجیع بند حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمان

جاے عبرت ہے مرا حال پریشان یارو
دل لگاکر ہوا مین سخت پریشان یارو
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

آس تو ٹوٹی ہے یہ مایوسی و حرمان یارو
ہاے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

دل نہ دیتے اگر اُسکو تو نہ ہوتے بدنام
رنج بھی ہوتے ہین الفت مین یہ بعد از آرام
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

کیا خبر تھی کہ اس آغاز کا کیا ہے انجام
کبھی دنیا مین نہوگا کوئی ہمسا ناکام
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

جذبۂ عشق اُسے کھینچ کے لایا نہ کبھی
ماجراے الم و درد سنایا نہ کبھی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

اثر اس نالۂ دلکش مین بھی پایا نہ کبھی
سخن شوق غرض لب تلک آیا نہ کبھی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

ایک دم صحبت دلدار میسر نہ ہوئی
عشرت و عیش سے وصلت اسے دم بھر نہ ہوئی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

نظر لطف و عنایت کبھی ہمپر نہ ہوئی
اپنے ملنے کو کوئی جاے مقرر نہ ہوئی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

ایک دم صحبت اعدا سے کنارا نہ ہوا
غرض ہمکو تسلی در رنج کا یارا نہ ہوا
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

یہ مقرب ہوے کچھ پاس ہمارا نہ ہوا
ہاے اُس بزم تلک اک بار گذارا نہ ہوا
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

کیا سیہ روز ہین یارب مرے آرام و شکیب
میرے گھر آنیکی پھر گر کبھی نہ پائی تقریب
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

کہ رہے جلوہ گہ یار سدا بزم رقیب
ایک دن بھی نہ ہوئی ہاے شب وصل نصیب
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

تیرہ روزی کی رہی جلوہ فزائی ہے ہے
کہون کیا اپنے نصیبون کی برائی ہے ہے
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

نہ ہوئی صبح کبھی شام جدائی ہے ہے
طالع بد کی یہ خوبی نظر آئی ہے ہے
ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی

کھو دیا مفت مین دل یہی کہ دکھ ہے پایا | قلق ہجر نے کیا کیا نہ مجھے گھبرایا
پردہ پرفن نہ ملا یون ہین مجھے ترسایا | نہ وہان مجھکو بلایا نہ یہان آپ آیا
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی | ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

یان نہ آیا وہ عیادت کو بھی یکبار افسوس | مرتے مرتے نہ گئی حسرت دیدار افسوس
کرسکا ولولۂ شوق نہ اظہار افسوس | نہوئے نزع تلک لب گفتار افسوس
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی | ایک بھی اُس سے ملاقات نہ ہونے پائی

نہوا عشق مین اُس شوخ سے آرام کبھی | نہ لیے دست نگارین سے مجھے جام کبھی
لب شیرین سے سنا ایک نہ دشنام کبھی | نہ ملی لذت عارض سے ہوس کام کبھی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی | ایک بھی اُس سے ملاقات نہ ہونے پائی

مین بھی حاضر تھا ہوئے جب طرف کعبہ روان | حضرت مومن اتقوی روش شیخ زمان
بے ادب ہنستے تھے کیا لوگ تھے بیہودہ گمان | پڑھ کے بہ درد سے مطلع جو ہوئے اشک فشان
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی | ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

افصح الفصحا اشعر الشعرا ابلغ البلغا سخنور عالیمقام محمد تقی نام متخلص بہ میر

عمر گذری ہو چکا آسودگی کا روزگار | رنج و محنت کے تئین آرام ہے یہ ننگ و عار
معرکہ ہے یک طرف دونون ہوئے ہین سامنے | زخم دل کی یہ ہنسی وہ گریۂ بے اختیار
مجھلہ ہے کٹ پڑے ہین یک طرف کتنے ہو یہ | صبر سے بیطاقتی دل درد سے بے شمار
عاشقی جب کی تھی ہین نے تب نہ تھین یہ خواریان | کیا کہون کیا کچھ دکھاتا ہے مجھے اب ہجر یار
سینہ دیکھو چاک منہ ناخن سے سب نوچا ہوا | آنکھین ڈوبی خون مین اور جیکو دیکھو بیقرار

ایکہ گفتی عشق را در جان و ہجران کردہ اند
کاش می گفتی کہ ہجران را بہ درمان کردہ اند

اک کنارے دی تو جو ہین گے زمین کے زیریان
خاک پر بسمل پڑے ہین کیسے کیسے شیریان

دو قدم پر ہے یہ ہنگامہ ترے کوچے کے بیچ
آشنائی کچھ نہین لگتی کر تجھکو دیریان

منہ پہ کھانے والے تلوارونکو ہونگے موت کے
سیکڑا دن کیجا ہین وے جینے سے جو تھے سیریان

دھڑ نہین سر ہی پڑا سر جو نہین تو دھڑ ہی ہے
ہین زیارت کردنی صد کشتۂ شمشیریان

عمر سے بے خانمان بیوارثے بیکس غریب
زخمون کے دامن لیے منہ پر ہو رہے ہین ڈھیریان

گو تو ہم آئے بے طوف شہیدان دور نیست
گر بے آید درینجا راہ چندان دور نیست

لے لپیٹا اک آن مین وحشت سے یہ سارا جہان
خاک اڑ اڑا ہرا یکدم مین کاروان در کاروان

تیرہ گر عالم کو دوسرا یہ گرد و غبار
چشم ما روشن تو ہو آوازہ کون و مکان

ہین بخشی سے کیا گر نازنین تیرے تئین
کھینچ اسر کا مبارک ہو تجھے تا آسمان

لیکن اتنا ہی بر آشفتہ نہو جانا ن کہین
پیشتر در رکھتے ہین سارے خاطر واماندگان

سو خدا نا کردہ ہم سکتے نہین اس راہ سے
کوئی دم وقفہ کرے یا دیر ہووے تجکو یان

یک قدم اے گرد باد دامن صحرا بایست
در قفا ماندست مشت خاک ما تنہا بایست

اگرچہ ہجران مین ترے جی میرا جاتا تھا جلا
پر یہ تھا دل مین کہ شاید دیوے تو دادوفا

وصل خاطر خواہ تو معلوم تھا میرے تئین
آگ دلکو لگ رہی تھی جبتلک تھا مین جدا

گاہ باشد رحم کو بھی رحم فرمادے وہ شوخ
دیکھ مجھ نا کام کو یکدم کرے ترک وفا

ایک ساعت بیٹھے درد دل اگر میرا سنے
کرکے غمخواری کرے یہ تیرے تئین کیا ہو گیا

سو تو یہ سب ہو چکا ہے کاشکے ملتا نہ تو
اتنے آجانے کا تیرے کون یان مشتاق تھا

آمدی و حسرت وصل از دلم برداشتی
حسرتی بود از وصال آنہم بمن بگذاشتی

ہے خرابی آج جیسے کل یہ لوگون سے ہین گھر
مت بنائے خانہ مین منعم رہا کر اس قدر

طاق کسری کو سنا ہوگا کہ کیا تھا محل
اب کہین اس طاق کسری کے بھی پیدا ہین اثر

گھر کا صاحب تو اڑا کر کے یکسان خاک ہے — اینٹ مارے اینٹ سے یہ کچھ ہوا اس گھر اوپر
خط باطل سے لکھا ہے صفحہ پر کون و مکان — کیون دماغ اتنا جلاتا ہے سہے اپنا تو کدھر
کیسے کیسے خانزادے خاک مین یان ملگئے — جلسے عبرت سہے یہ معمورہ جہان کا بے خبر

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ — ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

کم بہت سننے مین آتا ہے کوئی رنجور ہے — یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے
روشنی آنکھون کی ہے منظور ساری خلق کو — قوت دل کا جدھر دیکھو تدھر مذکور ہے
ہم سنے بھی تھے یہ دو آتش کے پرکالے کبھو — ایسی ہم ایذا جو کھینچی ہے کسے مقدور ہے
ایک نے مارا چھڑک کر جی سے ہمکو آب داغ — ایک نے ایسا جلایا اب تلک مشہور ہے
ہمکو حیرانی ہے ایسین جسکو سنتے ہین آئے — ان ہی دونون آتشون کی پرورش منظور ہے

ما سرشک گرم و آہ آتشین دیدیم و بس — بہرہ کز چشم و دل دیدیم این دیدیم و بس

دل نہین مجکو ملا یہ کوئی جی کا ہے وبال — گفتنی ہو تو کہون ملے مین کچھ اسکا حال
خودبخود جاتا ہے کتنا آرزو سے کیا روسے — چاہتا ہے سیم و زر یا کوئی دلبر خوش جمال
یاد ہین میرے ہوا ہو کچھ سبب تو ہے بجا — عشقبازی مفلسی آزردگی رنج و ملال
تاکسو کے گیسو و کاکل کا وابستہ ہو نہین — نے کسی کے چاند سے مکھڑے کا مجکو ہے وبال
کیا کرون ایذا ہے مجھ جب غرض تجھسے بیان — نے غم درد جدائی ہے نہ اندوہ وصال

منتم عاشق نظاہر لیک می کاہد دلم
عمر بگذشت و نمیدانم چہ می خواہد دلم

مثنوی در صفت حور از حضرت مولانا رؤف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ المتخلص بہ رافت

وہ سب تھین گل اندام اور مہ جبین — پری جنکو دیکھ اپنے جی مین چھپین
ہین ان مین سے لکھتا ہون حال یکتا — قیاس آپہ کر سبکو تو را فتا

وہ اسکا تبسم وہ اسکی ادا | وہ اسکا تکلم وہ انداز پا
وہ غمزہ وہ عشوہ وہ ناز و غرور | وہ آن و کرشمہ وہ حسن اور نور
وہ چھب وہ اکڑ وہ چلن اور وہ سج | ہر ایک بات مین جان لینے کی دھج
وہ ماتھے کا خط تھا کہ تھا داغ ماہ | وہ تھی مانگ یا کہکشان کی تھی راہ
غضب اسمین موتی پروئے ہوئے | ستارے تھے نور کسے کھوئے ہوئے
وہ چوٹی چھٹی تا کمر تک بلا | نہ لینے کو جان تھی مگر ایک بلا
پڑا اسمین موبات زرین تھا یون | ستارہ ہو دنبالہ دار ایک جون
سر چوٹی تھی بل ایک کوڑا تھا وہ | کہ چمکائے تھا حسن کے رخش کو
وہ زلفین جو بالائے رخسار تھین | وہ کافر بلا مین نمودار تھین
جو جاتے بکھر رخپہ بال اسکے آہ | تو تھا زیر ابر اک درخشندہ ماہ
وہ عالم کسیکو جو پڑتا نظر | تو سو غم سے جی اوسکا جاتا بکھر
وہ بالون مین سر کے پروئے گہر | ستارے نمودار جون چرخ پر
وہ آنکھین کہ آہو پہ جادو چلائین | نہ آہو پہ جادو پہ جادو چلائین
وہ نرگس کے گل سے تھے گلزار حسن | زبس جلوہ گر جیسے انوار حسن
وہ چشمک اشارے حیا ونکے ساتھ | لگا ہو نہین دل چاہتا جنکی بات
وہ آنکھین جو ظاہر مین بادام تھین | وہ باطن مین الفت کے دو جام تھین
خماری وہ آنکھون کا عالم عجب | نگاہین وہ کیفی غضب پر غضب
وہ ابرو کمان اور مژہ تیر دار | کرے مرغ جان کو نہ کیونکر شکار
وہ عارض کہ جو مطلع حسن تھے | اون آنکھون نے دو صاد انپر کیے
وہ بینی کہ آوے نہ ادراک مین | دم اک خلق کا جس سے ہو ناک مین
دہن ذرہ اور اسمین دندان گہر | ہوئے ششدر جہان عقل اہل ہنر

وہ دانتون مین کافر کے مسّی دھڑی — اُو داہٹ گہر بد طلسم پری
خطون کا عجب عالم اک آہ تھا — نمودار ا للّٰہ ا للّٰہ تھا
لب لعل وہ رشک یاقوت تھے — پیے جان عشاق یاقوت تھے
وہ پانون کالا کھا وہ رنگ مسی — شفق تھا نمودا اور سیہ رات تھی
ولب شیرین تھے جنکے آگے نبات — خجل اسقدر ہو کہ آدے نہ بات
تکلم غضب اور تبسم بلا — وہ باتین تفہم مین پھر آئین کیا
وہ چاہ زنخدان کہ ہو سکے چاہ — وہ غبغب درخشان کہ جون مہر وماہ
وہ گردن کا موتی صراحی کی شکل — چھٹے جسکے نظارہ سے شرب وا کل
وہ سرخی سفیدی باین آب وتاب — کہ جون ظرف بلور مین ہو شہاب
وہ بازو وہ ساعد نزاکت بھرے — وہ ہاتھون کا عالم کہ جی خوش کرے
حنا سے وہ ہاتھون مین رنگت رچی — کہ مرجان کے پنجے کے جو رشک تھی
وہ ہاتھ ایسے پیارے کہ جو آئین ہاتھ — لو کیا چھتے بس محبت کے ساتھ
کف پا وہ گلبرگ سے نرم تر — نزاکت سے عالم ہر انگشت پر
وہ قامت قیامت وہ گفتار تھر — وہ چھب یک بلا اور وہ رفتار تھر
وہ رفتار ہو کیک جس سے خجل — وہ گفتار جو بات مین لیوے دل
بدن ایسا نازک کہ ہو لال لال — اگر مس کا ہو اُسکے دل مین خیال
سراپا کا عالم کہون اُسکے کیا — سراپا تھا نقشہ وہ تصویر کا
ہو حیرت زدہ بلکہ تصویر بھی — ہو بے مغز مانی کی تحریر بھی

مناجات نتائج افکار مولانا رؤف احمد صاحب قدس سرہ المتخلص بہ رافت

الٰہی بحق رسول انام — محمد علیہ الصلواۃ وسلام
بآل و با صحاب ختم رسل — مجھے دے مرادین مری جزو کل

دعا میری کر میرے مولی قبول
بتفضل رسول اور طفیل بتول

بصدق ابوبکر شاہ درا
کہ بعد از نبی سب کے ہین پیشوا

بعدل عمر جو ہین کرار جنگ
ہوا شرع کا اُنسے ظاہر ہے رنگ

بحلم غنی یعنے عثمان امام
کہ کان حیا تھے سراپا تمام

بعلم علی وہ ولی شاہ دین
امام جہان وارث مرسلین

بجود حسن اور بکرم حسین
مجھے دو جہانین دے امن اور چین

مجھے دین و دنیا مین عزت سے رکھ
یہان اور وہان عیش و عشرت سے رکھ

شراب محبت پلا دے مجھے
تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے

الٰہی مین تیرا گنہگار ہون
بہت تجھسے شرمندہ ہون کیا کہون

کوئی دم کوئی پل کوئی لمحہ آہ
نہین میرا کٹتا بغیر از گناہ

جو اقسام ہین جرم و عصیان کے
وہ سب ورثیان ہین مری جان کے

کبیرون صغیرون مین مین ہون پھنسا
چھپے اور ظاہر گنہ مین بھرا

خطا و عمد مین گرفتار ہون
غرض ہر طرح سے گنہگار ہون

گنہ بخش سب میرے میرے کریم
کبیرے صغیرے جدید اور قدیم

گنہ باطنی میرے اور ظاہری
خطا اولی اور جرم آخری

کرم سے تو کر عفو مولا مرے
وہ کر حق مین جو ہوئے اولا مرے

تو مالک ہے غفار ہے اور رحیم
تو رب ہے کریم اور رؤف الرحیم

گناہون پہ میرے نہ فرما نظر
تفضل سے اپنے تو سب محو کر

پلادے مے عشق کا اپنے جام
بحق محمد علیہ السلام

جیون اور مرون اور اٹھون عشق مین
بہر حال تیرے رہون عشق مین

جہان مین ہے جبتک مری زندگی
رہون تیرا بھرتا دم بندگی

گر دن جب سفر یہان سے تو ہو — شہود تجلی حق روح کو
ترے جلوے کو دیکھکر جان دون — مرون تو ترے فضل سے یون مرون
رہون گور مین بھی دوانا ترا — نہ موقوف ہو منہ دکھانا ترا
اٹھون تو ترے دھیان مین پھر اٹھون — غرض عشق مین مین جیون اور مرون
مین رافت ہون بندہ ترا اے خدا — مرا اور سب اہل اسلام کا
کر ایمان و اسلام پر خاتمہ — طفیل نبی و نبی فاطمہ رضہ
الٰہی ہزارون درود و سلام — پیمبر پہ نازل تو فرما مدام
پھر آل اور اصحاب پر آپ کے — پھر ازواج و احباب پر آپ کے

رباعیات نعتیہ

الحمد للہ الذی بلغ العلی بکمالہ — احکام بفضل ایزدی کشف الدجی بجمالہ
اے تارک فعل بدی حسنت جمیع خصالہ — انعام فیض احمدی صلوا علیہ و آلہ

حضرت چلے معراج کو بلغ العلی بکمالہ — سب جگ مین آکے پیا للہ ہو کشف الدجی بجمالہ
انکے خصائل نیک تھے حسنت جمیع خصالہ — حور و ملک سب یون کہین صلوا علیہ و آلہ

معراج کی شب عرش پہ کیا دھوم مچی تھی — حضرت پہ خدائی تو سبھی جھوم رہی تھی
لولاک لما خلق کہا شان مین جنکے — تقدیر بھی ہاتھ اپنے کے تئین چوم رہی تھی

اللہ کیا جگر تھا بہ غا مین حسین کا — جی ہی گیا فدا ان رضا مین حسین کا
اس تشنہ لب کا عرش سے برتر ہے مرتبہ — خون تھا سبیل راہ خدا مین حسین کا

لبون پہ جان عبث ہے منتظر وہ شوخ کب آیا — اگر چہ ملک کبھی آیا تو ہم جانین گے اب آیا
تامل کیجیو ذوق طپیدن دیکھیے کیا ہو — کہ ابتک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا

جستجو مین وصل کے بہلا سکے جی کھونا پڑا — وہ ہنسی کی بات تھی سو آسکا اب رونا پڑا
نقد دل نیا لگا یون جرأت اسکی مفت ہاتھ — راہ چلتے جسطرح پاوے کوئی سونا پڑا

صاف کرتا ہا کل مجھے وہ تلوار کے ہاتھ
لوگ مانع ہوئے تو کہنے لگا کون ہو تم
آہ نا پکڑے کسی نے مرے خونخوار کے ہاتھ
شوق سے باندھیں گے ہم ایسے گنہگار کے ہاتھ

گرچہ بیزار بھی ہے پر اسے کچھ پیار بھی ہے
دل بھلا ایسے کو لے ڈر دو نہ دیجے کیونکر
ساتھ انکار کے پردے میں کچھ اقرار بھی ہے
ایک تو یار بھی ہے تسپہ طرحدار بھی ہے

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا
خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین
ہزار ون بلبلون کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

قسمت کی اپنی خوبی سے حاتم بھی شوم ہو
اس پر اثر کون نصیب کی تعریف کیا کہون
گر تخم بھی جو بو دن تو پیدا از قوم ہو
جسکو ہما سے سمجھون تو پہلو سے بوم ہو

ہین زخم مرے کاری اس سینے سی کیا ہوگا
اس کم تکلی سے کب بجھتی ہے عطش دلکی
اب مرتا ہی تو بہتر اس جینے سے کیا ہوگا
ساقی مجھے آتی ہی مے پینے سے کیا ہوگا

جان کو زلف دو تا مانگے ہے
اوسکے پنجے سے ملا کر پنجہ
ہاتھ کیا جانیے کیا مانگے ہے
خون بہا اپنا حنا مانگے ہے

جا اٹھائے مرے مدفن پہ جو تکبیر کے ہاتھ
کھینچکر نقشے مین مانی بت بے پیر کے ہاتھ
چوم لون اس بت رعنا کے کفن چیر کے ہاتھ
چومتا تھا کبھی اپنے کبھی تصویر کے ہاتھ

حسن کے ہاتھ کی پہونچی
جو پہونچی ہو تو لکھ بھیجو
اگر پہونچی کہ نہ پہونچی
مرے پہونچے مین ہو پہونچی

شب بین صبح تلک اسکا انتظار کیا
کہان رہی تری غیرت بھلا بتا تو سہی
قرار کرکے مجھے اسنے بیقرار کیا
ترے شکار کو جب اور نے شکار کیا

تھا عین نماز مین کہ ساقی آیا
مین اسکو اشارے سے کہا تائب ہون
وہ ساغر مے میرے مقابل لایا
بولا کہ شتاب پی پیا سو پایا

برسات کی جھڑی ہو سبزہ ہو اور جو ہو
مطرب ہو اور مے ہو ساقی ہو اور تو ہو

یک گوشہ عافیت ہو اور دست در گلو ہو — کافر ہو پھر کسیکو جو کچھ اور آرزو ہو

آہ رے آہ کیا کیا ہے ہمنے — ایسے نادان کو دل دیا ہمنے
پھنس گئے دام مین ترے آکر — ہو خوشی خون دل پیا ہمنے

اے درد بہت کیا پر لکھا ہے ہمنے — دیکھا تو عجب طرحکا لیکھا ہمنے
جب چشم نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ — جب چشم کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے

آج گلشن مین کیا مزا ہوگا — مینھ برستا ہے گل کھلا ہوگا
باغ مین بو کباب آتی ہے — کسی بلبل کا دل جلا ہوگا

اے ستمگر پردہ ستو نہیں ستمگاری نکر — ظلم کے اقلیم کی ہرچند سرداری نکر
توڑ مسجد پھاڑ مصحف کر زنا اور پی شراب — جو تو کرتا ہے سو کر پر مردم آزاری نکر

لعنت جو کوئی زن کا سخن گوش کرے — ہمدم ہو اُسی ساتھ نمک نوش کرے
صد سال کی خدمت کو وہ یکساعت مین — غیرون کے تلے پڑکے فراموش کرے

کبھو ناشاد کبھو شاد ہوے آخر ہیچ — گر تعلق سے سبی برباد ہوے آخر ہیچ
ہرچند علم مین حاصل کیا شیطان کی راہ — گو فرشتون کے بھی اُستاد ہوے آخر ہیچ

ایوان عدالت مین تمھارے اے شاہ — کیا ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ
شیشہ کا جو وان طاق پہ سر ہے یا نون — پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

موت سے ہی کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو — ذوق — غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ اے چشم یار — تیرے مستون کی نفیر خواب غفلت ہو تو ہو

مومن نہین زنار سے میرے آگاہ — اس رشتہ کو ہے سبحہ اسلام مین راہ
اس سبحہ کا برہمن ہون میں فی اور شیخ — کہتے ہین جسے دیکھ کے اللہ اللہ

جب لے قاصد وہ پوچھے میر بھی ادہر کو چلتا تھا — میر — تو کہیو جب چلا ہون مین تب اُسکا جی نکلتا تھا
کمال افسوس بیتابی سے تھا کل تک مین میرے — تڑپتا تھا ادہر مین یار ادہر کو ہاتھ ملتا تھا

گر گل و لالہ کہان سنبل سمن ہم نسترن — خاک سے یکسان ہوئے ہین ہائے کیا کیا آشنا

میر تقی

اشک تر قطرہ خون لخت جگر پارہ دل — ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا

کنج کاوی جو کی سینے کی غم ہجران نے — اس دفینے مین سے اقسام جواہر نکلا

ہمنے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف اے میر — پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

سودا

شور سنکر ہمنوائیون کا الٹا ہے یہ دل — رخصت اے نالہ کہ اے صیاد جاتی ہے بہار

اب خدا حافظ ہے سودا کا مجھے آتا ہے رحم — ایک تو تھا ہی دیوانہ تسپر آتی ہے بہار

مین بھی سمجھاؤن جو مانے بات تو پردہ نشین — ہے بدلنا ہی اگر منظور اپنا گھر سے تجھے

جا سے نظارہ بھی ہے گوشہ بھی ہے پردہ بھی ہے — آ مری آنکھو نمین رہ یہ عین ہے بہتر تجھے

عارف

جب سے سرکار عشق مین عارف — ہم ملازم ہوئے یہ بندی ہے

کہ خوشی کا نہ لیجو نام کبھو — غم سے ہی تجھکو بہرہ مندی ہے

کیونکہ شادی کو پھر ہیکنے دون — نوکری ہے کہ بھائی بندی ہے

"

غیر دن بھی خوش رہے ہے تو رہو سے دوستین — عارف بری ہے آہ دل بیقرار کی

آہن دلی کا اسکے دکھا دیوین سے مزا — سو دن سنار کی ہے تو اک دن لہار کی

"

سب سے بیغرض رہو تم عارف — گو کہ دم دوستی کا بھرتے ہین

یہ وہ ہین لوگ کھاتے ہین جسمین — اسی ہانڈی مین چھید کرتے ہین

میر

مشکل ہے عمر کاٹنے تلوار کے تلے — سر مین خیال گو کہ رکھین یار عشق کا

ان رستمون کے دعوی کو دیکھا ہے ہوتے قطع — پورا جہان لگا ہے کوئی دار عشق کا

ایضاً

کہکشان مانگ ہے ہلال بھوین — مہر طلعت ہے ماہ سیما ہے

لب مسیحا ہے لب پہ رنگ مسی — سایہ قامت مسیحا ہے

عارف

اس میہمان سرا مین عارف قیام کیتک — غفلت پہ آپ اپنی ہم دنگ رہ گئے ہین

بچھڑون سے اپنا میزان زندگی نہین — دھڑیان تو تل گئی ہین پا سنگ رہ گئی ہین

رباعیات عیدین

عید رجب با میمون و خجستہ مر ترا
از بنا سے مولدش صد تحجبہ لشگفت او
آمد اندر بطن مادر مظہر نور خدا
گشت گلشن گلخن و پر نور شد ہر دو سرا

عید رجب مین سرور کونین
ہے حدیث نبی عرب بے عین
صلب سے آ گئے شکم مین چین
ہے یہ مولود سید الثقلین

لیلۃ القدر نے کیا ہے ظہور
بطفیل رسول اکرم کے
ہے برستا سبھو نپہ حق کا نور
لے خدا سے سبھو نکو جنت و حور

لیلۃ القدر کی ہی یارو جہان مین نت دھوم
سورۃ القدر سے ہی شان مین جسکے مرقوم
آسمانون سے زمین پر ہی فرشتونکا ہجوم
جسکے ہر حرف کی آیت ہی یہ لازم ملزوم

دن عید ہی اور رات ہی شب برات
صوم و صلواۃ اور نوافل مین
نیکیون مین گذارو تم اوقات
رہو مشغول تا کہ ہووے نجات

شب برات آئی ہے مسلمانو
نیکیون مین رہو سدا شامل
بدعتون سے بچو مری مانو
اور نہین تو تمھاری تم جانو

آئی ہے شب برات جہان پر بہار ہے
چھٹنے لگے انار و مہتاب و پھلجھڑی
بازار اور کوچہ گویا گلعذار ہے
دیکھو ن مین ہر طرف تو پٹا خونکی مار ہے

عید رمضان آمدہ بشری لکم یا مومنین
مایہ صوم و صلواۃ آمد بصایکم از کریم
گفت در جنات رضوان فادخلوہا خالدین
افطروا یا صائمین واللہ خیر الرازقین

عید رمضان رسید خرم و شاد
اے پدر مہربان بدہ عیدی
بر ہمہ مومنان مبارکباد
تا بیابم ز علم گنج مراد

جاوہ فرمایون ہلال عید سے اب ؟ [illegible]
[illegible] دکھادے یون کوئی خورشید [illegible]

آن لے ماہ تو تری شوخی کہ بام چرخ سے | خاک سے تو ساتھ اشارے کے کرے ہے گفتگو

عید قربان آمدہ قربان کنم | سلیمی | جان فدا اے حضرت رحمان کنم
حاجیان اندر طواف کعبہ اند | | ما بسا دادن خود احسان کنم

عید قربان در رسید اندر جہان با غروشان | رر | جان و دل قربان کنید اندر رہ حق دوستان
خوش خمار اند عاشقان اندر شراب شوق دل | | ذبح نفس امارہ کردہ شو بزمرہ عارفان

رباعیات دعوت محفل محبانہ و دوستانہ

محفل ہے شاہ دین کی سعادت کرو حصول | | جس بزم گہ مین رحمت حق ہووے ہی نزول
بعد از عشا کے لاییئے تشریف دوستو | | لطف و کرم سے کیجیے دعوت مری قبول

محبو دوستو از راہ شفقت | | قبولو دلسے اس مخلص کی دعوت
کرم فرماؤ بندے کے مکان پر | احمد | جمعہ کی شبکو بعد از ہشت ساعت

دوستو نگین انجمن کے نونہال | سلیمی | گلبن اخلاص کے ثمر کمال
لطف سے محفل منور کیجیے | | مخلصون کو اپنا دکھلا کر جمال

گلستان خوبی کے سرو روان | رر | نہال چمن دوستی کے نشان
شب جمعہ کی ہشت ساعت کو یار | | رہو شامل عیش و بزم جوان

محبت جا چمن چے نخل پر بار | کونجی | سخن جا شاخ چے بلبل گھر بار
شب آدینہ جا آتے چے صاحب | | قدم رنجہ کرآ اے رشک گلزار

رفیقان ور کرون شفقت ذرا یا | سلیمی | محبت منجھون نکو ایسا گھر آیا
جمعہ راتی چے ٹک تکلیف کیہون | | منور فدوے چے مجلس کرایا

ابیات مفردات

تھہری اسکو جسنے دکھا کر لمعہ اپنی قدرت کا | عرش پہ لا چکایا قدم لمحہ میں ہمارے حضرت کا

مصرع اول	شاعر	مصرع دوم
حوصلہ اسکی تجلی مین کسے تقریر کا		جو زبان شمع نکلے منہ کھلا گلگیر کا
چمن مین کونسا وہ رونق گلزار آیا ہے		کہ پابوسی کو ہر اک شاخ گل نے سر جھکایا ہے
جبینی پہ قشقہ قشقہ پہ ٹیکا ٹیکے پہ موتی ہے یم کا	نظیر	نخل پہ شاخ اور شاخ پہ گل ہے گل پہ قطرہ شبنم کا
جو ٹیکا صندل لگا جبین پر تو پاس ابرو کے خال بھی ہے		سپہر خوبی پہ بدر بھی ہے سہیل بھی ہے ہلال بھی ہے
لام نستعلیق کا ہے اس بت خوشخط کی زلف		ہم تو کافر ہون اگر تابع نہون اس لام کے
لگا ہے تیر دل پر آہ کس کافر کی مژگان کا		نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا
عنایت سبز رنگ اس اپنے کشتے پر ذرا رکھنا		کہ بعد از دفن مدفن پر کوئی پتی ہری رکھنا
سرو نے دعوی ترے قد سے کیا کیا پھل ملا	امیر	گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا
اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین		اس بت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا
مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤن		رکھا تھا ایکدل سو جلگیا کیا خاک دکھلاؤن
غفلت مین فرق اپنی تجھ بن کبھو نہ آیا		ہم آپ مین نہ آئے جبتک کہ تو نہ آیا
ہم کوے مغان مین تھے ماہ رمضان آیا		صد شکر کہ مستی مین جانا نہ کہان آیا
ایسا بلند آہ کا اپنی دھوان ہوا		چرخ کہن کے نیچے نیا آسمان ہوا
یہ میری آہ کا کیسا دھوان ہے	انشا	کہ نیچے آسمان کے آسمان ہے
کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر		فعل بد تو ان سے ہو لعنت کرین شیطان پر
اپنی تو وہ صورت ہے کہ جون بلبل تصویر		پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہے
کیون چھپا ظلمت مین گر اس لب سے شرمندہ نتھا		جان کچھ باقی مری ہے چشمۂ حیوان کے بیچ
مانگ اس کافر کی سیدھی راہ ہے ظلمات کی		خضر کو بھی ہے مسافت ایکدن و رات کی
روز رخسار کے لیتا ہے مزے خوبون کے		بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا
سنگدل کو سنگ لیکر سنگدل کے گھر گئے		رنگ تھا اسکا زمرد جسکے سنگ مرمر گئے
رات دن جاری ہے عالم مین مرا فیض سخن		گو کہ ہون محتاج پر حاتم ہون ہندوستان کے بیچ

ترے کرا ے رقیب فرعونی — آہ میری عصا ئے موسیٰ ہے
دیے سے جگ مین ہیگی روشنائی — اگر خوبی طلب ہے تو دیا کر

وہ منھ زلفون سے دکھلاتے ہین تو ہم آنسو بہاتے ہین — وہ دنکو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین
مصحفی رخ سے جو زلف اٹھا دیتا ہے — مصحفی کھول واللیل کو والشمس دکھا دیتا ہے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے — آتش — زمین جسکی چہارم آسمان ہے
جستجو کرتی ہر اک امر مین نادانی ہے — ناسخ — جو کہ پیشانی مین لکھا ہی وہ پیش آئی ہے

یہ دنیا شیشۂ ساعت کی ہے ریت — گھٹی جاتی ہے ہر دم چیت رے چیت
دریا امنگ کے موج سے آیا تھا ہٹ گیا — موتی لگا تھا ہاتھ نصیبا الٹ گیا
دیکھ دریا کی طرف دلکو یہ لہر آتی ہے — کشتی عمر کی افسوس بہی جاتی ہے
نہ تو دریا نہ سمندر نہ ترا پاٹ لگے — کشتی عمر کی اب دیکھیے کس گھاٹ لگے
صنم کے واسطے بے آبرو ہوے تو ہوئے — طلا تو ہاتھ لگا زرد رو ہوئے تو ہوئے
ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس — یا آ رہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو — مظہر — یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے
شجر سوختۂ شمع سے گر گل نکلے — کیا عجب بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے
عارض یار پہ کیا زلف دراز آئی ہے — شام یان صبح کی پڑھنے کو نماز آئی ہے

اٹھکے دالان پردے مین جو وہ حور چھپی — میرے آغوش مین چھپنا تھا بہت دور چھپی
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت — اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین
حیرت افزائی نے یہ صورت مری کی دوستو — بزم مین تصویر گویا میری تھی اور مین نہ تھا
ہر صبح وہ ڈھونڈتے ہے کوئی تازہ خریدار — صورت مری ہر روز بدل جاے تو اچھا
دیکھون تو لے ہے جان ملک الموت کسطرح — تم وقت مرگ پاس سے اٹھنا نہین ذرا
جبتک مری بالین پہ وہ دلدار نہ آئے — کہدو ملک الموت خبردار نہ آئے

ہے خراشِ ناخنِ غم مین بھی کیا بالیدگی ۔ جو ہلال غرہ تھا سو ماہ کامل ہو گیا

مرکر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا ۔ کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

چرخ سے کہدو کہ کشتی ہم سکے تو تھام لے ۔ آج ہے طوفان سرشک چشم دریا بار کا

سنیے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا ۔ ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

چشم پوشی ترے مذہب مین ہی کیا عین صواب ۔ ہے یون پر ہنیر تجھکو اور ہم ہیں ہمسار ہین

پھیلائے کیا کوئی مرے پروردگار ہاتھ ۔ بندے کا ایک ہاتھ ہے تیرے ہزار ہاتھ

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوے ۔ مین جا ہے ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا

سخن آہستہ کر کہ ہے شب وصل ۔ چارپائی بھی کان رکھتی ہے

چہرہ کچھ ان دنون غم پنہان سے زرد ہے ۔ ظاہر مین کچھ مرض نہین پر دلمین درد ہے

مت ملو لیکن کرم فرمار ہو ۔ خوش رہو جیتے رہو جس جا رہو

مرگئے سوحق ہوے اور جیتے ہارین حق کا دم ۔ حق تعالیٰ آپ ہی حق ہو موے کا کیا ہے غم

ایسی جو سردی پڑی ہر اک ستارا جم گیا ۔ کاسۂ چرخ برین سارا کا سارا جم گیا

آ بخورے برف کے انشا کو بھیجے آپ نے ۔ اسکا یہ مطلب ہے یو نقشہ تھا را جم گیا

این غزلہا بعد از طبع کتاب دستیاب شدند

غزل علی

جب نور نبی عرش کے ایوان پہ چمکا ۔ کرسی نے لیا چوم غبار اسکے قدم کا

جب نام محمد کا لکھا عرش برین پر ۔ پر نور ہوا تارک اقبال قلم کا

سایہ نہ ترے جسم کا دیکھا ہے کسی نے ۔ تا حشر مین ہو جائے پھیکا فرق الم کا

پر نور ہوے ایسے عجب دیدۂ افلاک ۔ کیا کحل جواہر ہی غبار اسکے قدم کا

معمور تری ذات سے ہے کشور ہستی ۔ جاری ہے عجب فیض ترے خوان کرم کا

پائی ہے تری ذات سے موسیٰ نے کرامت ۔ کیا طور تجلی سے ترے نور سے چمکا

آور پہ ترے جسنے رکھا فرق ارادت
رکھ حق نے ترے سر پہ عجب افسر لولاک
یہ عرض علی کی ہی ترے خاک قدم سے

ہو وے یہ طلبگار کبھو افسر جم کا
سالار کیا تجکو عرب اور عجم کا
محتاج نکر مجکو کسی اور کے دم کا

غزل علمی

گرچہ ہی قند و شہد نبات و شکر لذیذ
ہر چیز سے حدیث پیمبر ہے پر لذیذ

وہ پیاری پیاری باتین خدا کو اودھر لذیذ
ارشاد ایک ایک جہانکو ادھر لذیذ

دلکو ہی ذکر نعت نبی سے مزا حصول
جانکو ہی فکر مدحت خیر البشر لذیذ

احمد کے سے ہوتا ہی شیرین دہان خلق
نام نبی ہے نام خدا کس قدر لذیذ

پر ذائقہ ہی ہیچ ہے سارے جہان کے
شہر مدینہ کا ہی جو رطب و ثمر لذیذ

عین مریض کو ہے شفا اس قدم کی خاک
ہو مردمان چشم کو کحل بصر لذیذ

ہر مجرم و اثیم کو بخشا سینگے وہی
ہے گوش عاصیون کو بہت یہ خبر لذیذ

شیرین ہی اسم حق نمکین نام مصطفے
یہ ایک پر لذیذ تو وہ ایک پر لذیذ

کوثر سے وہ پلا دینگے امت کو آب سرد
جنت کے نخل سے وہ کھلا دین ثمر لذیذ

صلوا علی النبی و علی اہل بیت
وردا اپنا یہ عجیب ہے وقت سحر لذیذ

مطلع اک اور پڑھکے لکھون مقطع غزل
وہ خوشگوار دلکو ہے آٹھون پہر لذیذ

حمد خدا و نعت نبی یکدگر لذیذ
اصحاب و آل کی ہی ثنا سر بسر لذیذ

تجھکو بھی انکے صدقے سے علمی بہشت مین
نعمت ملیگی ایک سے اک خوبتر لذیذ

غزل ترقی

دنیا کے جو مزے ہین ہرگز وہ کم نہونگے
چرچے یہی رہین گے افسوس ہم نہونگے

آغاز عشق ہی مین شکوہ ستم کا ایدل
تک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہونگے

جلدی سے یار دیکھو پیوند خاک کردو
سنتا ہون مر گئے پر رنج و الم نہونگے

غزل کمترین عبدالقادر متخلص بہ و[illegible]

نہ ملی کوئی تری یار نشانی مجکو
دل کی دل ہی مین رہی حسرت تری جانی مجکو

ہجر مین اس خط و تقدیر نے آ کے لکھی [illegible]
[illegible] کی اشک فشانی مجکو

دیکھ کے پیچ و خم گیسو کے لئے قاتل
یاد آتی ہے وہ تیغ کی روانی مجکو

کیا کہون صبح و شب [illegible]
[illegible] اسے یار کہانی مجکو

دیکھنا تازہ ادا اور بھی جانی تیرا
یاد آتی ہے وہ ایام جوانی مجکو

اشک آنکھون سے بھی وفا اس [illegible]
[illegible] حال زبانی مجکو

احوال پر ہمارے روؤ نہ مل کے باہم
اب کیا کرین ہم اور وہ باز و بہم نہونگے

دشوار ہے پلک سے لگنا پلک عزیزو
آنکھونپہ میرے جبتک اُسکے قدم نہونگے

مضمون شوق اُسکا ہرگز نہ ختم ہوگا
دس بیس بند کاغذ جبتک رقم نہونگے

دم دیکے تم تو شبکو محفل سے اُٹھ چلے ہو
کوئی دم کو عاشقون کے سینے مین دم نہونگے

بلبل کے درد دل کا ممکن نہین مداوا
گلچین کے ہاتھ دونون جبتک قلم نہونگے

سنتے ہین بعد اپنے ہے دخل غیر کا بھی
تم سے علیحدہ ہم اب ایک دم نہونگے

سنبل کو کچھ نہین ہے زلفون سے اُسکی نسبت
جب چاہو دیکھ لو تم یہ پیچ و خم نہونگے

یاران رفتگان پر کیا روییے ترقی
کیا ہم روانہ سوے ملک عدم نہونگے

غزل احمد

نام خدا وہ شوخ ہے مانند حور کے
ٹپکے ہین اُسکے چہرے سے اب قطرے نور کے

اللہ ری نازکی وہ پریوش کو دیکھنے
آتے ہین شاہدان ادا دور دور کے

گر اک کلام وہ لب اعجاز سے کرے
دیوے جلا وہ آن مین مردے قبور کے

گر لحظہ ایک اُس سے بغلگیر ہو کوئی
کھلجاوے اُسپہ باب ہی عیش و سرور کے

جرأت ہے کسکی تا کرے اُس شوخ کا خیال
اور جاوین ہوش اُسکے ہی فخر و غرور کے

کیجے ہمارے حال پہ ٹک مہر کی نظر
واللہ دلسے ہمتو ہین عاشق حضور کے

احمد تو اُسکے عشق مین ہو محو سر بسر
تا تجھپہ کھل ہی جاوینگے عالم ظہور کے

غزل شیدا

دیکھ دل زلفون کو مت جائیو گردن پیچھے
چوٹی پیچھے ہے پڑی جیسے ہو ناگن پیچھے

زلیخا نے کیا عشق مین یوسف سے سلوک
بھیجا زندان مین اُسے پھاڑ کے دامن پیچھے

فرقت رشک چمن سے جو مین مرجاؤن تو پھر
مجھکو دفنائیو دفنائیے گلشن پیچھے

فصل گل مین رکھا صیاد نے در قید قفس
پھر نکالا تو نکالا مجھے جب پھاگن پیچھے

پہلے مجنون کیطرح عشق مین شیدا تو بھٹک | پھر ترا کوے بتان ہو دیگا مسکن پیچھے

غزل دلکش

یار کے ہاتھ سے مشاطہ نے پایا بیڑا | طاقت و ہوش کی رخصت کا یہ آیا بیڑا
دل سوے سبھی رنگین گزرتے ہین آج | کہ عوض بوسے کے انعام مین پایا بیڑا
زلف و رخسار تو ہین آفت جان پر میرے | خون کا اُس لب خندان نے اُٹھایا بیڑا
جان پیاری نکرین کیونکہ اب ہم ذوق سے ہم | بلکہ جدائی سے کافر نے نبایا بیڑا
خون بہا اپنا کیا ہین تو گنہگار تو ہون | پاندان سے ترے کل ہین تے چرایا بیڑا
سرخرو مجھکو کیا اُسنے جو ہچشمون مین | کہ مرے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا
کیونکہ اُس رشک سے دل خون کیا کافر نے | غیر کے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا

غزل ولی

لامکان پر جو بنا احمد جو بنا دُھلایا | تب ملائک نے دہین صلوا علیکم گایا
حور و غلمان نے ترانے سے وہ نغمہ بولے | قاب توسین کا نوشہ تو ہے سبکو بھایا
تھے براتی وہان آدم سے لگا تا احمد | اور جبریل امین گوندھ کے سہرا لایا
حق نے لولاک لما حق مین محمدؐ کے کہا | اُن سوا کو نسے مرسل نے یہ رتبہ پایا
مغفرت تیری ولی سہل بلاریب ہے کیون | نام احمد کا جو لب پر ترے ہر دم آیا

غزل ثابت

مین اپنے سب مطالب سید ابرار کو سونپا | مطاع دین و دنیا احمد مختار کو سونپا
خدا عالم ہے اسپر شک جو رکھتا ہو سو کافر ہو | حشر کا معاملہ مین حیدر کرار کو سونپا
ہو اسلئے کر دیا اسکو مین تھا تو جنت کے | مین اپنا خاتمان بھی فاطمہؓ اطہار کو سونپا
مرے اس کام سے کے ناک ہین جو چاہین سو کر دیوین | علی مشکل کشا کے دونون بر زدار کو سونپا
مری یہ ناتوانی بیکسی اور بے لبسی جو ہے | شہید کربلا کے عابد بیمار کو سونپا

مرے جو آشنا ثابت ہین مولا انکا ضامن ہے
سر دشمن اسد اللہ کی تلوار کو سو پنا

غزل عالم

وہ اک دن دیکھیے بیشک جہان روز جزا ہوگا
گنہگارونکی بخشش کو وہان فضل خدا ہوگا

صراط المستقیم اوپر وسیلہ ہے پیمبر کا
شفاعت کو قیامت مین محمد مصطفا ہوگا

یہی ہے جام کوثر کا مجھے دینگے تلطف سے
کہ جسدن ساقی کوثر علی مشکل کشا ہوگا

کرینگی خون کا دعوی وہ جب خیر النسا آکر
حسن بخشش کو امت کے شہید کربلا ہوگا

ہین باقر جعفر و کاظم ہمیشہ رہنما سب کے
سبھونکی پیشوائی کو علی موسی رضا ہوگا

تقی ہے اور نقی ہے اور محمد عسکری ہادی
قتل کرنیکو کفار دن کے مہدی ہوا ہوگا

تزلزل حشر کے دن بسطرح ہو ویگا سن ڈرکر
کرو سامان آخر کا مدد سب کا خدا ہوگا

غرض یہ اب جناب کبریائی مین ہی عالم کی
کہ جاوے درد عالم کا غزل کا یہ صلا ہوگا

غزل

آج پھر اس کوچہ جانان مین جانا چاہیئے
اک دفعہ قسمت کے تئین پھر آزمانا چاہیئے

سب بہار آخر ہوئی باقی رہا جوش جنون
دھجیان دامان صحرا کی اڑانا چاہیئے

آ مینگے او باغبان گلشن مین در وقت سحر
آب شبنم سے گلون کا منھ دھلانا چاہیئے

مین کہا عاشق ہون تیرا وہ لگا کہنے کہ ہین
تو ہے دیوانہ سخن تیرا نہ مانا چاہیئے

کسطرح لپٹون سے تجھے اور لون بغل مین نازنین
وصل کی شبکو فقط پھولون کا گہنا چاہیئے

غزل

اااا ایک دلبر یہ یہ یہ پیارا راہمن کا
نہ نہ نہ نکلتا گھر سے کہ کہ کر عزم چمن کا

فہ فہ فہ فارسی غزل لین جہ جہ جہ جاتا تھا کہے
لہ لہ لالہ جو کرتا سہ سہ سہ سرو چمن کا

شہ شہ شہ شبنمی جامہ چہ چہ چہ چست قطع سے
بہ بہ بہ بین کہیا تھا یہ یہ یہ تنگ سمن کا

جو جو جو جوہر یکدم تھ تھ تھا چیز عجب کچھ
وہ وہ وہ وصف کہون کیا غہ غہ غنچہ دہن کا

کھو کھو کھو کھینچی تھی جو وہ وہ وہ دست نہی بی ۔ سہ سہ مارے وحشت ضہ ضہ ضرب گھٹن کا

ریختی جان صاحب لکھنوی

چھوٹی خانم کا مجھے دیکھا بھائی انگیا ۔ منجھلی کیا پہنوں بڑی وہ تو نہ بھائی انگیا
چھوٹا کپڑا ابھی بڑے لطف کی یہ چیز ہے ۔ سالے جوڑے ہیں تو بندی کو خوش آئی انگیا
حسن جاتا رہے پر چھاتیوں کا روپ دکھا ۔ صدقے اس عقل کے جسنے یہ بنائی انگیا
تیری چھاتی تھی مری سوت کا کپڑا پہنا ۔ سارے کنبے کی کرے گی یہ صفائی انگیا
کس سے ملوا لئے گئی تھی اری لڑکے جھٹنی ۔ باندی بیہوش کہاں رکھو کے تو آئی انگیا
کیوں نہ جامے سے ہیں باہر ہوں بھلا مغلانی ۔ ادھڑی دو بار مگر ٹھیک نہ آئی انگیا
دم بدم ٹوٹ گئے ہیں اس سے ستارے جھڑ لے ۔ اے بی مہتاب بنی گویا ہوائی انگیا
کوڑھ آن چھاتیوں سے ٹپکے آسے جو پہنے ۔ ہیں تو کو سونگی مری جسنے چرائی انگیا
اب بھلی مانسیں کیا پہنیں جو پہنائیں انھیں ۔ اپنی جورو کو موے کنجڑے قصائی انگیا
جان صاحب کوئی کیا آج بلا یا محرم ۔ عطر فتنے کا ملا خوب بسائی انگیا

ریختی انشا

چھچھی ہے یہ تو نگوڑی سمجھے بھاری انگیا ۔ کوئی ساری سی مرے واسطے لا ری انگیا
گوکھرو لہریت ٹانک ستارے کیا چیز ۔ اس سے ہو جاتی ہے کمبخت گنواری انگیا
بی بی مغلانی جو سی لائی تھی آئی نہ پسند ۔ بیگما جی نے وہ سر آن کے ماری انگیا
دھینگا مشتی اجی اب کس سے ہوئی تھی یہ کہو ۔ پھٹ گئی آپ کی جو ساری کی ساری انگیا
تھی عجب کوئی سگھڑ جسنے یہ کاٹے پوسٹے ۔ دا پھرتے بنگی اک پھولوں کی کیاری انگیا
ہائے انشا کا کہیں مجھ کو جو گیا تو پر ہیں ۔ تیرا مقدور کہ تو چھیڑے ہماری انگیا

ریختی رنگین

ہیں وہ بھی اوڑھنے کی ہیں نرکل کی اوڑھنی ۔ پاتی ہے تجھے منگا دے جھلا جھلی کی اوڑھنی

برسات جسکو کہتے ہین جی جس بہار مین — سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
گرمی کے مارے ناک مین آئی ہے میری جان — تہ کر کے رکھ پٹارے مین آنچل کی اوڑھنی
آئی لچک کمر مین مرے لوگو دوڑیو — گھٹنے تلک تو سر سے مرے ڈھلکی اوڑھنی
بھاری بنت منگا دے تو رنگین لگاؤ مین — نے ٹھہرتی ہے سر پہ مرے ہلکی اوڑھنی

غزل ماہ لقا

اجل کے سامنے رستم گیا سو پھر نہ پھرا — ہمارے چشمون سے جو نم گیا سو پھر نہ پھرا
لڑائی کرتی ہین چہرے پہ دونون زلف سیاہ — جو گلعذار کا موسم گیا سو پھر نہ پھرا
بھروسہ مت کرے ظالم یہ اپنی ہستی کے — یہ جسکی ہستی کا عالم گیا سو پھر نہ پھرا
عجب وہ منزل و مسکن ہے مجھکو حیرت ہے — جہان سے جو کوئی ہمدم گیا سو پھر نہ پھرا
اداس ہو کے صنم صبح کو گیا افسوس — بہار رونق شبنم گیا سو پھر نہ پھرا
اوسے نہ شیخ سے مطلب نہ برہمن سے کام — جو راہ عشق مین آدم گیا سو پھر نہ پھرا
غرور مت کرے تو حسن پر اے ماہ لقا — عدم کی سیر کو آدم گیا سو پھر نہ پھرا

نواب آصف الدولہ بہادر

ساقیا مے سے چھلکا دے کہ بہکتے جائین — برق کی طرح جدھر جائین چمکتے جائین
جہان مین جہان تک جگہ پائیے — عمارت بناتے چلے جائیے

دولھن بیگم صاحبہ

ایسے کمظرف نہین ہم جو بہکتے جاوین — مثل گل جاوین جدھر کو تو مہکتے جاوین
مت کرو فکر عمارت کی کوئی زیر فلک — خانۂ دل جو گرا ہو اوسے تعمیر کرو

جینیا بیگم

روٹھنے کا عبث بہانہ تھا — مدعا تمکو یان تک آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے
کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے

دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی
کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہین ہے

یاالٰہی یہ کس سے کام پڑا
دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسر
کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

جس طرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی
اوس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی

جی تک بھی اگر چاہو تو دو سوا اس نہین ہے
کچھ اور جو ڈھونڈھو تو مرے پاس نہین ہے

یار پردے مین ہے اور عیش سے بایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پے جاسوسی ہے

شمع کی طرح کون رو جانے
جسکے جی کو لگی ہو سو جانے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہرو ہے اور ہم ہین

یوسف نے میرے کھولے ہین جامے کے اپنے بند
تہ کر رکھو نسیم سے کہدو قبائے گل

میرے دل کی طپش تو کیا جانے
مین ہی جانون دیا خدا جانے

کیون نہ مین قربان ہون جب وہ کہے ناز سے
مجھکو جفا کا ہے شوق اہل وفا کون ہے

بے منصفی اور اسے بیت بید اد گر ایسی
چاہت تری غیرون کو بھی ہو گی مگر ایسی

ہم بزمی دشمن کو چھپانا ہی تھا قاصد
کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

دل ہمین دو چار دن گر اپنا تم دو مستعار
اسکو سکھلا دین وفا ایسی کہ ہوئے بیقرار

دلبر مجھے اسواسطے کہتی ہے یہ سب خلق
تا مجھکو تو دلبر ہی سمجھکر کبھی آوے

ہے چوکھٹ آپ کی اور سر ہمارا
قیامت تک یہین ٹکرائین گے ہم

قسمت مین ہمارے نہوا ہائے صد افسوس
اک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا

اپنے آنے کی جو سناتے ہو
شیخی ناحق یہ تم جتاتے ہو

اسپہ قسمین جو تم کھلاتے ہو
مدعا یہ کہ دل بڑھاتے ہو

حال جان بازی کا مین کس سے کہون
جس سے کہتا ہون وہی سنتا نہین

ماہ کا ہیدہ ہنرا جاتلہے ابرو دیکھکر
دیکھ بوبن کرکے نکلا آج اونشکل لال

جان و دل بیچتے ہین ہم اپنا
ایک بوسے کو لے سے ستا ہے

مناجات

الٰہی بحق رسول انام
محمد علیہ الصلوۃ وسلام

بآل و باصحاب ختم رسل
مجھے دے مرادین مری جزوکل

مجھے دین و دنیا مین عزت سے رکھ
یہان اور وہان عیش و عشرت سے رکھ

شراب محبت پلا دے مجھے
تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے

کرایمان اسلام پر خاتمہ
طفیل نبیؐ و بنی فاطمہؑ

الٰہی ہزارون درود اور سلام
پیمبرؐ پہ نازل تو فرما مدام

تواریخات متقدمین

مظہر

مظہر کا ہوا قاتل جو یک مرتد شوم
اور اسکی شہادت کی خبر ہوئی جو معلوم

تاریخ وفات اسکی کہی از رہ درد
سودا نے کہا کہ ہاے جان جانان مظلوم

آہ مرزا نسیع دنیا سے
جا کے جنت مین جب مقیم ہوا

درد فرقت سے اسکے شل قلم
اہل معنی کا دل دو نیم ہوا

گل سے تا خار اس چمن مین تھا
خاک بر سر وہ جون نسیم ہوا

سال تاریخ کی تھی مجھکو تلاش
کیونکہ بس حادثہ عظیم ہوا

اسمین پیر خرد نے از سر ہوش
یہ کہا اب سخن یتیم ہوا

میان مظہو

میان مظہو جو ذاکر حق تھے
رات و دن نام حق رٹا کرتے

گریہ موت نے جو آدابا
مضطرب ہوسکے ادر نظر اکے

چونچ مین دابکر سر کلھیا	کچھ نہ بولے سوائے ٹے ٹے		

از مولانا فخرالدین صاحب حسب فرمائش فریزر صاحب بہادر

آج آختہ بندھا طویلے مین	اکھی خانہ انگریز گرجا

تاریخ از نتائج افکار عالی مقدار سخن سنج کلام شناس بلبل شاخسار حدیقۃ الاحباب درآبدار بحر الانجاب کشاف دقائق خفی وجلی جناب فضیلت مآب غلام علی صاحب مہری سکنہ بمبئی

کیون شگفتہ نہووے بھی باغ از بہار نظم
طرفہ کھلا ہے ابر فلک شعلہ زار نظم

مجموعۂ طلسم ہے رنگین بیاض شعر
محسود گل ہے ہر ورق زر نگار نظم

موتی سے انتخاب ہے گلدستہ بہار
ہر بیت شاہ بیت ہے آئینہ دار نظم

ہر اک غزل ہے رشک غزال سواد چین
مرغوب بلبل چمن جو ئبار نظم

دکھلاے کیہی نقاب اٹھا رخ سے ہر گھڑی
ہر لفظ حسن شاہد سیمین عذار نظم

اشعار آبدار و مضامین نئے نئے
پیہم رواں ہین قافلہ سان از دیار نظم

گویا نظیر عقد ثریا ہین زیر چرخ
در سلک انتخاب در شاہوار نظم

پھر گرم اس سے محفل عشاق ہے سدا
مستون کے بزم مین ہے دربالا خمار نظم

نکلے ہے اب کے طرفہ مزامیر سے صدا
سر باندھا اسکا اہل طرب نے بتار نظم

سودا نظیر و جرأت و انشا کی ہر غزل
ہے زیب بخش کشور دار الوقار نظم

شہباز فکر اہل دلان سر باج ہے
کیون مرغ دل نہووے ہے اسدم شکار نظم

از بہر سال بلبل طبع علی نے اب
باندھا آشیان اوج سر شاخسار نظم

چھاپا رقم ہو ہر ورق گل بنوک کلک
آئی ہے غیب سے یہ ندا لالہ زار نظم

این مادۂ تاریخ از جناب قاضی غلام علی صاحب مہری بسلک نظم آوردہ بودند

زہے شورش فزائے بزم ابرار — ہے بہر عندلیبان نو چمن زار
یہ طرفہ مجمع اشعار عشاق — کہ جسمین چیدہ چیدہ گل ہین بیخار
کرے ہے محفل عشاق کو گرم — نئے انداز سے دکھلا رخ یار
ہوا ہے طبع دیوان جلوہ آرا — بتانِ چین جو ہین نقش دیوار
بہار گلشن اشعار کو دیکھ — رہے ہے شرمگین ہو حسن گلزار
نوادر بوستان عشق ہے یہ — طرب افزا بچشم ہر خریدار
الٰہی یہ بیاض شعر رنگین — ہو منت نور سواد چشم اخیار
کوئی تاریخ موسٰی سے رقم ہو — رہے تا یادگار از عاشق زار
کہا ہے اس طرح پیر خرد نے — کہ لاثانی ہوا ہے جنگ اشعار

ا ب ج د ہ و ز ح ط ی ک ل م ن س ع ف ص ق ر ش ت ث خ ذ ض ظ غ
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰ ۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰ ۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰ ۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰ ۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰

ایضاً

ہوا ہے یہ جب طبع دیوان تمام — کہ درج اسمین ہر اک ہے رنگین کلام
ہوئی چاہ موسے کو تاریخ کی — رقم طرفہ تر یادگار دوام
یہ دی ہاتفِ غیب نے تب ندا — کہ ہے یہ گلستان خوبی مدام

ایضاً

مجمع الاشعار نسخہ ہے عجیب — چاہیے تاریخ اسکی برملا
مین نے پوچھا تو خرد نے مجھسے یون — طرفۃ الاشعار آ کے وہ کہا

این چند مادہ تاریخات بندۂ درگاہ کریم محمد حسین ابن محمد سلیم فراہم آوردہ اگرچہ قابل اشتہار نیست اما بپاس خاطر عزیز با تمیز مؤلف کتاب محمد ابراہیم صاحب موسٰی بر ورق پشت نمودہ است تا ناظرین از سعی و عرق ریزی او حظ دریابند و نیز التماس بخدمت ارباب سخن بلند ہمت والا قدر آن دارم کہ نظر بر سہو دخطا نہ نمایند العفو عند کرام الناس مامول

اس چمن کی رقم ہو گیا تاریخ — بہر تاریخ ہے بنا تاریخ

ہمہ مجموعہ از شعر دل آرا — مرتب شد ز مولی آشکارا
بسالش فی البدیہہ گفت ہاتف — جزاک اللہ فی الدارین خیرا

بر و این شعلہ زار عالم عشق — نور از مہر تابش از مریخ
طرفہ بشگفت شعر رنگینش — گفت مظلوم باگل تاریخ

ایضاً

مجموعہ جو مرتب چمن نو بہار — یعنی کتاب شعرائے کبار
تازہ تر از برگ درختان سبز — نور فزائے نظر ہوشیار
طرفہ سرو شے کہ بجو اب خرد — گفت بگو معرفت کردگار

ز آفات این گلشن بیخزان — نگہدار یا خالق عاشقان

طرفہ ہوا مرتب گلشن ہنروردون کا — بیقدر جسکے آگے مجمع ہے ساحرون کا
ہاتف سے گوش زد ہے تاریخ تعمیہ آج — کیا بے بہا ہوا ہے تحفہ یہ شاعرون کا

غیب سے ہاتف نے یہ مژدہ دیا — بلغ اردو بے بہا اب یہ ہوا

کہا پیر خرد نے فی الحقیقت — بجا ہے آج گلدستہ طریقت

شعر نہین بلکہ بگوش جہان — عقد ثریا ہین یہ آد یختہ
لکھا ہم سال بھی مظلوم نے — کہہ غزل ور اگ گل ریختہ

مجموعہ یہ ہوا ہے مملوز شعر استاد — کہہ سال ناز مشحون بازار عاشق آباد

دیکھ مجموعہ کہا ہاتف نے — چھاپے ہین اشعار نکاست

فہرست مجمع اشعار دیوان فارسی موسوم بمراۃ العاشقین

فہرست مجمع الاشعار دیوان ہندی موسوم بہ چمن بے نظیر

خاتمۃ الطبع

ثنا و صفت کے لائق وہ باغبان گلزار دو جہان ہے کہ جسکی آبیاری قدرت کاملہ سے گلستان عالم سرسبز و ریان ہے اور گلدستہ نعت سزاوار ہدیۂ انجمن اُس گل سرسبد خاتم الرسالت ہے کہ جنکے فیض ہدایت نے اثر باد خزان کفر و ضلالت کو یکقلم دنیا سے مٹایا ہے اور رائحہ ابتسام گلہائے رنگا رنگ ایمان سے اہل جہان کو تر دماغ و عطر آگین بنایا ہے من بعد گل چینان شگفتہ طبع کو آمد نوبہار کی خوشخبری ہو کہ ان دنون ایک مجموعہ شگرف گلدستہ کلام رنگین از کلام اردو فارسی زبان آوران روئے زمین جو دو شعبے پر متفرع ہے اول مین اشعار غزلیات و مستزاد و رباعیات و قطعات اور انواع انواع قسم کے لغز و چیستان از کلام بلاغت نظام حضرت سعدی ۔ حافظ ۔ جامی ۔ نظامی ۔ صائب قدسی ۔ حزین خاقانی و الہ ہروی ۔ مرزا بیدل ۔ امیر خسرو وغیرہ اکثر اساتذہ سابقین کے مجمع ہین جس کا نام مرآت العاشقین ہے اور دوسرے شعبے مین بڑے بڑے نامی گرامی شعرائے مسلم الثبوت

کی غزلیات ۔ مثنویات ۔ رباعیات و قطعات مشہور و معرکہ آرا اُردو زبان مین نتیجہ طبائع نغز ارفیع الشعرا میر تقی ۔ جرأت ۔ مصحفی ۔ انشاء اللہ خان ۔ ناسخ ۔ آتش ۔ ظفر ۔ مومن خان وغیرہ عمدہ عمدہ و جملہ اساتذہ قدیم و جدید کا کلام شامل ہے جسکا نام **چمن بے نظیر** ہے مدون و مؤلف اسکے سخن دان شیرین زبان **محمد ابراہیم صاحب** بن شہاب الدین ہین جنھون نے بفرط شوق و مزید لیاقت باتفاق رائے محمد حسین صاحب اس مجموعہ کو بطرز شائستہ فراہم کیا مقبول عالم ہوا سب نے پسند فرمایا خواہش خریداران سے بکثرت چھپنے کا رنگ دکھایا المختصر یہ مجموعۂ نایاب روزگار سدا بہار مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب منشی لشن نرائن صاحب بھارگو دام اقبالہ مالک مطبع سہ ماہ نومبر ۱۹۲۷ع بار دہم زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا

قطعۂ تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل سابق ایجنٹ مطبع کانپور

دیکھ کے ہر اہلِ نظر نے کہا — خوب چھپا کیا چمنِ بے نظیر
مصرعۂ تاریخ یہ عاقل لکھو — بے بدل اچھا چمنِ بے نظیر
۱۳ ۲۳ ھ

قطعۂ تاریخ طبع از مولانا محمد حامد علیخان صاحب حامد سابق افسر مصحح مطبع کانپور

دیکھ کے ہر فرد بشر نے کہا — بسکہ ہے یکتا چمنِ بے نظیر
تم بھی تاریخ یہ حامد لکھدو — کیا ہی چھپا چمنِ بے نظیر
۱۳ ۲۳ ھ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
شرح یوسفی۔ دیوان حافظ	۶ر	دیوان سخن۔ دہلوی کاغذ رسمی	۱۲ر
دیوان نعت سروری۔ نعتیہ دیوان	۵ر	دیوان شہیدی۔ از مولوی کرامت علیخان شہیدی	۴ر
دیوان جرّار۔ مرزا حسین صاحب جرّار	۵ر	گلدستہ حفیظ اللہ خان متفرق شعرا کا کلام	[illegible]
دیوان عاشق۔ پنڈت کنہیالال عاشق	۲ر	شرح مترجم قصاید عرفی	۸ر
دیوان ضامن۔ صوفیانہ کلام	۲ر	ترجمہ شرح قصاید عرفی از مولوی عبدالمجید صاحب	زیر طبع
دفتر حسرت۔ المعروف بہ دیوان انجم صاحب عالم		دیوان سحر سامری	۶ر
مرزا آسمان جاہ بہادر متخلص بہ انجم کا کلام	۱۲ر	دیوان نعتیہ۔ از مولوی احمد علی صاحب	[illegible]
دیوان اختر از تیمبر پرشاد صاحب اختر	۶ر	بہار سخن۔ مطبع ہذا میں ایک مشاعرہ ہوا تھا	
مجموعہ سخن حصہ دوم۔ اکثر شعرائے متقدمین		اسکی غزلیں	۵ر
کی نایاب غزلیں۔	۳ر	دیوان مناقب خیر البشر۔ از منشی منور حسین	۲ر
کلیات شادان۔ مہاراجہ کرشن پرشاد شاد کا		دولسانین مجمع البحرین	[illegible]
کلام بلاغت نظام۔	[illegible]	معرکہ حکیمت۔ یعنی مباحثہ گلزار نسیم	[illegible]
صنمخانۂ عشق۔ منشی امیر احمد مینائی کا دیوان		ثمرہ فصاحت۔ از حضرت فصاحت لکھنوی	[illegible]
دوم مطبوعہ مطبع غیر	[illegible]	**دواوین شعرائے فارسی**	
مثنوی فریاد داغ	۴ر	دیوان شمس تبریز حضرت شمس تبریز کا عارفانہ کلام	
دیوان حمد ایزدی	۴ر	جو تصوف اور حقیقت کی جان ہے جدید الطبع	[illegible]
دیوان گویا	۴ر	کلیات عراقی۔ عراقی ایران کا ایک مشہور و معروف	
مظہر عشق۔ معروف بہ دیوان قلق	۸ر	شاعر ہے۔	۱۲ر
دیوان چمنستان جوش احمد حسین صاحب		دیوان حافظ محشی جلی قلم کندہ منشی شمس الدین مرحوم	[illegible]
جوش	[illegible]	دیوان حافظ منشی جوالا پرشاد	[illegible]
مجمع الاشعار۔ چیدہ چیدہ اشعار	۵ر	دیوان نعمت خان عالی۔	[illegible]
گلدستہ امانت	۱ر	کلیات جامی۔ از مولانا عبدالرحمن جامی	[illegible]
دیوان سخن۔ دہلوی گندہ۔	[illegible]	کلیات نظم غالب فارسی یعنی کلام مرزا غالب	

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
٩	گلشن تعشق از مظفر علیصاحب اسیر	۵عہ/	فارسی جسمین اونکا تمام مایہ ناز کلام موجود ہے
	دیوان نویدی۔ بچون کے لئے مفید	۱۲عہ/	منتخب مجموعہ دواوین خسرو
٦	دیوان رسوا۔ از احمد حسین رسوا		کلیات صائب۔ عہد اکبری کے نہایت مشہور
	دیوان امیر۔ از سید امیر الدین صاحب متخلص بہ	۱۲عہ/	ومعروف شاعر مرزا صائب کا کلام
	امیر۔ یہ ایک چھوٹا سا اور مختصر دیوان ہے	۱۲/	کلیات حزین۔ از محمد علی حزین اصفہانی
۲	مگر نہایت عمدہ ہے	۱۰/	دیوان حضرت خواجہ بختیار کاکی
	قصاید عرفی محشی		کلیات حضرت شمس تبریز۔ حضرت شمس تبریز
٦	شرح قصاید عرفی از مولوی قطب الدین فارغ		کا تمام کلام رطب ویابس اسمین موجود ہے اور
٧	قصاید بدر چاچ		آسانی کے لیے ہر غزل پر بحور مروجہ کا نام بھی
	ساقی نامہ ملا ظہوری۔ یہ ساقی نامہ اتنا	۷/	درج کردیا گیا ہے۔
	بے مثل ہے کہ باوجود کوششون کے شعرا مین کسی نے		دیوان عنصری۔ عرصہ سے یہ دیوان نایاب تھا
٨	اب تک اسکا جواب نہین لکھا ہے۔	۱۴/	اب مطبع نے نہایت صحت سے شایع کرایا ہے
٤	قصاید مدحیہ نظام قصاید نعتیہ	/۹	قصاید ظہیر فاریابی
	سرور العباد شرح قصیدہ بانت سعاد یہ قصیدہ	۱۴/	کلیات ظہیر فاریابی
	عربی کا ایک نہایت مشہور ومعروف قصیدہ	۰۵/	دیوان ظہیر فاریابی
	ہے اسکی عام فہم شرح مولوی محمد نذیر صاحب	۱۱/	طیبات مذاقیہ سعدی۔ از حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ
۲	نے لکھی ہے۔	/۸	دیوان حضرت احمد جام زندہ پیل
	دیوان ملا نور الدین ظہوری۔ ہمپایہ کلام	۰۳/	دیوان خواجہ معین الدین اجمیری
	عرفی وفیضی ونظیری وغیرہ	۰۲/	دیوان حضرت غوث الاعظم رح
	کلیات مرزا جلال اسیر	۵/	رباعیات حضرت عمر خیام
	المشتہر	۶/	دیوان غنی کشمیری
	مینیجر مطبع نولکشور صیغہ بکڈپو لکھنؤ	۰۴/	دیوان ناصر علی سرہندی
		۶/	دیوان ہلالی۔ دیسی مکاتب کے درس مین ہے